بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ (القرآن)

تذکرۂ فخر سادات

قدوۃ المشائخ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کے روح پرور حالات
اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل مضامین کا گرانقدر مجموعہ

بحسن سعی پروفیسر محبوب حسین
ناظم ادارہ معین الاسلام بیربل شریف

تدوین پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈائریکٹر ریسرچ FMRI
ادارہ منہاج القرآن لاہور

المکتبۃ المرتضویہ ادارہ معین الاسلام
بیربل شریف (مرتضیٰ آباد) ضلع سرگودھا

Mob: 0300-6049157, E-mail: moeenulislam@gmail.com

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ ھیں

نام کتاب .... تذکرۂ فخرِ سادات

تدوین .... پروفیسر محمد نصراللہ معینی

ناشرین .... صاحبزادہ سیف الرحمن

صاحبزادہ فخر معین

نگران طباعت .... ڈاکٹر عبدالروف معینی

.... قاری محمد ندیم عابد

کمپوزنگ .... محمد شفیق، محمد عمران فرید

پرنٹنگ .... شیخ محمد رمضان، محمد سفیان معینی

عکاسی .... محمد احمد معین

اشاعت اول .... مئی 2011ء

تعداد 1100

ہدیہ .... ~~300~~

ملنے کا پتہ

- .... ادارہ معین الاسلام بیربل شریف ضلع سرگودھا 0300-4699863,0333-4997658
- .... الحجوب آرٹ گراؤنڈ فلور چیمہ پلازہ گلی نمبر 6 منشی محلہ امین پور بازار فیصل آباد 041-2627752, 0321-9665326, 0300-9665326
- .... مکتبہ جمال کرم۔9 مرکز الاویس ستا ہوٹل داتا دربار مارکیٹ لاہور
- .... آستانہ عالیہ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ" اعوان ٹاؤن جوہر آباد
- .... خالد سیف اللہ صاحب چشتی چوک بابو صابو لاہور
- .... شاہین پارک مغل پورہ لاہور 0333-4224598
- .... الحجوب ہوٹل لاہور روڈ کامونکی باؤ شیخ محمد اشرف

Marfat.com

انتساب

بیربل شریف کے اس روشن چراغ کے نام جس کی کاوشوں سے ہزاروں دلوں میں فخرِ سادات کی محبت وعقیدت کے چراغ روشن ہوگئے۔

پروفیسر محمد نصراللہ معینی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغازِ سخن

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

اولیائے کاملین اسلام کی وہ روشن ہستیاں ہیں جن کی صحبت سے انسان کو دین کی سمجھ عطا ہوتی ہے۔ ان کے روشن چہرے دین کے نقوش واضح کرتے ہیں۔ ان کے قدموں کے نشانات منزلوں کے رہبر بن جاتے ہیں۔ ان کی نظر کیمیا اثر دلوں کی ویران بستیوں کو ذکر اور محبت الٰہی سے آباد کر دیتی ہے۔ جس سے سید دو عالم ﷺ کے اس فرمان کی تعبیر سامنے آ جاتی ہے کہ

اِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰه ان کے دیکھنے سے خدا یاد آ جاتا ہے۔

اولیاء اللہ کے مطمئن اور روشن چہرے محبتوں کی کتاب اور عقیدتوں کا نصاب ہوتے ہیں جن کے مطالعہ سے دردو سوز اور اطاعت و فرمانبرداری کے جذبات مؤجزن ہو جاتے ہیں اور بقول حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ۔

بن پڑھے پیا پڑھیوے ہو

اللہ والوں کی صحبت ایک عظیم نعمت ہے۔ ان کی ہم نشینی مولانا رومؒ کے الفاظ میں صدیوں کی پرخلوص عبادت پر فوقیت رکھتی ہے اور اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ان کے تذکروں کے مطالعہ سے صحبت جیسی تاثیرات محسوس ہوتی ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغازِ سخن

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

اولیائے کاملین اسلام کی وہ روشن ہستیاں ہیں جن کی صحبت سے انسان کو دین کی سمجھ عطا ہوتی ہے۔ ان کے روشن چہرے دین کے نقوش واضح کرتے ہیں۔ ان کے قدموں کے نشانات منزلوں کے رہبر بن جاتے ہیں۔ ان کی نظر کیمیا اثر دلوں کی ویران بستیوں کو ذکر اور محبت الٰہی سے آباد کر دیتی ہے۔ جس سے سید دو عالم ﷺ کے اس فرمان کی تعبیر سامنے آ جاتی ہے کہ

اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہ   ان کے دیکھنے سے خدا یاد آ جاتا ہے۔

اولیاء اللہ کے مطمئن اور روشن چہرے محبتوں کی کتاب اور عقیدتوں کا نصاب ہوتے ہیں جن کے مطالعہ سے درد و سوز اور اطاعت و فرمانبرداری کے جذبات موجزن ہو جاتے ہیں اور بقول حضرت سلطان العارفین سلطان باہوؒ۔

بن پڑھے پیا پڑھیوے ہو

اللہ والوں کی صحبت ایک عظیم نعمت ہے۔ ان کی ہم نشینی مولانا رومؒ کے الفاظ میں صدیوں کی پر خلوص عبادت پر فوقیت رکھتی ہے اور اس حقیقت سے بھی انکار ممکن نہیں کہ ان کے تذکروں کے مطالعہ سے صحبت جیسی تاثیرات محسوس ہوتی ہیں۔

Marfat.com

قرآن مجید نے انبیاء کرام کے واقعات اور قصے بیان کرنے کی حکمت یہ بیان فرمائی لنثبت به فؤادك تا کہ آپ کے دل کو اس کے ذریعہ ثبات بخش دیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام اور صلحاء کے تذکرے فیوضات کے حامل ہوتے ہیں۔

نہ تنہا عشق از دیدارِ خیزد

بسا کیں دولت از گفتار خیزد

عشق و محبت کا جذبہ صرف دیدار سے ہی نہیں ملتا بلکہ اکثر یہ دولت محبوب کی باتیں سننے سے بھی نصیب ہو جاتا ہے۔

مخدوم المشائخ فخر سادات حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ انہیں برگزیدہ اور کامل ہستیوں میں سے ہیں جن کی نگاہِ فیض اثر نے ایک زمانے کو اپنا شیدا بنالیا۔ آج دنیا انہیں سیاحِ حرمین زائر مدینہ و نجف، پیر عالمگیر اور قطب زماں کے القابات سے یاد کرتی ہے۔ آپ شہریار جمال اور آپ کی ذات منبع فضل و کمال تھی۔ 1901ء میں سادات ترمذ کے ایک معزز گھرانے میں حضرت سید ناظم شاہؒ کے گھر موضع الگوں (حال انڈیا) میں آنکھ کھولنے والے یہ مرد باخدا حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور حضرت ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہؒ حضرت باباجی عبدالغفورؒ دریا شریف، حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ، حضرت خواجہ فقیر سلطان علیؒ شاہ والا شریف، حضرت محدث اعظم کچھوچھویؒ، حضرت خواجہ ضیاء الدین مدنیؒ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہؒ، حضرت پیر فیض محمد قندھاریؒ، حضرت عبدالکریمؒ عیدگاہ شریف اور دیگر بے شمار اولیائے کاملین کی صحبت اور فیوضات سے مستفید ہوئے۔ علامہ محمد اقبالؒ اور قائد اعظمؒ سے ملاقاتیں کیں۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ سردار عبدالرب نشتر سے مل کر کراچی میں عید میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس نکالا۔

جود و سخا، صدق و صفا، شریعت کی پابندی اور پاسداری، حق گوئی و بے باکی، تعمیر

Marfat.com

مساجد و مدارس دینی اداروں کی سرپرستی، رشد و ہدایت، غریب پروری اور انسان دوستی زندگی بھر آپ کا شیوہ رہا۔

وہ لوگ بڑے عظیم ہوتے ہیں جو اپنے دینی یا سماجی مقام و منصب کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے لوگوں کی بھلائی اور خیر و فلاح کے فروغ میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ابن ماجہ کی ایک حدیث مبارک ہے آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

طُوبیٰ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَیْرِ مِغْلَاقًا لِلشَّرِّ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ انسان ابدی عزت اور سعادت کا حامل ہے کہ جہاں وہ خیر و فلاح کی روایت قائم کرسکتا ہے تو اس کے لیے فوراً کمربستہ ہو جاتا ہے اور جہاں برائی اور شر جنم لیتے نظر آئیں تو اس کا دروازہ بند کرنے کے لیے اپنی پوری ہمت صرف کردیتا ہے۔

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کریں تو آپ کی پوری زندگی اس حدیث مبارک پر عمل کی روشن مثالوں سے بھری دکھائی دیتی ہے۔ ہر وہ کام جس سے دین اسلام اور خلق خدا کی بہتری وابستہ ہوتی حضور باباجیؒ اس کے لیے ہمیشہ کمربستہ دکھائی دیتے اور جہاں برائی یا شر کے پیدا ہونے کا احتمال ہوتا آپ اس کے سامنے دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے۔

بعض زمیندار اور جاگیردار گھرانوں میں بیٹیوں کی شادیاں ذاتی مفادات یا باہمی رنجشوں اور لڑائیوں کی وجہ سے نہیں ہو پاتیں یا ہوتی ہیں تو کافی تاخیر سے۔ ان گھرانوں کے یہ رویے بہت سی معاشرتی پیچیدگیوں اور اخلاقی برائیوں کو جنم دیتے ہیں۔ حضور باباجیؒ ان رسوم و رواج کے سخت مخالف تھے اور اپنے حلقہ اثر میں انہیں ختم کرنے کے لئے ہمیشہ برسرپیکار رہے۔ آپ اس گھر میں تشریف نہیں لے جاتے تھے جن کے ہاں بیٹی بٹھا رکھی ہوتی اور اس کی شادی نہ کی جاتی بندیال شریف میں ایک دعوت پر شرکت سے

Marfat.com

آپ نے صرف اسی بنا پر انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے آپ کی وساطت سے آپس میں صلح کر لی چنانچہ آپ نے ایک ہی دن میں ان کے کئی رشتے طے کرا دیئے۔

ڈاکٹر گلشن صاحبہ راوی ہیں کہ ایک دفعہ وہ باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو دیکھا کہ لوگوں کا بڑا رش تھا۔ میانوالی کی ایک بڑی فیملی کے دو فریق آئے ہوئے تھے آپ نے پگڑی پھیلا رکھی تھی جس کا ایک کونہ باباجیؒ نے جبکہ دوسری طرف کا کونہ عورتوں اور مردوں نے تھام رکھا تھا۔ باباجیؒ انہیں توبہ کرانے کے بعد بیعت فرما رہے تھے۔ پھر آپ نے دونوں فریقوں کی صلح کرادی اور ان کے باہم رشتے طے کرا دیئے۔

بعض راہنماؤں کی روش ہوتی ہے کہ متحارب اور باہم ناراض دونوں فریقوں سے راہ و رسم رکھتے ہیں ان کی باہمی لڑائی کو ان کا ذاتی اور گھریلو مسئلہ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور ان سے کوئی تعرض نہیں کرتے۔ باباجیؒ حضور اس کے برعکس ذاتی دلچسپی لے کر ان لوگوں کے اختلافات کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔

شاہ پور کے ایک معروف زمیندار اور ان کے بھائی کی آپس میں ناراضگی ہوگئی اور کافی عرصہ سے ان کی آپس میں بول چال بند رہی۔ سارے شہر میں ان کی لڑائی کی خبر گرم تھی۔ حضور باباجیؒ موصوف کے گھر تشریف لے گئے۔ موصوف نے خاطر مدارت کی بڑی کوشش کی لیکن آپ نے ان کے گھر سے پانی پینے سے بھی انکار کر دیا۔ پھر ان کی پریشانی دیکھ کر باباجیؒ نے فرمایا صرف ایک صورت ہے کہ تم دونوں بھائی آپس میں صلح کرلو۔ انہوں نے آپس میں صلح کر لی تو فرمایا اب دونوں ایک موٹر سائیکل پر بیٹھ کر پورے شہر کا چکر لگاؤ تاکہ سب کو پتہ چل جائے کہ تم دونوں نے صلح کر لی ہے چنانچہ جب وہ شہر کا چکر لگا کر واپس آئے تو پھر آپ ان کے گھر سے چائے پانی کے روادار ہوئے۔ معاشرہ کی اصلاح اور بری رسموں کے خاتمے اور صحیح دینی اور سماجی شعور کی بیداری کے لئے آپ کی کوششوں کا جائزہ لینا ان چند صفحات میں ممکن نہیں۔ اس کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

العلم نور علم نور ہے۔ اگر علم نور ہے تو یہ بھی سچ ہے کہ جہالت تاریکی ہے۔ جہاں نور علم سے بے شمار بھلائیاں اور خیر وفلاح وابستہ ہیں وہاں جہالت کی تاریکیوں کے دامن میں بے شمار شر اور برائیاں بھی لپٹی ہوتی ہیں۔

حضور باباجیؒ زندگی بھر جہالت کے خاتمے اور علم کا نور پھیلانے میں سرگرم عمل اور علمی اداروں کے زبردست معاون اور سرپرست رہے۔ جو ہر آباد مقیم ہونے سے پہلے آپ نے جہاں کہیں ڈیرہ لگایا وہاں سب سے پہلے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر فرمائی۔ یوں بیسیوں مساجد مدارس معرض وجود میں آ گئے۔ وہاں سے چلے آنے کے بعد بھی باباجیؒ ان اداروں کی مسلسل سرپرستی فرماتے اور مالی تعاون کرتے رہے۔ بے شمار دیگر ادارے بھی آپ سے فیض یاب ہوتے رہے۔

طرہ یہ کہ کسی بھی مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے لیے نہ تو کسی سے چندہ وصول کرتے اور نہ ہی اپیلیں شائع کرتے۔ اس سلسلے میں کسی نے فقر محمد ﷺ کے اس وارث کو دست سوال دراز کرتے نہیں دیکھا۔ من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ کے مصداق غیب سے سامان ہونے لگتا اور دیکھتے ہی دیکھتے منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا۔ آپ چندوں کی اپیلیں کرنے کے سخت خلاف تھے۔

جہاں بھی دین کی حقیقی خدمت دیکھتے اپنی نوازشات کے دروازے کھول دیتے۔ ان نوازشات کے مختلف پیرائے اور انداز ہوتے کبھی روحانی توجہ اور دعا سے اور کبھی اپنی جیب سے مدد فرماتے اور کبھی کسی اور کو غیر محسوس انداز سے اشارہ کر دیتے۔ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں ہاسٹل کی تعمیر کا مرحلہ آیا مسجد گنج شکرؒ [illegible] کا حضور باباجیؒ ہر طرح سے نوازشات فرماتے رہتے۔

ایک دن ناظم ادارہ حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب نماز فجر سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ چند لوگ حاضر خدمت ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ ہم دعا کے لیے حضور باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے فون کیا تو آپ نے فرمایا بیربل شریف

Marfat.com

چلے جاؤ وہاں میرا محبوب رہتا ہے اس سے جا کر دعا کراؤ۔ میرے خیال میں اس واقعہ سے جہاں حضور بابا جیؒ کے ہاں جناب صاجزادہ صاحب کے مقام ومرتبہ کی نشاندہی ہوتی ہے وہاں شاید بابا جیؒ ان لوگوں کو بیربل شریف بھیج کر یہ بھی دکھانا چاہتے ہوں کہ وہاں عصر حاضر کی خانقاہی دنیا میں اپنی نوعیت کا واحد عظیم تعلیمی ادارہ کس طرح دینِ متین کی خدمت میں دن رات کوشاں ہے۔

حضور بابا جیؒ ادارہ معین الاسلام کے ناظم صاجزادہ محبوب حسین کی خدمات کی ہمیشہ تحسین فرماتے، ان کی حوصلہ افزائی کرتے اورانہیں اپنی سرگرمیوں کومزید وسعت دینے کی تلقین بھی فرماتے رہتے تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ صاجزادہ صاحب اپنے ادارے کا ایک بلاک اور مسجد شاہ پور جھاوریاں روڈ پر کوٹ پہلوان کے قریب بھی تعمیر کریں چنانچہ آپ کی اس خواہش کے مدنظر کوٹ پہلوان کے ایک مخیّر اور نیک دل رئیس جناب سردار حاجی اصغر حیات میکن صاحب نے برلب سڑک 14 ایکڑ زمین ادارہ معین الاسلام کے لئے عطیہ کردی۔ یادرہے کہ سرداراصغرحیات میکن کی ادارہ معین الاسلام کے حوالے سے اور بھی ناقابل فراموش خدمات ہیں جس کی حضور بابا جیؒ بھی تحسین فرماتے رہتے تھے۔ حضور بابا جیؒ نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری سال 12 ربیع الاول کی صبح کو اس زمین پر مسجد کا سنگ بنیادرکھ کر دعا بھی فرمادی تھی۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور بابا جیؒ کی روحانی توجہ سے مستقبل کی اس جرنیلی سڑک کے کنارے ایک عظیم تعلیمی اورروحانی مرکز تشنگان علم ومعرفت کیلئے منبع فیض بن کر نمودار ہوگا۔

قطب زماں فخر سادات، سیاح حرمین حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ دنیا کو اپنی زندگی کی ایک سوتین بہاریں دکھا کر ابدی وطن کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہ آفتاب ولایت ہرسو روشنی بکھیرتا ظلمتوں سے جہاد کرتا اور دلوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ سے گرماتا۔ 11 اگست 2004ء کی صبح باغ جناں میں اتر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے

Marfat.com

وہ نورانی ہستی جس کے روئے انور کی زیارت تقویت ایمان اور جس کے میٹھے بول باعث تسلین قلب وجاں تھے۔ وہ ہمیشہ کے لیے ان کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

چاروں طرف فضاء میں اداسی بکھر گئی
وہ کیا گئے کہ رونق شام و سحر گئی

حضور باباجیؒ کی جدائی میں یوں تو ہر شخص پر ملال اور ہر دل بے چین و بے قرار تھا لیکن بیربل شریف میں صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین کی آنکھیں مسلسل اشک بار تھیں۔ ان کے پاس تعزیت کرنے والوں کا کئی دن تانتا بندھا رہا۔ ان کے بقول ایسا لگتا تھا کہ ان کے والد گرامیؒ کا آج ہی انتقال ہوا ہے۔

فخر سادات کیساتھ مرتضوی خانوادہ کے اس فرزند جلیل کی عقیدت ومحبت اور حضور باباجیؒ کی ان پر شفقت وعنایات کے احوال دنیا جانتی ہے۔ یہ باہمی تعلق دنیاوی اغراض سے بالاتر خالص للّٰہیت کی بنا پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور باباجی کے وصال کے بعد یہ تعلق اور محبت روز افزوں ہے۔ چنانچہ فخر ساداتؒ کے ایمان افروز احوال اور روحانی فیوضات پر مبنی، مجلہ معین الاسلام بیربل شریف کے چار خصوصی شمارے شائع ہو چکے ہیں۔

مخدومی صاحبزادہ محبوب حسین نے ان شماروں کی تیاری میں دامے درمے سخنے جس طرح میری معاونت فرمائی وہ حضور باباجیؒ کے ساتھ آپ کی قلبی محبت اور روحانی تعلق کا روشن ثبوت ہے۔ ان رسائل کی تیاری اور اشاعت میں جہاں انہوں نے مالی اخراجات برداشت کیے وہاں حضور باباجیؒ کے بعض خاص عقیدت مندوں اور دوستوں سے رابطہ کرانے میں بھی انہوں نے بھرپور کردار ادا کیا۔ بلکہ کئی احباب سے ملاقات کرانے کیلئے میرے ساتھ خود تشریف لئے گئے۔ اب مجلہ معین الاسلام میں گذشتہ شماروں میں چھپنے والے مضامین اور منظومات کو ایک کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔ جس کے لئے جناب صاحبزادہ صاحب نے ڈاکٹر عبدالروف معینی، قاری محمد ندیم عابد، حافظ محمد شفیق اور محمد عمران فرید پر مشتمل اپنی ٹیم کے ساتھ جس طرح رتجگے کئے۔ پروف ریڈنگ اور تصحیح میں بھرپور عملی

Marfat.com

ساتھ دیا۔ اس کی نظیر خانقاہی ذمہ داریوں اور تعلیمی وتدریسی مصروفیات میں گھرے لوگوں کی زندگی میں بہت کم ملے گی۔

جناب صاحبزادہ صاحب کی خصوصی توجہ اور معاونت سے زیرنظر کتاب کی تدوین و اشاعت تمام اہل طریقت اور خصوصاً عقیدت مندوں کے لئے ایک بے مثال تحفہ ہے جس کے لفظوں میں پوشیدہ آپ کی سیرت اور روحانیت کی خوشبو اہل محبت کے مشام جاں کو معطر کردے گی۔ نیز یہ کتاب انشاء اللہ مستقبل کے تذکرہ نگاروں کے لئے معلومات کا مستند ذخیرہ بھی ثابت ہوگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

Marfat.com

منظوم خراجِ عقیدت

☆ جناب پروفیسر حفیظ تائب

☆ جناب احمد حسین رشک ترابی

☆ علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی

☆ جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

☆ جناب بشیر احمد قدر آفاقی

Marfat.com

Marfat.com

نذرِ عقیدت

بخدمت حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر حفیظ تائب

کی ہے بزمِ شوق رنگیں ، بابا طاہر شاہ نے
شیر ربانی کے شاہیں ، بابا طاہر شاہ نے

ایک نیا عالم دکھایا عظمتِ کردار سے
میرے ہمدم میرے سائیں ، بابا طاہر شاہ نے

خوب تعلیم نبی پھیلائی اہلِ عشق میں
عام کر کے حرفِ شیریں ، بابا طاہر شاہ نے

طالبوں کو دین و دنیا کی عطا کیں لذتیں
کر کے مہر آگیں ، بابا طاہر شاہ نے

فیض پا کر حضرت مہر علی کے در سے بھی
کھولا کیسا بابِ تسکیں ، بابا طاہر شاہ نے

نسبتِ غوث جلی کو کام میں لاتے ہوئے
کر دیا روحوں کو زریں ، بابا طاہر شاہ نے

لا کے حرمین اور بلادِ پاک سے ہر سال دوست
عشق کی خوشبوئیں بانٹیں ، بابا طاہر شاہ نے

Marfat.com

نذر عقیدت بحضور حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ

احمد حسین رشک ترابی

خیر البشر کا لال ہے طاہر حسین شاہؒ
احسان ذوالجلال ہے طاہر حسین شاہؒ

حصے میں جس کے دولت خلق رسول ہے
وہ مرد باکمال ہے طاہر حسین شاہؒ

قربان اس پہ رونق گلزار کیوں نہ ہو
حیدر کا نونہال ہے طاہر حسین شاہؒ

قرب اس کا اس لیے ہے بنائے سکون دل
زہرا کا خوش خصال ہے طاہر حسین شاہؒ

ناموس دین حق کو بچانے کے واسطے
شبیر کا جلال ہے طاہر حسین شاہؒ

فیضان غوث پاک کا اعجاز دیکھیے
درویش باکمال ہے طاہر حسین شاہؒ

الطاف پاش اس پہ رہا شیر شرقپور
یوں صاحب مجال ہے طاہر حسین شاہؒ

فیض جناب یوسفؒ و معروفؒ مرحبا
کس درجہ خوش مقال ہے طاہر حسین شاہؒ

دنیائے دوں کی اس لیے چاہت نہیں اسے
دانندہ مآل ہے طاہر حسین شاہؒ

ہر سلسلے کے فیض کا رخ اس کی سمت ہے
اس واسطے فعال ہے طاہر حسین شاہؒ

یارب خزاں سے اس لیے اس کو بچا کے رکھ
تزئین ماہ وسال ہے طاہر حسین شاہؒ

یہ رشک جو کہ خادم دیرینہ ہے تیرا
دیکھ اس کا کیسا حال ہے طاہر حسین شاہؒ

اس کو بھی ہو عطا تیرے لطف وکرم کی بھیک
اس کا بھی یہ سوال ہے طاہر حسین شاہؒ

یہ نذرانہ عقیدت حضرت باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں سید شفیق احمد شاہ سابق ریذیڈنٹ مجسٹریٹ شاہپور کی فرمائش پر لکھی گئی تھی۔

Marfat.com

سیدہ زھراء کے چمن کے گل تازہ

علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی

لوں سید طاہر کے مقدر کی بلائیں
کھائی ہیں سدا شہر پیمبر کی ہوائیں
وہ تیری معیت میں در شہ کی حضوری
ہیں یاد مجھے آپ کی پُردرد صدائیں
ہر ایک کا دل موہ لیا آپ نے بابا
اللہ رے یہ لطف یہ الفت کی ادائیں
اے راہ روِ راہِ حرم ، بلبل طیبہ
ہوں تجھ کو مبارک یہ مدینے کی فضائیں
اے سید کونین کے محبوب نواسے
مجھ کو بھی تو دلوائیں حضوری کی قبائیں
اے سیدہ زہراء کے چمن کے گل تازہ
مشہور ہیں دنیا میں تیرے گھر کی عطائیں
وہ لطف وہ مسجد وہ شب قدر کا گریہ
وہ کیف بھرا وقت بھلا کیسے بھلائیں
حسنی تیری تقدیر بدل دیں گی یقیناً
اس دشتِ مدینہ کے مسافر کی دعائیں

Marfat.com

تاجدارِ کشورِ عرفاں

جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری

نو بہارِ گلشنِ ایمان ہیں طاہر حسینؒ
تاجدارِ کشورِ عرفان ہیں طاہر حسینؒ
پیرِ کامل ، شیخ والا شان ہیں طاہر حسینؒ
نیّرِ علم و مہِ ایقان ہیں طاہر حسینؒ
محرمِ اسرارِ قرآن و حدیث مصطفیٰ
دینِ طیبہ کے دقیقہ دان ہیں طاہر حسینؒ
نقش بندی میکدے کے رِند پرور کیف بخش
قاسمِ فیضِ شہِ جیلان ہیں طاہر حسینؒ
جو کھٹکتا ہے دل شیطان میں کانٹے کی طرح
حق کے اس قلعے کے پشتی بان ہیں طاہر حسینؒ
دیکھ کر ان کا حسین چہرہ خدا آتا ہے یاد
نقشِ خوب جلوۂ سبحان ہیں طاہر حسینؒ
موت سے طارق نہیں معدوم ہوتا مردِ حق
ملک حق کے دائمی سلطان ہیں طاہر حسینؒ

Marfat.com

نذرِ عقیدت

بحضور حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ

بشیر احمد قدر آفاقی

اے کہ طاہر شاہ سید! حامیٔ دینِ متین!
رہبرِ راہِ طریقت! روحِ ایمان، شہ نشیں!
سالکِ راہِ ہدایت، جامِ عرفاں، ساتگیں!
دلقِ سیروا ، جانِ سنت، بادۂ حق الیقین!
شاہبازِ کشف و ہمت ، شعلۂ بیم و رجا!
سرِ حکمت ، بطلِ حریت ، طبیبِ دلکشا!

☆☆☆☆

درخرابات جہاں نورِ ہدیٰ پسپا شدہ
حسن و عشق و غمزہ و زلفِ دوتا پسپا شدہ
سوزِ دل ، آہِ سحر ذوق وِلا پسپا شدہ
قبلۂ حاجات و محرابِ دعا پسپا شدہ
اندریں حالات جامِ ہمتِ موسیٰ بیار
بہر فرعون جہاں تازہ ید بیضا بیار

☆☆☆☆

Marfat.com

اے کہ سیاحِ حرم ، جام شریعت، خوش خیال!
خوش دل و خوش رنگ و طلعت ، خوش نہاد و خوش خصال!
خوش ولایت، خوش عنایت، خوش تمنا، خوش مآل!
خوشہ چین اہل عظمت، خوش قلم، خوش خط کمال!
سالکانِ ہم سفر را ذوقِ منزل ہم بدہ!
خوش نوائے خوش طلب را جاہ و جامِ جم بدہ!

☆☆☆

سید عالی وقار

صاحب عرفان و دانش سید عالی وقار
شیرِ ربانی کی سطوت کا امین و حق شعار
شاعرِ رنگین بیان و معرفت کا جامِ جم
پیکرِ حسن شریعت در طریقت خوش قدم
خُلق کی عظمت کا شاہد باباطاہر شاہ ولی
عالی ظرف و شانِ استغنا کی حامل زندگی
کر گئی ہے موت اس کو زندہ و پائندہ تر
جاگتا ہے دن کو بھی سوتا نہیں وہ رات بھر

Marfat.com

حسن احوال

- معنوی دور میں حقیقی انسان — پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی
- روحانی تاجدار — علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی
- غواص بحر معرفت — ڈاکٹر صاحبزادہ انوار الحق بندیالوی
- مسافر مدینہ و بغداد — جناب ملک محبوب الرسول قادری
- فخر سادات کے فیوضات — جناب شیخ دوست محمد
- شیر ربانی کی شمع نورانی — ڈاکٹر محمد طفیل سالک
- زائر الحرمین السید طاہر حسین الترمذی (عربی) — مفتی محمد اکرم نظامی
- الشیخ السید طاہر حسین الترمذی (عربی) — پروفیسر سعدیہ نصر اللہ

Marfat.com

Marfat.com

حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ

مصنوعی دور میں حقیقی انسان

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی

مجھے اہل اللہ کی زیارت کا شوق ہے......

کچھ مدت پہلے کسی نے مجھے کہا: ''آپ کبھی بابا جی طاہر شاہ سے بھی ملے ہیں؟''

میں نے کہا: نہیں' اور پوچھا وہ کہاں رہتے ہیں؟

بتایا'' کہ وہ تو پھرتے رہتے ہیں۔ اتفاقاً کسی کو خبر ہو جائے کہ فلاں جگہ ہیں تو مل سکتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ اگر ایسے ہیں تو پھر تو ان سے ملنا مشکل ہے۔ اتفاقاً ہمارے ایک عزیز (سید افتخار حسین ہمدانی) ان کے عقیدت مند ہو گئے' ان سے ملنا ہوا تو انہوں نے بتایا کہ آج کل جوہر آباد میں مقیم ہیں گو ادھر آتے جاتے رہتے ہیں۔ مگر انہوں نے جوہر آباد میں ڈیرہ جما لیا ہے۔ وہاں پر ان کے آنے جانے کے بارے میں پتہ کر کے ان سے ملا جا سکتا ہے۔

ایک دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہم بچوں سمیت بابا طاہر شاہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ سن رسیدہ بزرگ (عمر نوے سال)' ساٹھ ستر سال سے زیادہ کے نظر نہیں آتے۔ داڑھی میں ابھی تک سیاہ بال سفید کپڑے کی ٹوپی، چال ڈھال درویشانہ' انداز گفتگو فقیرانہ

ہم نے حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''روح'' مع شرح پیش کیا تو اس کے اوراق الٹ پلٹ کے دیکھنے لگے مگر ہم سمجھ رہے تھے۔ کہ وہ اسے پڑھ رہے تھے اپنے

Marfat.com

انداز میں جانچ رہے تھے اور اس روحانی رسالہ سے نکلنے والی غیر مرئی شعاعوں کو انگلیوں سے چھو رہے تھے دیکھتے جا رہے تھے اور مہربان ہوتے جاتے تھے اور مہمان کے اکرام میں مبالغہ کرتے جا رہے تھے۔

پھر انہوں نے اس فقیر کو اس قابل سمجھا کہ کچھ منتشر اوراق نکالے جن پر ان کے اپنے ابیات لکھے ہوئے تھے۔ خود پڑھے اور مجھ فقیر سے پڑھوائے۔ میں نے ان میں صوفیانہ کلام کی جھلکیاں دیکھیں تو سمجھ گیا کہ اس کلام میں پنجابی زبان کے کلاسیکل صوفی شعراء کی ساری خصوصیات موجود ہیں۔ انہوں نے بظاہر لاپرواہی کے ساتھ وہ اوراق میرے حوالے کیے اور کہا کہ جاکر ان کی شرح لکھئے۔ میں نے نیازمندی کے ساتھ ان کے فرمان کو قبول کیا۔

ہم جب اٹھے تو انہوں نے خانقاہ میں آئے ہوئے نذرانوں سے ہمیں لاد دیا۔ بچوں کے لئے سو سو کے نوٹ، مٹھائیاں، ہر چند صوفیانہ گفتگو رہی اور پھر بہت سے حوصلہ افزا توصیفی کلمات کے ساتھ رخصت کیا۔ من جملہ اور باتوں کے یہ دو مصرعے فی البدیہہ ارشاد فرمائے:

اک دو دی گل اک پاسے، نوشاہیاں نوشہرے نوں بخشیاں نیں
ویکھ سخاوت اس گھر دی، ولائتاں جاندیاں راہیاں نوں بخشیاں نیں
(سخاوت دیکھو، راہ جاتے مسافروں کو ولائتیں بخش دیں)

یہ تھی ہماری پہلی ملاقات بابا جی طاہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اگرچہ اس کے بعد صرف ایک آدھ ملاقات ہوئی ہے مگر اس دوران فقیر بابا طاہر شاہ کے ساتھ ایک الگ سطح پر ایک دوسرے ہی عالم میں روزانہ ملاقاتیں رہیں دن رات میں کئی بار...... ابیات کی کائنات میں حمد و مناجات کے وقت نعت گوئی کی محفل میں مناقب حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کی مجلس میں ساقی کی میکدہ غرضیکہ پورے سال کے بارہ ماہ کے تمام موسموں میں...... بابا طاہر حسین شاہ اپنی پوری روحانی باطنی آب و تاب کے ساتھ ہمارے سامنے رہے۔ وہاں جہاں ذوق و شوق و سوز و ساز تھا، وجد و حال تھا، ہجر و

Marfat.com

وصال کے قصے تھے اور مردان کامل کے تذکرے۔

یہ بابا طاہر شاہ کی اصل شخصیت تھی جس میں مجھے شناسائی کا شرف حاصل ہوا۔ اس عرصے میں باباجی کے سوانحی حالات بھی کچھ معلوم ہوئے جو ان کی خانقاہ کے ایک نوجوان درویش صوفی محمد نصراللہ سے سنے اور دو چار اوراق میں لکھ ڈالے۔

مختصر حالات زندگی

باباجی کے ان ملفوظات کے مطابق ان کا سن پیدائش 1904 عیسوی ہے۔ گویا اس وقت ''الکھ نگری'' اور ''شہاب نامہ'' کے فیض رساں درویش کی طرح ''نوے سالہ نوجوان فقیر'' ہیں۔

ان کے آباؤ اجداد بخارا سے براستہ ترمذ ومکران اوچ شریف ضلع بہاولپور میں آ کر مقیم ہوئے۔ اس لحاظ سے آپ بخاری سادات میں سے ہیں۔ وہاں سے خاندان کے افراد نقل مکانی کرتے رہے۔ ایک شاخ کے لوگ موضع نین پور تحصیل چونیاں ضلع قصور (پنجاب) میں آ بسے۔ لیکن آپ کے والد جو اپنے وقت کے معروف طبیب اور صوفی تھے، قصور سے بارہ میل جانب شمال، واقع ایک گاؤں الگوں چلے آئے (اب یہ گاؤں انڈیا میں واقع ہے اور اس کے باشندے پاکستان میں تحصیل وضلع قصور کے ہی ایک گاؤں بندال میں سکونت پذیر ہیں) وہیں باباجی پیدا ہوئے۔ لیکن والدین کا سایہ جلد ہی سر سے اٹھ گیا۔ ایک بڑے بھائی تھے جو صغرسنی میں انتقال کر گئے تھے۔ آپ اور ایک ہمشیرہ رہ گئے۔

آپ کو راجپوت خاندان کی ایک خاتون چراغ بی بی نے بہت پیار سے پالا۔ ابتدائی تعلیم الگوں میں ہی حاصل کی۔ دو سال تک کھیم کرن میں بھی پڑھتے رہے انہی دنوں بعض ساتھیوں اور بزرگوں کے ساتھ حضرت میاں شیر محمد شرقپور رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں آنا جانا ہوا۔ وہاں پہلے سے آپ کے ایک چچا حضرت الف شاہ رحمتہ اللہ علیہ موجود تھے۔ آپ بھی 1916ء میں مستقلاً شرقپور کی خانقاہ میں آ کر رہنے لگے۔ وہاں فارسی کی کتب

Marfat.com

پڑھیں۔طب بھی سیکھی۔خانقاہ کے بعض انتظامی امور آپ کے ذمہ رہے۔یہاں بیعت کے بعد کچھ ظاہری علم بھی سیکھا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ بڑے پر جلال بزرگ بتائے جاتے ہیں مگر باباجی سے پیار کرتے ان پر شفقت فرماتے تھے۔آپ اس زمانے کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ میں مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی نگرانی کا کام اپنے ایک مرید مولانا ابراہیم کے سپرد کر رکھا تھا۔باقی سب کام کرنے والے درویش تو عام لنگر کا کھانا کھاتے مگر مولانا ابراہیم کے لئے ایک مقامی زمیندار نور محمد رانجھا خاص طور پر کھانا تیار کر کے بھیجتا تھا اور وہ درویشوں سے الگ کھاتے۔ایک دن حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کوٹلہ تشریف لائے تو انہوں نے مولوی صاحب کے لئے یہ الگ اہتمام دیکھ لیا۔حضرت میاں صاحب نے جلال میں آ کر حکم دیا کہ مولوی صاحب فوراً یہاں سے چلے جائیں اور کوئی شخص ان سے سروکار نہ رکھے۔حتیٰ کہ شرقپور میں داخلے پر پابندی لگا دی۔آٹھ سال تک مولوی صاحب زیر عتاب رہے۔ باباطاہر شاہ فرماتے ہیں کہ آٹھ سال کے بعد ایک دن سخت سردی کے موسم میں بارش ہو رہی تھی کہ مولوی صاحب بھیگے کپڑوں میں خستہ حال مسجد کے حجرے میں پناہ کے طالب ہوئے۔آپ کو ترس آ گیا۔آگ جلائی،خشک کپڑوں کا جوڑا دیا' کمرے میں بٹھایا اور جگہ دی۔کسی نے جا کر میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے شکایت کر دی۔آپ نماز فجر کے بعد تشریف لائے اور پوچھا ''آپ کو میرے حکم کا علم تھا؟ باباجی نے عرض کیا۔''حضور علم تو تھا مگر مجھے ترس آ گیا'' پھر کہا کہ حضور آپ تربیت کرنے والے ہیں۔اس میں مولوی صاحب کی بہتری ہی ہوگی مگر ان آٹھ سالوں میں تو نور محمد رانجھا کے پراٹھے نکل ہی چکے ہوں گے'اب تو آپ بھی معاف فرما دیجئے۔حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہنس پڑے۔مولوی صاحب کو معاف کیا۔انہیں خلعت دے کر پھر سے مصلیٰ امامت عطا کیا اور

Marfat.com

بابا طاہر شاہ کو سینے لگا لیا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپور رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گولڑہ شریف بھیجا۔ فرماتے ہیں' جب گولڑہ شریف کی مسجد میں پہنچا۔ تو حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم کو کہا کہ مسجد میں ایک بڈھا آیا ہے' اُسے لے آؤ۔ حاضر ہوئے تو حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ عرض کی آپ سب کچھ جانتے ہوئے بھی فرماتے ہیں' میں کچھ نہیں جانتا۔ تب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جس کام کے لئے میاں صاحب نے تمہیں بھیجا ہے' وہ کام کرو۔ کچھ وظائف پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا جن پر مداومت کی گئی۔

ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: شاہ جی' سیروفی الارض (زمین پر پھرو)۔ آپ کے چچا سید الف شاہ صاحب قدس سرہ العزیز پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے التجا کی کہ حضرت میرا یہ ایک ہی بھتیجا ہے اور آپ انہیں سیروفی الارض کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہوگا تو ایسے ہی جیسے منہ سے نکل چکا لیکن تکلیف نہیں ہوگی۔

چنانچہ آپ سیاحت کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ ہندوستان و پاکستان کے اولیاء اللہ کے مزارات پر اب تک آپ حاضری دے چکے ہیں۔ اس زمانے کا ایک واقعہ آپ نے بیان فرمایا ہے۔

''میں دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزارات سے ہوتا ہوا سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرقد مبارک پر حاضر ہوا۔ سجادہ نشین صاحب سے ملاقات ہوئی لیکن کوئی توجہ نہ پا کر وہاں سے چل دیا۔ پھر پانی پت میں حضرت سید بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ بہت ہی سکون ملا۔ گرمیوں کا موسم تھا' جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو تہبند پھٹ گیا۔ دوسری چادر باندھ کر نماز ادا کی۔ دل میں خیال گزرا کہ بزرگوں کی حاضری دیتا رہا ہوں لیکن تہبند پھٹ

Marfat.com

گیا ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اکتاہٹ طاری ہوگئی۔ ہر چند کوشش کی کہ بیٹھا رہا ہوں' لیکن نہ بیٹھ سکا۔ آخر وہاں سے چل دیا۔

شہر سے باہر جنگل سے گزر رہا تھا کہ راستے میں ایک بزرگ سفید ریش لباس میں ملبوس بغل میں ایک گٹھڑی دبائے ہوئے آ ملے اور پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے جواب دیا لاہور جاؤں گا' اب اسٹیشن تک جا رہا ہوں۔ وہ بزرگ فرمانے لگے۔ چلو کچھ دیر تک میں بھی تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔ جب گھنے جنگل میں پہنچے تو وہ بزرگ گٹھڑی دے کر فرمانے لگے کہ یہ لو اور ذرا دور کھولنا میں نے گٹھڑی ہاتھوں میں لی' ادھر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ جب میں نے گٹھڑی کھولی تو اس میں سلی سلائی چادریں' ایک قمیص' ایک پگڑی، ایک جوڑا زری جوتی کا اور چاندی کے سولہ روپے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب دہلی سے لاہور کا کرایہ صرف اڑھائی روپے ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ رقم خرچ بھی کرتا رہا اور نمونہ اور تبرک کے طور پر چند سکے آج تک محفوظ کر رکھے ہیں۔ اس دن کے بعد آج تک خود کبھی کپڑے سلوا کر نہیں پہنے۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ غیب سے ہر چیز مہیا کر دیتا ہے۔

چند دنوں بعد خیال آیا کہ حضرت نے مجھے اتنی کثیر رقم کیسے دی تو رات کو خواب میں ملے اور فرمایا' ہم سادات کبھی دے کر شرمندہ نہیں ہوتے۔ اس کے بعد سے میں نے حضرت بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ پڑھنی شروع کر دی تب دوبارہ سرہند شریف حاضر ہوا تو حضرت سجادہ نشین نے مجھے گھر سے لا کر کپڑے عنایت کئے اور نہایت شفقت سے پیش آئے۔"

ایسے واقعات کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت باباجی طاہر شاہؒ کو کوئی سید گل حسن شاہؒ یا مولوی اسماعیل میرٹھی مل جائیں تو ایک نیا "تذکرہ غوثیہ" وجود میں آ سکتا ہے۔

1928ء میں اعلیٰ حضرت میاں محمد شرقپوریؒ وصال فرما گئے تو آپ جدائی کا

Marfat.com

صدمہ لئے ہوئے 1932ء میں خوشاب شاہ پور کے علاقوں میں آ نکلے۔خوشاب میں حضرت سید شاہ معروف قادری کے مزار پر حاضری دی۔اور کچھ عرصہ وہاں ذکر وفکر میں مشغول رہے۔شرقپور بھی آتے جاتے رہے اگرچہ کہیں دل نہ لگاتی کہ سات آٹھ سال محویت اور استغراق کے عالم میں گزرے۔1943ء میں ایک بار ''دربار شاہاں'' کے جنوب دریائے جہلم کے کنارے چلہ کشی کر رہے تھے کہ اچانک سیلاب آ گیا آپ چلہ گاہ کی چھت پر بیٹھے تھے۔دیواریں گر گئیں تو چھت پانی پر تیرنے لگی۔آپ بھی اس کے اوپر بیٹھے تیرتے گئے۔دیکھا کہ ایک درخت جڑوں سے اکھڑ کر چھت کے نزدیک آ گیا ہے۔آپ کود کر اس کے تنے پر سوار ہو گئے۔آپ کے اترتے ہی چھت بکھر گئی۔درختوں کی شاخوں پر سانپ بیٹھے تھے۔آپ کو دیکھ کر پانی میں اتر گئے۔شاہ پور سے آگے سید یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے روضے تک آپ بہتے چلے گئے۔چلے کے باقی ماندہ ایام آپ نے وہاں پورے کئے۔

پھر آپ عازم سفر ہوئے تو ایران وعراق سے ہوتے ہوئے مدینہ طیبہ جا پہنچے۔حج کیا اور تقریباً کئی سال تک گھومتے رہے۔شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، ترکی، یمن سب جگہوں پر گئے اور مقامات مقدسہ کی زیارت سے مستفیض ہوئے۔

1960ء میں خوشاب میں قیام فرمایا اور چند سال وہاں رہے۔جولائی 1991ء میں جوہر آباد کے گردونواح میں نئی بستی الاعوان ٹاؤن میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ایک مکان لے کر سکونت پذیر ہوئے۔اب یہیں لوگوں سے ملتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نسبت سے گیارہویں شریف کا ختم بھی آپ کے معمولات میں سے تھا..... آپ کے شیخ طریقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی طریقت کے شیخ تھے مگر معلوم ہوتا ہے انہوں نے قادری طریق سے آپ کی طبیعت کی مناسبت بھانپ لی تھی۔تبھی آپ کو گولڑہ شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔حضرت پیر مہر علی شاہؒ کا موروثی طریق قادری تھا۔نیز آپ

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں سے تھے۔ باباطاہر شاہ کے کلام میں جابجا حضرت غوث الاعظمؒ سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ اگر صرف آپ کا کلام پڑھا جائے تو آپ کا کلام پڑھا جائے تو آپ پر قادری طریق کے سالک ومرشد ہونے کا گمان ہوتا ہے

حضرت سید محمد طاہر حسین شاہ نین پوری مدظلہ العالی المعروف باباجی سید طاہر شاہ۔

وہ ایک صوفی مرشد، معلم اور مربی ہیں۔ انہوں نے خانقاہ میں باقاعدہ اس کے لئے تربیت پائی اور پھر سیاحت کے گوناگوں تجربات نے ان کو ایک کامل روحانی طبیب بنادیا۔ یوں انہیں خلافت ملی۔ روضۃ النبی ﷺ کے سامنے آستانہ بھوپال کے حضرت عبدالرزاق چشتی قادری نقشبندی نے آپ کو چاروں طریق میں خلافت سے سرفراز کیا اگر ایسا نہ ہوتا، تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ اس گروہ کے بعض محققین نے کہا ہے کہ دراصل خلافت یہی ہے کہ جس وقت مرید تزکیہ وتصفیہ سے وہم کے حجابات ہٹادے، کمال طور پر فانی بفنا ہوجائے تو اللہ سبحانہ کے نزدیک وہ خلافت کا مستحق ہوجاتا ہے۔

پس اسے خداوند جل جلالہ بغیر کسی واسطہ کے اپنا خلیفہ اور اپنے نبی ﷺ کا نائب بنادیتا ہے۔ اس مقام پر آنے کے بعد طالب حق تعالیٰ کا خلیفہ ہوجاتا ہے اور کسی کی جانشینی کا محتاج نہیں رہتا۔''

باباجی سید طاہر حسین شاہ ایک ایسے ہی معلم ربانی ہیں جو حقیقی طور پر رشد وہدایت کی اہلیت اپنے اندر پیدا کرکے اس مقام پر فائز ہوئے۔ تصوف میں تعلیم وتربیت کا ایک تو عام نصاب ہوتا ہے جو ترتیب کے لحاظ سے تو ہر طریق میں مشترک ہے۔ البتہ ذکر وفکر، وظائف ومراقبات کے ضمن میں فرق ہوسکتا ہے۔ دوسری قسم ان خصوصی ہدایات پر مشتمل ہوتی ہے جو عام طور پر فرد کے ساتھ مختلف ہوسکتی ہیں۔ جیسے طب کے پیشے میں ہوتی ہیں۔ مرشد کا کمال یہاں پتہ چلتا ہے۔ اب طریق تربیت بظاہر بے ربط بھی ہوجاتا ہے۔ اور غیر محسوس بھی لیکن تاثیر اور نتیجہ کے لحاظ سے ہمیشہ انجام بخیر ہوتا ہے۔

دوچار اوراق جو باباجی کی زبانی سن کر نصر اللہ درویش نے لکھے ہیں ان سے

Marfat.com

ہوتا ہے کہ سب سے پہلے تو وہ حسب دستور رہبر کی ضرورت پر زور دیتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر تصوف میں ایک قدم اٹھانا بھی مضر ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

''یہ سفر پیر کامل کے بغیر آفت ہے اور خوف وخطرے سے بھرا ہوا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ کسی پیر و مرشد کے دامن سے وابستہ ہونے سے پہلے اطمینان کر لیا جائے کہ وہ صحیح عقائد واعمال کا حامل ہے یا نہیں' نیز اس کی مجلس میں حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ اور آخرت کی یاد آتی ہے یا نہیں' اس کی ہم نشینی سے عبادات واعمال صالحہ کا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے یا نہیں اگر کسی مرشد میں یہ اوصاف پائے جاتے ہیں تو اس سے وابستگی کو غنیمت جانا جائے اور دل وجان سے اس کی خدمت کر کے فیض حاصل کیا جائے۔ پھر وہ شریعت، طریقت اور حقیقت کے مدارج کی نشاندہی سے ابتدا کرتے رہیں سلوک کی کچھ اصطلاحات کی وضاحت فرماتے ہیں اور آخر میں لطائف کے آسمان مراقبات کی تعلیم دیتے ہیں''

فرماتے ہیں:''معلوم رہے کہ ہر مراقبہ (قلبی، روحی، سری، خفی، اخفی) میں اس لطیفہ کو جو فیض کے وارد ہونے کی جگہ ہے لحاظ رکھ کر سلسلہ وار مشائخ عظام کے اسی لطیفہ کو سرور عالم ﷺ تک ایک دوسرے کے مقابل آئینوں کی طرح فرض کر کے بطور انعکاس اس مخصوص فیض کو اپنے متعلقہ لطیفہ میں منعکس سمجھے تاکہ انا عند ظن عبدی بی مطلب حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں۔''

طریقہ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر مقدم رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا نام جذبہ ہے۔ یعنی جذبہ الٰہی کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یہ جذبہ الٰہی یا تو بلاواسطہ جذب دو ذرائع سے پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی عبادات کے ذریعہ یا صحبت شیخ کے ذریعہ لیکن جذب مطلق کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ ''یہ عوام کے حق میں متصور نہیں یعنی عام لوگ اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے شخص کو جذبہ ''اجتبا'' حاصل ہو سکتا ہے جس کا تعلق کسی کامل واکمل انسان سے ہو جو باطن میں خدا تعالیٰ اور ظاہر میں خلق خدا سے مناسبت رکھتا ہو جذبہ

Marfat.com

اجتبا بعض قوی استعداد والے لوگوں کو آنحضرت ﷺ کا کام و اکمل اولیاء اللہ کی روح سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔''

ہر سالک کو حقیقت کے مقام تک پہنچنا چاہیے۔ کیونکہ طریقت کے فوائد و ثمرات کا حاصل ہونا حقیقت ہے۔ اس درجے میں جو علم حاصل ہوگا۔ اس کے نتیجے کے طور پر اعمال صالحہ اور اچھے اخلاق کے ساتھ لگاؤ کا یہ عالم ہوگا کہ ان کے بغیر چین نہیں آئے گا۔

ساقی نامہ اور دوہوں میں یہ جذبہ عشق ہے جس کی ترش و شریں واردات کی انہوں نے ترجمانی کی ہے یہی جذبہ طالب حق کو ''اصل خویش'' سے جا ملاتا ہے جو مقصود ہے۔

اگرچہ حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ کے طریقت نقشبندی مجددی طریقے سے تعلق رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ اس طریق کے حضرات وحدۃ الشہود پر نظر رکھتے ہیں مگر شاعری میں اکثر نظر آتا ہے کہ بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ کی دلچسپی وحدۃ الوجود سے گہری ہے۔ وہ اس مقام سے اٹھتے اور آگے پڑھتے ضرور ہیں مگر پھر وہیں واپس آ جاتے ہیں۔ شاعری کی حد تک علامہ کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ وہ وحدۃ الشہود کے قائل تھے مگر ان کے بعض اعلیٰ اور معروف اشعار کی تشریح صرف وحدۃ الوجود کے نکتہ نظر سے ہی کی جا سکتی ہے۔ خیر یہ بات تو نظریات سے متعلق ہے جبکہ درحقیقت بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ ایک باعمل صوفی ہیں اور باعمل صوفی معلم عام طور پر ان بحثوں میں نہیں پڑتے۔

کلام طاہر

بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ کا زیادہ کلام دوہے کی فارم میں ہے۔ یوں نظر آتا ہے کہ انہوں نے سسی پنوں کے قصے کو انہماک کے ساتھ پڑھا یا سنا اور سسی کی ان تمام واردات کو اپنے شاعرانہ وجدان میں سمو لیا جو ان کے سلوک سے مناسبت رکھتی تھی۔ سسی کی پیدائش سے لے کر اس کے انجام تک داستان حیات کے اندر بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ نے روح انسانی کے ''اصل خویش'' سے ''وصل خویش'' تک کی جویائی کے سفر میں اس کے سب کرب و اضطراب کو دیکھ لیا ہے۔

Marfat.com

اس میں شک نہیں کہ شاعری کی نثر میں شرح وترجمانی اور وہ بھی دوسری زبان میں اکثر بگاڑ پیدا کرتی ہے کیونکہ وہ بات جو شعر میں اس کی اصل زبان میں ہوتی ہے وہ مکمل طور پر کسی دوسری زبان کے اندر گرفت میں کب آ سکتی ہے لیکن یہاں شرح اسی لئے لکھنی پڑی کہ آج کل پڑھنے والوں میں روحانی شاعری کے پڑھنے کا سلیقہ ہی رہا ہے نہ اس کا طریقہ انہیں معلوم ہے۔ صوفیانہ شعروادب میں معانی تمثیل کی تہوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ان کو سمجھنے کے لئے یوں بھی کسی جاننے والے کی خدمات کی حاجت ہوتی ہے۔ اور آج کل تو پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ صوفی شعراء شعری علامتوں کے ساتھ ساتھ تصوف کی اصطلاحات اور رموز وتراکیب کے سرمائے سے بھی مستفید ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کی عام گفتگو بھی اسی زبان میں ہوتی ہے اس لئے غیر شعوری طور پر بھی اس کے مخصوص کنائے اشارے استعارے اور اصطلاحی الفاظ ان کے اشعار میں آتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے ساتھ تشریحات نہ لکھی جائیں تو علماء ظاہر کو کلام پڑھ کر ویسی ہی شکایت پیدا ہوسکتی ہے۔ جیسی انہیں حضرت ابن عربی کے اشعار کو ''ترجمان الاشوق'' میں پڑھ کر ہوئی تھیں۔ بابا طاہر شاہ کی نظم ''حضرت ساقی'' کو صوفیانہ ذوق کے زاویہ نظر سے ہی پڑھا جا سکتا ہے۔ یہی حال دوہوں اور دیگر منظوم کلام کا ہے۔

باباجی نے کئی دوسرے پنجابی صوفی شعراء کی طرح بارہ ماہ کا حال بھی لکھا ہے۔ اس فارم میں ان کی ندرت اور کلام کا اندازہ وہی کریں گے جنہوں نے دوسرے شعراء کا کلام اس ضمن میں پڑھ رکھا ہے۔

باباجی کی زبان بہت رواں اور سادہ ہے۔ اس لحاظ سے وہ موجودہ دور کی نئی نسل کے شاعروں کے گروہ میں کھڑے ہیں۔ ان کے کلام کو صحیح اوقات کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا اپنا ایک آہنگ محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اور محاورے اور روزمرے کی چاشنی بھی نظر آتی ہے اور موزوں لفظوں کی دلکشی بھی انہوں نے اپنے منظوم کلام کو نشیبوں اور

Marfat.com

استعاروں کے زیوروں سے ہرگز بوجھل نہیں ہونے دیا۔ گویا مزاج وہ حضرت بابا بلھے شاہؒ کے ساتھ ہیں جو ان کے ہم وطن تھے اور ان کے کلام کے ساتھ ان کو رغبت بھی ہے (میں نے کچھ اوراق دیکھے ہیں آپ نے حضرت بلھے شاہؒ کے کچھ اشعار کے بارے میں تشریحی نوٹ لکھوائے ہیں)

پنجابی زبان کی استعمال پر وہ پوری قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں بعض لفظوں اور جملوں کا ترجمہ کرنا خاصا مشکل ہے۔

میں مقدمے میں ایسا تبصرہ ہرگز نہیں کرنا چاہتا جو بہر طور مکمل و مفصل ہو۔ بہت سی خوبیاں ایسی ہیں جو خود پڑھنے والے کو دیکھنی چاہییں اور بہت سے نکات ایسے ہیں جن کے فہم و ادراک کیلئے نقادوں اور تبصرہ نگاروں کی بصیرت پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ یہاں صرف ایسی باتوں کا ذکر مقصود تھا جن کی نشاندہی سے قاری علمی، روحانی اور وجدانی شعور کے ساتھ صوفیانہ کلام پڑھنے کے لئے تیار ہو جائے۔

مجھ فقیر سے ایسا کچھ ہو پایا ہے یا نہیں مگر نیت یہی رہی ہے۔ ورنہ تو صوفیانہ کلام ہے۔ اگر کوئی اس کے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو یہ کلام اس کے سر سے گزر جائے گا۔ اور جو اس کا اہل ہے اس کے دل میں اتر جائے گا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

Marfat.com

روحانی تاجدار

علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی

۲۹ اکتوبر ۲۰۰۲ء کو ادارہ معین الاسلام کے زیر اہتمام بیربل شریف میں حضور باباجی کا جشن صد سالہ منایا گیا۔ اس روح پرور تقریب میں ملک عزیز کے نامور سکالر، صاحب علم و فضل اور روحانی و علمی شخصیت حضرت صاحبزادہ پیر محمد اسماعیل حسنی دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت باباجی کی شخصیت پر درج ذیل ایک ایمان افروز مقالہ پیش فرمایا۔

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں اس جمال پرور اور حیات بخش محفل میں شرکت کی توفیق بخشی۔ اس محفل منزہ میں شریک ہونے والے خوش نصیب یقیناً اپنے دامان دل کو رحمت خداوندی کے انمول موتیوں سے سجا کر اٹھیں گے۔

تیری محفل سے اٹھ کے جو بھی آئے کام گار آئے

سالانہ ملک گیر محفل حسن قرأت کے تاریخ ساز موقعہ پر صد سالہ جشن سیاح حرمین کا انعقاد ایک ایسا حسین امتزاج اور خوبصورت اعزاز ہے۔ جسے حاصل حیات، سرمایۂ زندگی اور متاع زیست کہا جائے تو یقیناً بے جا نہیں ہوگا۔

اوقات ہماں بود کہ با یار بسر شد
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خبری بود

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے ارکان اہتمام اور اس عالمی شہرت یافتہ مرکز

Marfat.com

علم وحکمت کے اربابِ بست وکشاد نے کلام الٰہی کے انوار وتجلیات کی بارش توصیفِ مصطفیٰ ﷺ کے فیوض وبرکات شہر بزرگان کی پرنور فضا، بادہ نوشانِ توحید، پروانگانِ شمع رسالت سرمستانِ ازل اور مشتاقانِ جمال ولایت کے انبوہ کثیر اور نور وسرور سے گندھے ہوئے علمی ماحول میں جشن صد سالہ کا انصرام کرکے قرآن کے ایک زندہ عملی پیکر کی عظمتوں کو بہترین خراج تحسین پیش کیا ہے۔

تیری رحمت سے الٰہی پائیں یہ رنگ قبول
پھول کچھ میں نے چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

اس عظیم فریضہ روحانی کی ادائیگی پر حجۃ الخلف، بقیۃ السلف، فخر المشائخ وقار العلماء حضرت علامہ صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین زیدہ مجدہٗ کو روح کی عمیق گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

اس جشن صد سالہ کے انعقاد کی خصوصی اجازت اور حلقہ مخلصین سمیت حضرت سیاح حرمین کی خود بذات لطیف شرکت پر ہمارے دل تشکر وامتنان کے گہرے جذبات سے معمور وسرشار ہیں۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہتِ گل
نسیم صبح تیری مہربانی

دوستان گرامی! آج سے صدیوں پہلے مرکز سادات ترمذ سے سادات کا ایک معزز خاندان ہندوستان تشریف لاتا ہے اور یہاں آکر علم وحکمت اور ولایت وبزرگی کی مسند پر متمکن ہوتا ہے۔ کبھی سید توختہ ترمذی کے جلووں میں لاہور کو جگمگاتا ہے۔ تو کبھی ان کی اولاد امجاد کی صورت میں برصغیر کے مختلف شہروں میں رشد وہدایت کی دولت تقسیم کرتا ہے۔ جن سے متاثر ہوکر صرف عوام ہی نہیں حکمران بھی حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے ہیں اور شہروں کی جاگیریں پیش کرتے ہیں۔ اس خاندان ذی شان کا ایک فرد فرید الگوں (حال انڈیا) میں حضرت سید ناظم شاہؒ کے ساتھ سولہ سال کی عمر میں وقت کے

Marfat.com

روحانی تاجدار اور اپنے شیخ طریقت حضرت شیر ربانی کے آستانہ عظمت کے زیر سایہ معرفت وسلوک، خدمت شیخ اور مجاہدات کی منازل طے کرتا ہے۔ اپنے شیخ کے فرمان کے مطابق سیروا فی الارض کے سینکڑوں مراحل سے گزر کر بالآخر علاقہ خوشاب میں جلوہ فگن ہو کر اس کے مقدر کو چار چاند لگاتا ہے اور سیاح حرمین، بلبل باغ مدینہ، زائر نجف و بغداد کے نام سے شہرت پاتا ہے۔

عزیزان باوقار! آج وقت کے اس روحانی تاجدار کی زندگی کا ایک ایک ورق ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اور جشن صد سالہ کے اس موقعہ پر جس کی حیات طیبہ کا ایک نقش ہماری آنکھوں کے سامنے مہرتاباں کی طرح منور اور درخشاں ہے۔ جود وسخا، مہر وفا، صدق وصفا، امور شرعیہ کی پابندی، ذکر وفکر، تصحیح عقاید، اصلاح اعمال، تعمیر مساجد، بنائے مدارس، تبلیغ دین، صلح بین الفریقین، اصلاح بین المسلمین مشائخ کا احترام، علماء کی قدر ومنزلت، غیر شرعی رسوم کی حوصلہ شکنی، شیخ طریقت سے وابستگی آستانہ مرشد کی خدمت، مقامات مقدسہ کی حاضری، غرباء پروری، مسافر نوازی انسان دوستی مسلک حقہ کی ترویج، طبقہ فقراء سے انس، گروہ امراء کی اصلاح، دختران اسلام کی دینی تربیت، اعراس بزرگان کی حاضری، رنج وراحت کے موقعہ پر بھرپور شرکت، حق گوئی، صداقت شعاری، سادگی، خوش مزاجی، بذلہ سنجی، مہمان نوازی، پیران کبار سے الفت ومحبت وعقیدت، جملہ سلاسل عالیہ سے لگاؤ رفاہ عامہ میں دلچسپی اور ان تمام امور پر استقامت اس مرد قلندر کی سو سالہ زندگی کا خلاصہ ہے۔

لَیسَ علَی اللّٰہ بِمُستَنکر

ان یجمع العالم فی واحدٍ

سامعین با تمکین ہر صاحب ایمان انسان اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہے کہ ایک مومن کامل اور عاشق صادق کو اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہ کے تقاضے کے مطابق سب سے زیادہ محبت اپنے خالق ومالک سے ہوتی ہے اور وہ ہر وقت محبوب حقیقی کے جلووں کا متلاشی

Marfat.com

اور اس کے دیدار کا طالب رہتا ہے۔ جب اسے اس کی ذات تک بالمشافہ رسائی ناممکن نظر آتی ہے تو وہ بے تابانہ اس کے مشاہد اور نشانوں کی طرف دوڑتا ہے۔ فرش زمین پر اس کی سب سے بڑی جلوہ گاہ اور محبوب بارگاہ مکۃ المکرمہ بیت اللہ شریف ہے۔ جو اس کی رحمتوں کی عظیم آماجگاہ ہے۔ جسے کائنات کا مسجود الیہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جو

''ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا و ھدًی للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراھیم''

جو بنائے خلیل و کاوش اسماعیل ہے۔ جو رحمۃ للعالمین کا مولا پاک ہے۔ جہاں انبیاء و ملائکہ طواف کرتے ہیں جہاں دل دھلتے ہیں اور روحوں کی تطہیر ہوتی ہے۔ جس کی زیارت کا نام حج ہے جس سے داغ مٹا کر کیومِ ولدتہٗ اُمہٗ کی سند ملتی ہے۔ جہاں ایک دفعہ حاضری کے لئے کروڑوں ایمان مچلتے اور لاکھوں ادائیں تڑپتی رہتی ہیں۔ جہاں کی ایک دفعہ کی حاضری کائنات کا سب سے بڑا اعزاز تصور کیا جاتا ہے۔ ہمارے ممدوح معظم حضرت باباجی سرکار کو خدائے بزرگ و برتر نے یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ نے اللہ کے گھر ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، دس دفعہ نہیں، بیس دفعہ نہیں بلکہ ساٹھ سے زیادہ مرتبہ حج کرنے کی سعادت حاصل فرمائی۔

1942ء میں سب سے پہلی حاضری پیدل چل کر دی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ''فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ'' کے مبارک الفاظ سے دعا مانگی تو مالک الملک نے جواباً ''اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ'' کا حکم دیا تو عرض کی بار الٰہ میری آواز اس شہر یار اردگرد تک پہنچے گی۔ فرمایا بلانا تمہارا کام ہے قیامت تک آنیوالی سب روحوں تک آواز پہنچانا ہمارا کام ہے ''علیك النداء وعلی البلاغ'' آپ کی صدائے دعوت پر کسی کی روح نے ایک دفعہ کسی نے دو دفعہ الغرض جس روح نے لبیک کی صورت میں جواب دیا اسے یہ حاضری نصیب ہوئی حضرت باباجی کی روح بیدار لطیف نے خدا جانے کتنی لبیک کہی کہ حج کا سلسلہ ساٹھ سے متجاوز اور عمر کا سلسلہ 100 سے متجاوز کر گیا۔ بیت

Marfat.com

المقدس قبلہ اول گزرگاہ معراج مسجد ''الذی بارکنا حولہ'' 25 ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے جہاں امام الانبیاء نے نبیوں کی امامت کروائی۔ حضرت بابا جی تین مرتبہ اس کی مسجد کی حاضری کا شرف حاصل کر چکے تھے۔

سامعین کرام، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار کا شوق بے تاب کرتا تو پروانہ وار اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔ پروانگان شمع رسالت کے لئے آپ کی زیارت کائنات کی عظیم اور لازوال دولت تھی۔ آپ کے وصال کے بعد چہرہ انور کے دیدار کی سعادت سے محرومی ضرور ہوئی مگر رسول رحمت کی شان دلنوازی اور خوئے بندہ نوازی کا کرشمہ ہے کہ اپنی آنیوالی امت کو زیارت سے محروم نہیں رکھا اور مشتاقان جمال کو عظیم بشارتوں سے نوازا۔

☆ من زارنی بعد موتی فکأ نما زارنی فی حیاتی۔ (حدیث)

☆ من زار قبری وجبت له شفاعتی۔ (حدیث)

یہی وجہ ہے کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام گھڑیاں گنتے رہتے ہیں۔ اور سر کے بل چل کر اس بارگاہ ناز میں پہنچتے اور جہاں محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں۔ جہاں رحمت خدا پرفشاں رہتی جہاں درود کی بارش ہوتی ہے۔ جس کے تخت رسا پر عرش اعظم رشک کرتا ہے۔ فلک الافلاک کی بلندیاں جہاں جھک کر سلام کرتی ہیں جس کے متعلق ساری امت کا اتفاق ہے

''ان البقعة التی فیها جسد النبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل من کل شی حتیٰ الکرسی والعرش ثم الکعبه ثم المسجد النبوی ثم المسجد الحرام ثم المدینه ثم مكة''

صاحب جشن صد سالہ کی شخصیت کا یہ پہلو کتنا تابناک ہے کہ انہیں رحمتہ العالمین نے سینکڑوں مرتبہ اپنے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے مدینہ طیبہ بلوایا۔ وقت کی قید نہیں یہ

Marfat.com

تیں کرم کی باتیں جب بھی سرکار کی مرضی ہو۔ انبیاء، اولیاء کی قبور فیض الٰہی کا سرچشمہ ہیں اور انکے مزارات رحمت پروردگار کا مرکز اور ہمارا گراں قدر ورثہ ہیں۔ جو صدیوں سے اہل اسلام کی رہنمائی کے لئے مینارہ نور کا کام دے رہی ہیں۔ ہر دور کے اولیائے کاملین و علمائے ربانیین ان کے مقابر پر حاضر ہوکر ان کے دستر خوان جود و سخا سے جھولیاں بھرتے رہتے ہیں۔ حضرت باباجی اس مقصد کے حصول کے لئے بغداد و عراق شریف میں بارہ مرتبہ، شام میں چودہ مرتبہ، کربلا و نجف اشرف میں نو مرتبہ، بریلی شریف میں ایک مرتبہ اور دنیا کے دوسرے مختلف شہروں اور ملکوں میں مزارات اولیاء پر سینکڑوں دفعہ حاضری کا شرف حاصل کیا۔

چنانچہ آپ نے نبیوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یوشع بن نون علیہ السلام، حضرت ذوالکفل علیہ السلام کے مقابر، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، میں حضرت علیؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت ابوایوب انصاریؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت حذیفہ اور موذن کعبہ عشق حضرت بلالؓ کی نامدار تربتوں کا دیدار فرمایا۔ آئمہ دین اور اولیائے متقدمین سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ امام ابو یوسفؒ، حضرت امام غزالیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، شیخ شبلی، حضرت معروف کرخیؒ، حضرت بشر حافیؒ، شیخ سہروردیؒ، حضرت موسیٰ کاظمؒ، حضرت عباسؓ، حضرت امام حسن عسکریؒ، امام محمد تقیؒ، اور امام قاسمؒ اور ہندوستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت باقی اللہؒ، حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ، حضرت علی احمد صابر کلیرؒ، حضرت خواجہ نظام الدین دہلویؒ، شاہ عبدالحق دہلویؒ، بوعلی قلندر پانی پتیؒ، اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ اور پاکستان کے سینکڑوں مزارات پر حاضری دی۔ مشاہیر اولیاء کے مزارات سے فیض و زیارت کے خزانے لوٹے ہیں۔

بزرگان ذی وقار ہمارا دین عبادت کا مجموعہ ہیں لیکن اسلام میں سب سے بڑی فضیلت زیارت ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ دنیا کے تمام زاہد و عابد اور

Marfat.com

قیامت تک کے اغواث وابدال مل کر اس ایک عظیم ہستی کے مقام کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جس کو ایمان کی نظر سے ایک لمحہ بھی رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی وہ شرف صحابیت سے مشرف ہوا گویا جس کو محبوبان خدا کی جتنی زیارت نصیب ہوئی۔ اس کا روحانی مقام بھی اتنا ہی بلند ہوا۔ دیکھیں تو فخر سادات کا دامن اس نعمت سے بھی مالا مال نظر آتا ہے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور آپ کے مشائخ حضرت پیر مہر علی شاہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، حضرت محدث کچھوچھوی، حضرت خواجہ غلام حسن سواگ، حضرت خواجہ ضیاء الدین مدنی، حضرت خواجہ عبدالکریم عیدگاہ شریف راولپنڈی، حضرت حامد رضا، حضرت پیر قندھاری جیسے بے شمار علماء مشائخ کی زیارت وصحبت حاصل رہی۔ وصال یافتہ بزرگوں کے مزارات کی حاضری زندہ اولیاء سے ایسی صحبت ورفاقت کا نتیجہ ہے کہ زندہ اور وصال یافتہ بزرگ آپ سے محبت کرتے ہیں اور آپ کا احترام کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ پانی پت میں حضرت قلندر علیہ الرحمہ کے مزار سے واپس آ رہے تھے تو دل میں خیال آیا کہ مزارات اولیاء پر حاضری کے باوجود حالت یہ ہے کہ نہ تن پر نیا کپڑا ہے نہ پاؤں میں جوتا نہ جیب میں خرچ۔ دیکھا کہ اچانک ایک شخص رفیق سفر ہو گیا۔ تھوڑی دور ساتھ چل کر ایک گٹھڑی میرے سپرد کر کے اپنی راہ لی۔ دیکھا تو اس میں نئے کپڑے، جوتا اور زادراہ بندھا ہوا ہے۔ اب خدا جانے وہ خود صاحب مزار تھے یا ان کے فرستادہ رجل غیب۔

ایک مرتبہ حضرت شیر ربانی قدس سرہٗ نے آپ کو غوث زماں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تاجدار گولڑہ پر استغراق کا عالم طاری تھا۔ کسی کو آپ سے ملنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی لیکن آپ نے خادم سے فرمایا کہ باہر ایک دولہا بیٹھا ہے اسے بلا کر لے آؤ۔ حاضر ہوا تو بڑی شفقت اور محبت فرمائی اور وظائف عطا فرما کر رخصت کیا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے نامور فرزند گرامی حضرت بابوجی علیہ الرحمۃ آپ کے ساتھ بڑے احترام اور محبت سے پیش آتے۔

Marfat.com

1958ء میں آپ کو بغداد شریف لے گئے اور پھر 1964ء میں آپ کے ساتھ رفیق حرمین شریفین بنے۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری قدس سرہ النوریؒ نے دم آخر آپ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ سواگ شریف گئے۔ حضرت ثانی نے خلعت فاخرہ اور جوڑا نذر کیا۔ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں حضرت ضیاء الدین مدنیؒ نے جوش میں آکر فرمایا: جاؤ ہم نے تمہارا ہاتھ غوث اعظم کے ہاتھ میں دے دیا۔ آپ سیدھے بغداد شریف چلے گئے۔ معمول سے زیادہ بے حساب انعامات کی بارش ہوئی اور شہنشاہ بغداد کے سجادہ نشین نے یہ عظیم اعزاز عطا فرمایا کہ نہ صرف تاج خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا بلکہ آپ کے متعلق یہ تاریخی الفاظ تحریر فرما دیئے۔

"ان حامل هذا الكتاب من الفقراء والسالكين اجزته' كما اجازني شيخي"

خود مدینہ طیبہ میں ہندوستان اور ترکی کے بزرگوں نے عین مسجد نبوی میں روضہ رسول ﷺ کے سامنے خلافت و اجازت کے ساتھ تبرکات اور تحائف پیش کئے اور کہا کہ یہ سب کچھ رسول پاک کے حکم سے کر رہے ہیں۔ بغداد میں ایک مرتبہ آپ کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے احاطہ خانقاہ میں خیال آیا کہ شاید یہ کھجوریں آپ کے زمانے کی ہیں تو دربار کے سجادہ نشین نے تعال یا شیخ کے معطر الفاظ کے ساتھ بلایا اور کھجوریں پیش کیں اور فرمایا یہ درخت حضرت کے زمانے کا ہے۔

حضرات محترم یوں تو دنیا میں کروڑوں انسان پیدا ہوئے اور اپنی زندگیاں گذار کر دنیائے فانی سے کوچ کر گئے مگر اللہ والوں کی زندگی ہر لحاظ سے انوکھی باوقار اور عبرت افزا ہوتی ہے اور انسانیت کیلئے بہترین نمونہ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہزار خدمت وعقیدت کے باوجود اللہ والے اپنے متعلقین سے سب سے زیادہ خوش اس وقت ہوتے ہیں۔ جب ان کے نقش قدم اور طریقے پر چلا جائے اور ان کے اقوال کو خضر راہ

Marfat.com

مناسب ہے کہ آخر میں آپ کے نصیحت آمیز اقوال سے چند موتی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا

☆ خدائے بزرگ و برتر کی توحید پر کامل ایمان رکھو۔

☆ تمام انبیاء کی رسالت پر ایمان اور اس کے ساتھ ان عظمت کا اظہار کرو۔

☆ خلفائے راشدین کی محبت کو علی الترتیب عین ایمان سمجھو۔

☆ اہل بیت کی غلامی مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔ صحابہ اور اہل بیت کی بے ادبی موجب تباہی اور نشان گمراہی ہے۔

☆ حضرت علی کے خلیفہ چہارم ہونے سے ان کی شان میں کمی نہیں وہ خاتم الخلفاء اور امامت ان کی نسل سے ہے۔

☆ اختلافات کے اندھیروں میں امام اعظم کی تقلید کریں۔

☆ شرف اویسیہ مسلک امام احمد رضا پر کاربند رہیں (اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں)۔

☆ نماز باجماعت کی سختی سے پابندی کریں۔

☆ چہروں کو سنت رسول کے نور سے سجائیں۔

☆ چغلی غیبت نفاق اور بے اتفاقی سے بچیں۔

☆ بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے محفوظ رہو۔ غیر شرعی کاموں اور رسموں سے اجتناب کرو۔

احباب کرام اولیاء اللہ کے تذکرے فاذکرونی اذکرکم کے وعدہ خداوندی کی تفسیر اور لهم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا کی تعبیر آج کے جشن صد سالہ کی ایک کڑی ہے۔

Marfat.com

جی تو چاہتا تھا کہ حضرت باباجی کی کرامات اور مشاہدات کے واقعات عرض کروں لیکن نہ اس کی حضرت باباجی اجازت دیتے ہیں اور نہ ذوق اس کا متحمل ہوسکتا ہے۔

تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ کراچی میں سردار عبدالرب نشتر سے مل کر میلاد النبی ﷺ کا پہلا جلوس نکالا اور علامہ اقبال اور حضرت قائداعظم سے ملاقاتیں کیں اور نفاذ شریعت کا مشورہ دیا۔ عظیم خاندانوں کے عقائد اعمال کی درستگی اور بڑے بڑے امراء کی دینی اصلاح اور ہزاروں خواتین کی روحانی تربیت کر کے انہیں سیدہ کائنات کے نقش قدم پر چلایا اپنی مجلسوں میں وصال یافتہ بزرگوں میں سے حضرت خواجہ شیر محمد شرقپوریؒ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہؒ، خواجہ فقیر سلطان شاہ اور اعلیٰ حضرت گولڑویؒ، قبلہ بابوجیؒ اور اعلیٰ حضرت بریلویؒ کا ذکر کثرت سے فرماتے ہیں۔ حضرت خواجہ فقیر سلطان صاحب چشم دید کرامات کا تذکرہ کر کے انہیں ''زمانے کا غوث'' کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور بعد از وصال خواجہ فقیر سلطان اور الف شاہ صاحب اور میاں ابرہیم صاحب کے روضۂ رسول پر سلام اور حضرت استاذ مولانا عطا محمد گولڑوی کے بعد از وصال لبوں کی حرکت کے مشاہدہ کا ذکر فرماتے ہیں۔ مدینۃ الرسول پر عین روضہ کے سامنے صاحبزادہ غلام حبیب سے سلام رضا پڑھوایا۔ سعودی پہرے داروں اور جملہ حاضرین نے شرکت کے استفسار پر فرمایا کہ کسی کو روکنے کی جرأت نہیں۔ سرکار نے اپنے عاشق کا کلام خود اپنے غلام سے سننے کا ارادہ کیا تھا اور اجازت فرمائی تھی۔

Marfat.com

غواص بحر معرفت

حضرت پیر سیّد بابا طاہر حسین شاہ نقشبندی

صاحبزادہ انوار الحق بندیوی

تم کیا گئے کہ ایک گیا سامان زندگی
ہم ہو گئے ہیں بے سرو سامان تیرے بغیر

پیر طریقت روشن ضمیر منبع فضل و کمال شہسوار جہاں پیر طریقت غواص بحر معرفت حضرت پیر سید بابا محمد طاہر حسین شاہ نقشبندی شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ 11 ... کو دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جس جس خوش نصیب نے ان کے جنازہ کا عظیم منظر دیکھا۔ وہ بجا طور پر اپنی سعادت مندی پر ناز کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

آپ شیخ ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور علامہ زماں فاتح قادیان حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز جیسی عظیم شخصیات سے فیض یافتہ تھے۔ جن کی سرزمین مرکز انوار بن گئی۔ انہی کی نسبت کا کمال ہے کہ وصال باکمال کے بعد بھی دربار شریف رشد و ہدایت اور علم کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ ان ہر دو بزرگوں کی آپس میں محبت و مودت بھی تھی۔ حالانکہ سلاسل مختلف تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ کی سوانح حیات مہر منیر کے ص ۴۰ پر منقول ہے کہ کتاب خزینہ معرفت تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں درج ہے کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نے ایک

Marfat.com

مرتبہ پشاور سے واپسی پر گولڑہ شریف آ کر حضرت قبلہ عالمؒ سے ملاقات کی۔اس کے علاوہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا صاحب کے عرس مبارک پر باہم ملاقاتوں کی بھی روایات ملتی ہیں۔

حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ اپنے اندر ایک مکمل تاریخ رکھتے تھے۔دینی مذہبی ملی حوالے سے وہ ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا تھے۔زندگی ایک مشن کی صورت میں گزاری۔عبادات، ریاضت، نفس کشی، خدمت خلق اور سادگی ان کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

ہر سے ہیں تجھ میں لاکھوں ہنر اے مجمع خوبی
ملاقاتی تیرا گویا بھری محفل سے ملتا ہے

ہر شخص سے ان کا انداز گفتگو اس کے معیار کے مطابق ہوا کرتا تھا۔میرا یہ دعویٰ ہے کہ شعر و ادب، (اردو، فارسی، شاعری) منطق، فلسفہ، صرف نحو، فقہ معانی وکلام، تفسیر و حدیث، غرض وہ ہر فن مولا تھے۔ہر فن پر دسترس رکھتے تھے۔مہمان نوازی، دنیا داری، برادری، تعلقات بہترین طریقے سے نبھانا جانتے تھے۔ان کی زندگی ایک مجاہد کی زندگی تھی۔نیزہ بازی جیسے مشکل فن کو بڑی آسانی سے سرانجام دے سکتے تھے۔ایک عظیم شیخ، صاحب تقویٰ عالم، بلند پایہ شاعر و فلسفی اور ہر قسم کی دنیاوی آسائشیں میسر ہونے کے باوجود زندگی کا رہن سہن ہمیشہ سادہ اور صاف ستھرا رکھا۔

روایتی پیری مریدی یا مولوی پن انہیں پسند نہ تھا۔ایک باضمیر انسان کی طرح عمر بھر کسی کے آگے نہ جھکے نہ بکے۔

کیا عشق نے سمجھا ہے، کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

بے شمار مسجدیں تعمیر کروائیں متعدد مدارس تعمیر کروائے۔بے شمار دینی کام کیے مگر آج تک کسی دوسرے سے چندہ کی رقم وصول نہیں کی۔ہزاروں لاکھوں کے اخراجات سے

Marfat.com

عظیم الشان دینی خدمات سرانجام دیں مگر اپنی ذاتی جیب سے۔ بندیال شہر میں چوہانانوالی عظیم مسجد یہاں رہ کر اپنی نگرانی میں تعمیر کروائی۔ اس کے ساتھ اپنی رہائش کے لئے ایک حجرہ بھی بنوایا۔ اس میں کئی سال قیام پذیر رہے۔

اس قیام کے عرصہ میں حضرت باباجی کا تعلق خاطر ہمارے خاندان سے قائم ہوا۔ اکثر جمعۃ المبارک کی نماز پر تشریف لاتے نماز کے بعد حضرت والد کی وقار استاذ العلماء علامہ محمد عبدالحق صاحب بندیالوی مدظلہٗ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ بندیال شریف) سے بہت محبت وشفقت فرماتے۔ حضرت استاذ الکل علامہ عطا محمد بندیالوی بقید حیات تھے ان سے بھی گہرے مراسم تھے۔ حضرت استاذ الکل چوہانانوالی مسجد میں اکثر باباجی ملنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ میں اگرچہ چھوٹا تھا مگر وہ ساری نورانی محبتیں، عرفانی محفلیں قلب وجگر کی گہرائیوں میں موجود ہیں۔

کیسی کیسی محفلیں تھیں، کیسے کیسے لوگ تھے

وہ سنہرا دور ماضی اب پلٹ سکتا نہیں

ایک دوہرا رشتہ روحانیت حضرت باباجی سرکار سے گولڑہ شریف والی نسبت خاص کا بھی تھا۔ میرے والدگرامی مدظلہٗ اور حضرت استاذ الکل علامہ بندیالویؒ دونوں کی روحانی نسبت گولڑہ شریف سے تھی اور حضرت باباجیؒ بھی شرقپور شریف کے علاوہ گولڑہ شریف کا تذکرہ اکثر خوبصورت الفاظ میں فرماتے۔ حضرت بابوجی غوث زمانی رحمتہ اللہ علیہ کے کئی سفرنامے بیان فرماتے۔ ان کی کرم نوازیاں اور مہربانیوں کو بیان فرماتے۔ یہاں کی چوہان برادری کے کئی اہم فیصلے باباجیؒ نے فرمائے۔ ان کے علاوہ بندیال کی نمبردار فیملی ملک محمد امیر نمبردار مرحوم اور ان کے بیٹے ملک محمد منیر صاحب بندیال کے ساتھ آپ کا دیرینہ تعلق تھا۔ مگر کبھی ان حضرات سے دنیاوی فائدہ نہ اٹھایا جب بھی ان سے بات کی دین کے حوالے سے کی۔ ان کی کسی خدمت کو قبول کیا تو وہ بھی صرف دین کی خاطر۔ انہوں نے جس شخص سے تعلق رکھا خواہ وہ امیر ہو یا غریب صرف دین کے حوالے سے۔

Marfat.com

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ باباجیؒ کے مرید اکثر و بیشتر امراء تھے اور ان کی نظر شفقت صرف امراء پر ہوتی۔ حالانکہ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ ٹھیک ہے امراء کی کثیر تعداد آپ کی خدمت عالیہ میں پیش ہوتی۔ آپ سب کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے۔ ان کو نماز، روزہ کی تلقین فرماتے ان کی تربیت فرماتے۔ اور ان سے دین کے بہت سارے کام لیتے۔ یہ آپ کی بصیرت تھی۔ آپ کی شخصیت کے کئی پہلو (تابناک) ابھی تشنہ ہیں جو ایک نشست میں بیان نہیں ہو سکتے۔

''حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی سوانح ''مہر منیر'' مصنفہ مفتی فیض احمد فیض صاحب کے ص ۹۷۵ پر حضرت باباجیؒ کا تذکرہ ایک خواب کی صورت میں موجود ہے۔''

حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی سجادہ نشین بیر بل شریف کے ساتھ حضرت باباجیؒ کا ایک خاص تعلق تھا جو بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔ ہر دو شخصیات ایک دوسرے کا بے حد احترام، محبت و مؤدت فرماتے۔ اس کا تقاضا بھی یہی تھا اور وفاداری بھی یہی ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مختصر سوانح حیات کا بھی اہتمام کیا ہے اور حضور باباجیؒ کے چہلم کی تقریب کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔

یہ محبتیں اور عقیدتیں قائم و دائم رہیں اور محبت کا یہ پیغام عام ہوتا رہے۔ پیر طریقت حضرت پروفیسر محبوب حسین چشتی صاحب نے اہل سنت کی سرپرستی کے لئے عظیم الشان قرأت یونیورسٹی اور عظیم دینی درسگاہ کو بطور احسن چلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عنایت فرمائے۔ ان کے رفقاء کے حوصلوں کو بلند سے بلند فرمائے۔ حضرت باباجیؒ کے درجات بلند فرمائے اور ان جیسے لوگوں کے طفیل ہماری بھی دنیا و آخرت سنوار دے۔ (آمین)

Marfat.com

سیاح حرمین، مسافر مدینہ و بغداد، مجاہد تحریک پاکستان، یادگار اسلاف

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ

ملک محبوب الرسول قادری

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں (اقبال)

قانون قدرت ہے کہ لوگ دنیا میں آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن ان آنے اور چلے جانے والے لوگوں میں کچھ ایسے سعید اور خوش بخت لوگ ہوتے ہیں۔ جو عظمت اور بزرگی کا استعارہ اور علامت قرار پاتے ہیں۔ ایسے ہی سلیم الفطرت اور پاکباز لوگوں میں ایک ہستی حضرت سیاح حرمین، مسافر نجف و بغداد باباجی حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ کی بھی تھی جو ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۱ اگست ۲۰۰۴ء کو رحلت فرما گئے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ اکابرین امت اور مشاہیر ملت کی خوبیوں کا مجموعہ و خلاصہ تھے۔ اور اسلاف کی آخری یادگار تھے۔ انہوں نے ساری زندگی اسلام اور پاکستان کی خدمت میں گزاری۔ انہیں تحریک پاکستان میں سرگرمی کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل رہا۔ انہوں نے حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی تاجدار گولڑہ غوث زماں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی مجلس بابرکت میں حاضر رہے اور انہیں نعت شریف سنایا کرتے تھے حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کی قیادت میں سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے۔ فقیہہ اعظم حضرت مولانا نور اللہ نعیمی بصیر پوریؒ، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادیؒ، فقیہہ العصر مولانا

Marfat.com

یار محمد بندیالویؒ، حضرت الحاج قاضی سعد اللہ (چک ۶۶ شمالی سرگودھا) شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالویؒ، عظیم صوفی بزرگ حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندیؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقیؒ، مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ، حضرت مولانا شاہ غلام جیلانی میرٹھیؒ، استاذ العلما مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہٗ، ملک المدرسین مولانا ملک عطا محمد بندیالوی، کے ساتھ مل کر تعلیمات اسلامیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔

قائد ملت اسلامیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی جدوجہد اور نور بصیرت کے زبردست مداح اور معترف تھے۔۱۹۷۸ء میں ملتان میں غزالی عصر مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ کی دعوت پر بلائی جانے والی ''سنی کانفرنس'' میں کلیدی حیثیت سے شریک ہوئے۔وہ تحریک نظام مصطفیٰ (۱۹۷۷ء) کے عظیم مجاہد تھے۔ جبکہ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے چلنے والی تحاریک ختم نبوت کے مبلغ وسالار رہے۔آپ کو ساٹھ سے زائد مرتبہ حج بیت اللہ کی غرض سے اور دوسو سے زائد مرتبہ عمرہ کی غرض سے حجاز مقدس جانے کا موقع ملا۔آپ اکثر مدینہ منورہ میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے تھے۔درجن بھر مرتبہ آپ کو بغداد شریف کی حاضری نصیب ہوئی یہی وجہ ہے کہ آپ سیاح حرمین، مسافر مدینہ، زائر نجف و بغداد، مبلغ اسلام، پیر عالمگیر اور حضرت بابا قبلہ کے القاب سے یاد کیے جاتے تھے۔۱۰۳ برس کی عمر میں بھی چار چار، پانچ پانچ گھنٹے مسلسل محافل نعت و محافل میلاد اور تبلیغی جلسوں میں کمال دلچسپی ودلجمعی کے ساتھ تشریف فرما رہتے تھے۔

سرکار سیّدنا امام حسینؓ، حضور سیدنا غوث اعظمؒ اور حضرت بوعلی قلندرؒ سے کمال محبت رکھتے تھے اور اکثر ان کے ایصال ثواب کا اہتمام فرماتے۔

مدارس دینیہ کی سرپرستی واعانت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے سرپرست تھے انہوں نے اس عظیم دینی درسگاہ کے نیوکیمپس اور پھر

Marfat.com

میں پیر جامع مسجد کی شہرہ آفاق تعمیر فرمایا اور سنگ بنیاد رکھا۔ اپنے متعلقین سے ارشاد فرماتے تھے کہ پیر بل شریف میرا گھر ہے اور یہ ادارہ میرا ادارہ ہے۔

حضرت بابا جی پیر سید طاہر حسین شاہ نے ساری دنیا کی سیاحت فرمائی انبیاء و مرسلین اور اولیاء کاملین کے مزارات پر بڑی محبت سے حاضری دی۔ انہوں نے دمشق، شام، یمن، انڈونیشیا، روسی ریاستوں اور متحدہ عرب امارات کے متعدد سفر کئے۔ دہلی، اجمیر شریف، کلیر شریف، بریلی شریف، سرہند شریف بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے زمانہ میں پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب بھرچونڈی شریف اور پیر صاحب زکوڑی شریف کے ہمراہ کام کیا۔ وہ داتا گنج بخش حضرت سید علی ہجویری کے عاشق صادق تھے۔ اس سب کچھ کے باوجود انتہائی منکسر المزاج مگر باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ علمی حلقوں کی سرپرستی فرماتے۔ ہمارے محلہ "انور رضا" کی مجلس میں شامل تھے ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے۔ خورد نوازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی سجادہ نشین پیر بل شریف کی شبانہ روز قرآن کریم کے لئے کی جانے والی خدمات کے مداح و معترف تھے اور ان کی عدم موجودگی میں بھی فرماتے کہ قرآن کریم کی خدمت محبوب حسین کی طرح کرو تو مزا آ جائے۔ انجمن معین القراء پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ محفل حسن قرآت جو اکثر شتال قطعے پر منعقد ہوتیں آپ ہی ان کی صدارت فرمایا کرتے تھے۔ محافل نعت میں شریک ہونا ان کا محبوب ترین عمل تھا۔ ان کی زبان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔

حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ نے معاشرے میں رائج رسوم و رواجات کے خاتمے کے لئے بھی باقاعدہ تحریک جاری کی۔ بندیال شریف میں کسی عقیدت مند نے کھانے کی دعوت دی تو فرمایا کہ اس شہر میں جہیز اور وراثت کے خوف سے جن بچیوں کے

Marfat.com

رشتے نہیں ہو رہے جب تک وہ نہیں ہوں گے دعوت قبول نہ کروں گا۔ اور پھر ایک ہی دن میں درجن بھر نکاح پڑھا کر ان بری رسوم کو ختم کیا۔ آپ نے اپنی زندگی کا کافی حصہ خوشاب، بندیال، شاہ پور میں گذرا لیکن گذشتہ بارہ برس سے جوہر آباد میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ یہاں خانقاہ مسجد اور مدرسہ قائم کیا۔ آپ نے مختلف مقامات پر کئی درجن مساجد تعمیر کرائیں۔ معاف کر دینا آپ کی عادت کریمہ تھی۔

الحاج شیخ دوست محمد صاحب مولانا صاحبزادہ محمد اسماعیل حسنی صاحب، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور صاحب اور راقم الحروف ملک محبوب الرسول قادری پر اکثر شفقت فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے تھے۔ آپ نے اپنے خاص نصف درجن احباب کی موجودگی میں راقم کو سند خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔

وہ دل کے غنی تھے اور ہاتھ کے سخی تھے۔ اکثر نعت خواں حضرات، علماء اور مشائخ کو تحائف عطا فرماتے تھے۔ آپ نے اتحاد امت کے لئے مثالی کام کیا۔ راقم نے آپ کی ولادت کے اعتبار سے تاریخی مادہ ''نشانِ قوت حافظ'' (۱۹۰۱ء) اور ''خلعت گلشن عرفان'' (۱۹۰۱ء) استخراج کیا ہے جبکہ مادۂ تاریخ رحلت ہجری اعتبار سے ''مخدوم دیں عاقبت محمود'' (۱۴۲۵ھ) ''خلیفۂ عاشق مصطفیٰ'' (۱۴۲۵ھ) ''سعادت اطوار زیب فردوس شد'' (۱۴۲۵ھ) جبکہ عیسوی اعتبار سے ''نخی کیش سکندر سیرت'' (۲۰۰۴ء) استخراج کئے ہیں۔ آپ کی زندگی سراپا حسنات تھی میری دعا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کی حسنات کو قبول فرما کر فردوس بریں میں آپ کے درجات کو بلند سے بلندتر فرمائے اور ہمیں انکے فیض سے وافر حصہ عطا کرے۔ آمین

زندگی جب کسی انساں کو ترس جاتی ہے
تیری صورت میری آنکھوں پہ برس جاتی ہے

Marfat.com

فخر سادات کے فیوضات

حاجی شیخ دوست محمد

مجھے اہل اللہ کی زیارت کا ہمیشہ سے ہی شوق رہا ہے۔ کچھ عرصہ پہلے قصور کے عثمان خان صاحب عرف پیر پٹھان نے ایک محفل میں حضرت سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کہ دور حاضر میں ان جیسا ولی کامل کوئی نہیں بس پھر کیا تھا۔ ایک سال تک اسی تگ و دو میں رہے کہ کسی طرح باباجیؒ کی زیارت ہو جائے اچانک ایک دن پیر پٹھان صاحب قصور سے تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ باباجیؒ کا معمول ہے کہ وہ گیارہویں شریف کا ختم پابندی کے ساتھ قمری ماہ کے دس تاریخ کو دلاتے ہیں۔ اس لئے کل جوہرآباد میں ان سے ملاقات ہوسکتی ہے۔ رات تارے گنتے گزری صبح اذان ہوتے ہی چل پڑے فجر کی نماز موٹروے پر ادا کی تین گھنٹے کی مسافت کے بعد جوہرآباد اعوان ٹاؤن آستانہ عالیہ پر پہنچ گئے ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم باباجیؒ کی خدمت میں حاضر تھے سن رسیدہ بزرگ عمر تقریباً (۹۵ سال) ستر پچھتر سال سے زیادہ نہیں لگتے تھے داڑھی میں ابھی کالے بال باقی تھے جسم نہ بہت پتلا نہ فربہ، لباس سفید تہمند کرتہ اور سفید کپڑے کی ٹوپی، چال ڈھال درویشانہ، انداز گفتگو فقیرانہ تھے فخر سادات، مبلغ اسلام، سیاح حرمین، زائر نجف و بغداد حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ دورِ حاضر میں اکابر اسلاف کے سچے جانشین اور عظمت دین کے صحیح امین تھے۔ بس پہلی ہی نظر میں راقم ان کی زلف محبت کا اسیر ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کی صحبت اور زیارت سے قرون اُولیٰ کے بزرگوں کی یاد تازہ

Marfat.com

ہو جاتی تھی۔ بلاشبہ آپ اس زمانے میں مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات کے ترجمان اور نقیب تھے۔ آپ کی مجلس میں ہر وقت شریعت مطہرہ کی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آپ اصلاح بین المسلمین کو بے حد پسند فرماتے ہیں اور ہر وقت اسی فکر میں مگن رہتے تھے۔ مدح سرکار دو عالم ﷺ سے بہت محبت فرماتے، نعت تو گویا آپ کی غذائے روح تھی۔ آپ قلندرانہ اداؤں اور سکندرانہ جلال کے مالک تھے۔ علماء، امراء، ادیب، مصنف، تاجر، وزیر، فقیر، طلباء، اور مختلف آستانوں کے سجادہ نشین بے پناہ عقیدت مندی سے آپ کی مجلس میں حاضری دیتے تھے اور سب اپنے دامان دل کو گوہر مراد سے مالا مال کر کے لوٹتے تھے۔ حرمین طیبین اور نجف و بغداد سے آپ کو والہانہ عشق تھا۔ ساٹھ کے قریب حج اور بے شمار عمرے کئے اور عجائب عالم دیکھے اور مقدس مقامات اور تاریخی آثار کا مشاہدہ فرمایا۔ سیروا فی الارض کی عملی تفسیر تھے۔ غریب پروری، مسافر نوازی اور مسکین دوستی آپ کا خاص شعار تھا۔ تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفی ﷺ میں بھرپور حصہ لیا۔ گرفتاریاں بھی پیش کیں اور قربانیاں بھی دیں دور حاضر کی سیاست سے کوسوں دور اور میلوں دور رہتے تھے۔ ہر ایک شخص کو قدر اور مساوات کی نگاہ سے دیکھتے۔ علماء باعمل اور صوفیائے کرام کا احترام فرماتے۔ ماضی و حال کے مشاہیر علماء و مشائخ اور بزرگانِ دین سے برسوں ملاقاتیں اور مدتوں صحبتیں رہیں۔ محافل میلاد، مجلس گیارہویں شریف اور جلسہ ہائے سیرت طیبہ کی صدارت اور سرپرستی فرماتے رہے۔

حضرت ایک نقشبندی خانوادے کے چشم و چراغ تھے مگر تمام ارباب سلاسل کی عزت کرتے تھے اور ان کی مجالس میں شوق سے شرکت فرماتے۔ بلا مبالغہ سخاوت کا دریا، ایثار و ہمدردی کا پیکر جمیل، لطف وعطاء کا مرقع اور اخلاق نبوی کا خوبصورت نمونہ تھے۔ وہ گھرانے جن تک عام علماء و مشائخ کی رسائی ناممکن ہے ان کی اصلاح کی۔ انتہائی مستجاب الدعوات، صاحب کرامت مجمع الصفات اور منبع کمالات ہونے کے باوجود حد درجہ انکساری اور تواضع رکھتے تھے۔ نہ دعویٰ پیری نہ اظہار رہبری اپنے کاروبار، اپنی زمینوں اور فتوحات

Marfat.com

کی تمام آمدنی راہ حق میں لٹا دیتے۔ مہمان نوازی تو خیر کوئی ان کے گھر سے سیکھے۔ مزاج مبارک پر جمال کا غلبہ تھا۔ تاہم کبھی کبھی جلال کا رنگ بھی طاری ہو جاتا تھا۔

طبیعت میں بلا کی رقت تھی قرآن کی تلاوت اور نعت رسول مقبول ﷺ سننے کے وقت کیف کی حالت طاری ہوتی۔ کہنے والے وقت کا غوث، ابدال، صاحب وقت اور جانشین خضر کہتے۔ لیکن اپنے آپ کو اولیائے کاملین کا ادنیٰ غلام و خادم تصور کرتے۔ نماز باجماعت کی پابندی پر زور دیتے۔ انداز تبلیغ من موہنا اور طرز تقریر عام فہم اور مثبت ہوتا تھا۔ سنت رسول ﷺ کے مطابق شرعی چہرے کی پیار سے تاکید فرماتے۔ طبیعت جوش پر ہوتی تو آنے والوں کے دلی سوالوں کے جواب اشاروں کنایوں سے بلکہ بعض اوقات صراحت سے بیان فرما دیتے۔

باباجیؒ قلندرانہ انداز اور سکندرانہ جلال کے مالک تھے۔ بے شمار مساجد اور دینی مدارس کی تعمیر کروائی۔ جس سے ملت اسلامیہ فیض یاب ہو رہی ہے۔ علماء حق سے محبت، فقراء سے انس بزرگانِ دین کے اعراس میں حاضری کا ذوق ان کی نمایاں اوصاف تھے۔ بے شمار علماء و امراء ادباء نیز ہر مکتبہ فکر کے لوگ آپ کے علم و فضل سے فیض یاب ہو کر اللہ کریم کے احکام کے مطابق اسلامی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آپ نے تمام عالم اسلام کے مقدس مقامات اور تاریخی جگہوں کا گہرائی کے ساتھ مشاہدہ کیا جو کہ آپ کی شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے۔

ان کی شاعری انسان کو اللہ سے لو لگانے کی تحریک پیدا کرتی ہے۔ پیار و محبت اور ایثار کا درس ان کے کلام کے بنیادی جزو ہیں۔ عشق رسول ﷺ کے کلام جان اور محبت پنجتن پاک ان کی شاعری کی شان ہے۔

باباجیؒ کا سن پیدائش ۱۹۰۱ء ہے، آپ بخاری سادات میں سے ہیں۔ آپ کی پیدائش قصور سے بارہ میل جانب شمال ایک گاؤں الگوں میں ہوئی، اب یہ گاؤں انڈیا میں واقع ہے والدین کا سایہ جلد ہی سر سے اٹھ گیا، ایک بڑے بھائی تھے جو بچپن میں ہی

Marfat.com

انتقال کر گئے تھے، آپ کی ایک ہمشیرہ رہ گئیں۔ الگوں اور کھیم کرن میں پڑھتے رہے انہی دنوں بزرگوں کیساتھ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے ہاں آنا جانا شروع ہوا۔ آپ بھی ۱۹۱۶ء میں مستقلاً شرقپور شریف کی خانقاہ میں آ رہے۔ وہاں پہلے سے ہی آپ کے چچا حضرت سید الف شاہ رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے، وہیں آپ نے فارسی کی کتب پڑھیں، طب بھی سیکھی، بعض انتظامی امور آپ کے ذمہ رہے، یہاں بیعت کے بعد باطنی علم بھی سیکھا۔

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جلالی ہونے کے باوجود باباجیؒ سے پیار کرتے اور شفقت فرماتے، میاں صاحبؒ نے مزید تربیت کے لئے حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے پاس گولڑہ شریف بھیجا۔ حضرت سید مہر علی شاہؒ بڑی محبت سے پیش آئے اور کچھ وظائف پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

ایک مرتبہ حضرت میاں صاحبؒ شرقپوری نے فرمایا شاہ جی سیروا فی الارض (زمین کی سیر کرو) آپ کے چچا سید الف شاہ صاحبؒ جو اس وقت پاس بیٹھے تھے انہوں نے التجا کی کہ حضرت میرا ایک ہی بھتیجا ہے اور آپ سیروا فی الارض کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ ہوگا تو ایسے ہی جیسے منہ سے نکل گیا لیکن سیر میں تکلیف نہیں ہوگی۔

چنانچہ آپ سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے، ہندوستان اور پاکستان کے اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی۔

باباجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "جب حضرت سید بوعلی قلندرؒ کے مزار پر پانی پت حاضری دی تو بہت ہی سکون ملا، واپسی کا ارادہ کیا وہاں سے چل دیا، شہر سے باہر جنگل سے گزر رہا تھا کہ راستے میں ایک بزرگ ملے پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ عرض کیا لاہور جانے کے لئے اسٹیشن تک جارہا ہوں۔ فرمانے لگے چلو کچھ دور تک میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ بزرگ کے ہاتھ میں ایک گٹھڑی تھی مجھے دے کر کہنے لگے یہ لے لو اور ذرا دور جا کر کھولنا۔ میں نے گٹھڑی ہاتھوں میں لی ادھر وہ بزرگ غائب ہو گئے جیسے گٹھڑی

Marfat.com

کھولی اس میں کل سلائی دو چادریں، ایک قمیص ایک پگڑی، ایک جوڑا جوتی کا اور چاندی کے سکے تھے۔ وہ اللہ والے تھے اللہ تعالیٰ کا شکر کہ وہ غیب سے ہر چیز مہیا کر دیتا ہے۔

چند دنوں کے بعد حضرت بوعلی قلندر خواب میں ملے اور فرمایا ہم سادات کبھی دے کر شرمندہ نہیں ہوتے۔ اس کے بعد حضرت بوعلی قلندر کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ ۱۹۲۸ء میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری وصال فرما گئے تو آپ جدائی برداشت نہ کر سکے اور ۱۹۳۲ء میں خوشاب شاہ پور کے علاقوں میں آ نکلے۔ خوشاب میں حضرت سید معروف قادری کے مزار پر حاضری دی شرقپور شریف بھی آتے جاتے رہے مگر کہیں دل نہ لگا، سات آٹھ سال محویت اور استغراق کے عالم میں گزارے۔ دربار شاہاں اور سید یوسف شاہ کے مزارات پر اکثر چلہ کشی کرتے رہے، پھر عازم سفر ہوئے، ایران، عراق سے ہوتے ہوئے مدینہ طیبہ جا پہنچے حج کیا اور تقریباً سات سال تک گھومتے رہے، شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، ترکی، یمن سب جگہوں پر گئے اور مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے رہے۔

خوشاب میں قیام فرمایا پھر اعوان ٹاؤن جوہر آباد میں ایک دینی علوم کی درسگاہ کی بنیاد رکھی اور ایک مکان لے کر سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ نے بے شمار حج اور ۳۳ سال رمضان شریف میں عمرہ اور اعتکاف کے لئے مدینہ منورہ لے جاتے رہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے گیارہویں شریف کا ختم بھی آپ کے معمولات میں سے تھا۔ آپ چاند کی ہر دس تاریخ کو ختم دلاتے۔ بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں جا بجا حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کا اظہار رہتا ہے۔

بابا جیؒ نے راقم سے ایک دفعہ فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں روضۂ اقدس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ میاں محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان میرے پاس آ کر بیٹھ گئے اور پاکستان کے حالات پر گفتگو کرنے لگے معاً جیب سے ایک سبز رنگ کا کارڈ نکال کر مجھے دینے لگے۔ میں نے کارڈ واپس کر دیا اور کہا کہ ہماری نظروں میں ہر وقت سبز گنبد رہتا ہے

Marfat.com

اور اس کے محتاج ہیں، ہمیں کسی کارڈ کی ضرورت نہیں۔

روحانی کمالات

یوں تو بے شمار کرامات سننے اور دیکھنے میں آئی ہیں۔ جس کا تذکرہ کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب چاہیے۔ بندہ ناچیز چند کرامات تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔

باباجیؒ مورخہ ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء بروز پیر رات دس بجے غریب خانہ (نیشنل ہاؤس لاہور) پر تشریف لائے اور آتے ہی پوچھا کہ ربیع الاول کا چاند ظاہر ہو گیا ہے؟ لیکن بندہ عاصی نے لاعلمی کا اظہار کیا باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دو اجنبی آدمی تھے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد میں نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کسی نعت خواں کو بلا لیا جائے۔ باباجیؒ نے اس پر خوشی کا اظہار کیا۔ میں نے جناب پروفیسر میاں محمد ارشد صاحب اعظم گارڈن والوں کو فون کیا اور وہ جلد ہی باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

پروفیسر ارشد صاحب نے میاں محمد صاحبؒ کا مشہور زمانہ پنجابی کلام جناب اعظم چشتی مرحوم کی طرز پر پیش کیا تو باباجیؒ بہت مسرور ہوئے۔ کلام کے بعد نعت شریف کے صرف دو بند ہی پڑھے تھے کہ اچانک باباجیؒ نے رکنے کا اشارہ کیا اور حاضرین میں سے ایک صاحب (رانا بشیر احمد بھٹی موضع دانے والا شیخوپورہ) کو فرمانے لگے تم اپنے گھر پہنچو تمہارا بھائی (رانا اکبر علی) انتقال کر گیا ہے۔ مجلس پر سناٹا چھا گیا اور مذکورہ شخص رونے لگا اور کہنے لگا حضرت میں تو اس کی صحت کی دعا کے لئے حاضر ہوا تھا۔ باباجیؒ فرمانے لگے یہ حکم ربی ہے اب صبر کے بغیر چارہ نہیں عزیزم طاہر انجم کو حکم دیا کہ مذکورہ شخص کو ناشتہ جلدی کرا دیں۔ پھر اس کو جانے دیں۔ ۲۰۔۲۵ منٹ کے بعد موضع دانے والا ضلع شیخوپورہ سے فون آ گیا اور واقعہ کی تصدیق بھی ہو گئی۔

ایک دفعہ مٹھہ ٹوانہ میں باباجیؒ عورتوں کو نماز کی تلقین فرما رہے تھے کہ ایک عورت بار بار کہہ رہی تھی کہ باباجیؒ میں تو ساری نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرتی ہوں۔ باباجیؒ فرمانے لگے بہت اچھی بات ہے لیکن کوتاہی ہو جاتی ہے احتیاط کرنے چاہیے۔ وہ خاتون بڑے

Marfat.com

فخریہ انداز میں کہنے لگی حضور میں مسلسل پابندی سے نماز ادا کرتی ہوں۔ باباجیؒ نے جلالیت میں آ کر فرمایا اچھا پرسوں عشاء کی نماز کدھر تھی جب تم اپنے پوتے کو کھلاتی رہی اور پھر نماز پڑھے بغیر سو گئی تب اس خاتون کا سارا فخر پانی ہو گیا اور ندامت میں اس نے سر جھکا لیا۔

ایک شخص عالم شباب میں ایک بدکار عورت کے جال میں گرفتار ہو گیا اور یوں برائی کے راستے پر چل پڑا ایک دفعہ حضور باباجیؒ گاؤں تشریف لائے تو یہ بھی دوستوں کے ساتھ زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ باباجیؒ نے اسے کھانے کے لئے کوئی چیز عطا فرمائی۔ جو اس نے گھر آ کر کھا لی۔ اسی رات وہ حسب معمول اس عورت کے پاس جانے کے لئے اٹھا ہی تھا کہ پیچھے سے کسی ان دیکھی طاقت نے گردن دبوچ کر نیچے بٹھا دیا اور اس کے ساتھ ہی باباجیؒ کی آواز آئی کہ تمہیں اب بھی شرم نہیں آئی۔ اس شخص نے جو اس وقت سفید ریش بزرگ ہیں پروفیسر محمد نصر اللہ معینی کو خود بتایا کہ باباجیؒ کی غیبی آواز سنتے ہی میرے تمام برے خیالات گویا کسی نے کھرچ ڈالے ہیں۔ میں نے سچے دل سے توبہ کر لی بعد ازاں رب کریم نے مجھے حضور باباجیؒ کے ساتھ حج کی سعادت بھی عطا کی۔

ایک دفعہ آپ نے سرگودھا کے کسی درزی سے اپنی واسکٹ سلائی اور جب سل گئی تو باباجیؒ نے درزی سے اس کی اجرت پوچھی درزی نے کہا کہ حضرت میرے لئے تو یہ سعادت کی بات ہے کہ میرے ہاتھ کی سلی ہوئی واسکٹ آپ زیب تن کریں گے۔ باباجیؒ نے اصرار کیا کہ میں سلائی دیے بغیر واسکٹ نہیں لوں گا۔ آخر مجبور ہو کر درزی نے دو سو روپے بتائے۔ باباجی نے اسی واسکٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب سے سو روپے کی دو نوٹ برآمد ہوئے۔ حاضرین آپ کی کرامت دیکھ کر بہت مسرور ہوئے۔ محترم مہر ممتاز صاحب جو باباجیؒ کے ساتھ دور دراز کے ہم سفر رہے اکثر ایسی بے شمار کرامتوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

شیر ربانی کی شمع نورانی

ڈاکٹر محمد طفیل سالک

ربع صدی بیشتر کی بات ہے کہ سریر آرائے مسند ارشاد حضرت صاحبزادہ خالد سیف اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ مرتضویہ بیربل شریف اکثر اٹھتے بیٹھتے باباجی طاہر حسین شاہؒ کا ذکر خیر کرتے رہتے تھے اور ہم سن سن کر حیران ہوتے اور باباجیؒ سے ملنے کا شوق سینے میں انگڑائیاں لینے لگتا۔ بالآخر شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ قدس سرہ النورانی کے سالانہ عرس مبارک کی تقریب سعید پر یہ سعادت میسر آ ہی گئی۔ عرس مبارک سے فارغ ہوکر حضرت باباجی صاحبزادہ خالد سیف اللہ صاحب کے ساتھ شرقپور شریف میں برادرم قاری احمد حسن صاحب کے مکان پر جلوہ افروز تھے۔ حضرت مولانا حاجی فضل احمد صاحب، حافظ دوست محمد صاحب اور میرے قبلہ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ایسی ہستیاں بھی موجود تھیں۔ یاران طریقت کی اس کہکشاں میں باباجی، صاحبزادہ صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے عجیب دل ربا منظر پیش کر رہے تھے اس محفل میں جو کہ ڈیڑھ دو گھنٹہ جاری رہی، باباجیؒ نے کھانا کھایا اور خاموش بیٹھے رہے اگرچہ انہوں نے کوئی گفتگو نہ فرمائی تاہم ان کا روشن چہرہ سادگی اور معصومیت کا آئینہ اور انوار و تجلیات سے برق شعشاں بنا ہوا تھا اور الوجہ عنوان الباطن کے مصداق ان کے دل (باطن) کی حالت کی خبر دے رہ تھا اور ان کے اندرونی جذبات کی عکاسی کر رہا تھا اور ہم مشتاقان جماعت شیر ربانیؒ دیکھتے ہی رہ گئے:

Marfat.com

اس کو بہت پیار سے دیکھا میں نے
اک بار بھی جس نے تیری صورت دیکھی

میاں صاحب کا فیض

میرے حضور قبلۂ عالم خواجہ محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت صاحب سیال شریف (خواجہ شمس الدینؒ) اور حضرت صاحب للہ شریف (خواجہ غلام نبی) کی نسبت کا یہ عجیب اثر تھا کہ ان کے مریدین و متوسلین کے چہرے نہایت دھلے ہوئے اور روشن ہوتے تھے اور یہی اثر حضرت میاں صاحبؒ کے متوسلین میں دیکھا جاتا ہے۔ لاہور بسوں اور تانگوں کے اڈا پر اکثر شرقپور شریف جانے والوں کا تانتا لگا رہتا تھا اور روشن چہرے سے لوگ پہچان لیتے تھے کہ یہ نوری فرشتے شرقپور شریف جا رہے ہیں۔ شرقپور شریف کی گلیاں بھی ان کے نورانی چہروں سے پُر رہتی تھیں اور شرقپور شریف کے باشندے بھی ان سے محبت و عقیدت رکھتے تھے اور اعتراف کرتے تھے کہ مصطفیٰ ﷺ کے شیر کی جس پر بھی نظر پڑی ہمیشہ کے لئے اس کا دل روشن اور ذاکر ہو گیا اور اللہ اللہ کرنے لگا۔ حضرت اعلیٰ خواجہ غلام مرتضیٰ بیر بلویؒ اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کی بھی یہی خصوصیت ہے۔ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ جب حضرت شیر ربانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت یا تو ان کا لڑکپن کا زمانہ تھا یا عنفوانِ شباب کا لیکن مردِ مومن کی ایک ہی نگاہ نے ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی تھی۔

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
جو نہ ہو نگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے

کیونکہ حضرت شیر ربانیؒ کے ہاں رسمی بیعت کا سلسلہ نہ تھا یعنی آپ کسی کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر بیعت نہ فرماتے۔ جیسا کہ انقلاب الحقیقت میں حضرت سیدی و مولائی ترجمان حقیقت خواجہ صاحبزادہ محمد عمر بیر بلویؒ نے لکھا ہے کہ پہلی حاضری پر ہی

Marfat.com

حضرت میاں صاحبؒ نے جذبہ سے فنا تک پہنچا دیا تو ساتھ ہی اجازت وخلافت سے نوازتے ہوئے فرمایا۔

''اگرچہ میں اور میرے مخلصین بھی کسی کے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں کیا کرتے لیکن آپ ہاتھ میں ہاتھ لے کر جو طالب حق آئے بیعت کر لیا کرنا۔''

اور ایسا غالباً حضرت مرشدی کے بعد حضرت اعلیٰ خواجہ غلام مرتضی بیربلویؒ کی نسبت ورعایت سے فرمایا تھا کہ ان کے دور سے خانقاہ مرتضویہ بیربل شریف میں بیعت کا یہی طریقہ چلا آتا ہے۔

شرط ولایت

حضرت میاں صاحبؒ کے طریق تبلیغ اور تلقین وتربیت کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ نوافل تہجد پر زور دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نوافل تہجد شرط ولایت ہیں کہ مقام قرب خداوندی اور معرفت الٰہی کا حصول نوافل تہجد سے مشروط ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کو بھی مقام محمود پر سرفرازی کے ضمن میں تہجد ہی کا حکم آیا ہے۔ ہمارے ایک چوہدری مظفر حسین مرحوم جو کہ محکمہ زراعت اطلاعات کے ڈائریکٹر جنرل ریٹائرڈ ہوئے ، کے والدگرامی ڈاکٹر نواب دین صاحب حضرت میاں صاحبؒ کے مخلصین میں سے تھے۔ چوہدری صاحب مرحوم کا رجحان ایک ایسی دینی سیاسی جماعت کی طرف تھا جس کا شمار تصوف کے مخالفین یا ناقدین میں ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ راقم الحروف کو چوہدری صاحب مرحوم نے خود فرمایا کہ میں بڑا حیران ہوں کہ والد محترم عمر کے آخری حصہ میں ہیں جبکہ ان کی عمر 80 سال تھی۔ ذیابیطس کے مریض تھے اور انتہائی لاغر اور کمزور ہو چکے تھے، ضعیفی اور نقاہت کا عالم یہ تھا کہ اٹھ بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ لیکن آخر تک انہوں نے تہجد کے نوافل قضا نہیں کیے اور نماز بھی ہمیشہ جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جو کہ اپنی وسیع کوٹھی کے ایک کونے میں بنا رکھی تھی ادا کرتے

Marfat.com

رہے۔ سبحان اللہ! یہی وہ استقامت ہے جو عام طور پر ناپید ہے۔ حضرت بابا جی طاہر حسین شاہ بھی چونکہ حضرت شیر ربانیؒ کے خوانِ معرفت کے خوشہ چینوں میں سے تھے اس لیے ان میں ایسی استقامت کا پایا جانا چنداں بعید نہیں تھا۔ ایسے بزرگوں کا تو نظریہ یہی ہے:

ہر کہ وقت صبح دم در یاد حق بیدار نیست
او محبت راچہ داند لائق دیدار نیست

الہامی خلافت

حضرت شیر ربانیؒ کی بزم سلوک و عرفاں کے کئی رفیق ایسے ہیں جن کو بظاہر حضرت شیر ربانی کی زندگی میں اجازت و خلافت حاصل نہیں تھی لیکن حضرت شیر ربانیؒ کے وصال کے بعد طریق اویسی سے ان کی روحانی تربیت جاری رہی یا براہ راست اس ذات اقدس نے ان کی تربیت کی اور بالآخر انہیں الہامات متواترہ اور بشارت کاملہ سے روحانی طور پر اجازت و خلافت اعلیٰ اور خلعتِ قبولیت حاصل ہوگی۔ حضرت میاں رحمت علیؒ گھنگ شریف والے جن کا ذکر انقلاب الحقیقت میں صرف ایک نوجوان صوفی رحمت علی کے طور پر آیا ہے، بھی ایسی ہی شخصیات میں سے تھے۔ اسی طرح منڈی واربرٹن کے صوفی برکت علی ساسو شریف ننکانہ کے حضرت میاں فضل دینؒ وغیرہ بھی ایسے ہی بزرگوں میں سے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ جب میاں رحمت علیؒ کو الہامات متواترہ سے نوید خلافت ملی اور خلق خدا کا ان کی طرف رجوع ہوا تو سلسلہ کے بعض ذمہ دار بزرگ اس پر معترض ہوئے اور وہ قبلہ عالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ حضور نے ان سے صرف یہ سوال کیا کہ کیا آپ کو (اپنے الہامات اور خلافت کا تیقن (یقین) ہے۔ الہامات و بشارت کا یقین ہے۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو حضور نے فرمایا تو پھر آپ اپنا کام (تلقین و ارشاد کا) جاری رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ فلاں بزرگ معترض ہیں تو حضور نے فرمایا آہستہ آہستہ راضی اور مطمئن ہو جائیں گے اور پھر حضرت میاں رحمت

Marfat.com

علی جن کو اللہ تعالیٰ نے وہ قبولیت بخشی اور فیض عالم کا ایسا سلسلہ ان سے جاری ہوا کہ اپنوں کو تصدیق کرتے دیکھا اور بیگانوں نے اس کی شہادت دی اور اس کو (یعنی ان کے مقام و عرفان) کو تسلیم کیا۔ اگر بابا جی کا ظہور بھی بعد میں ہوا تو میرے نزدیک یہ کوئی تعجب کی بات نہیں، اللہ تعالیٰ جس کو اور جب چاہے قبولیت عطا فرما دے۔ ہمارے حضور قبلہ عالم کا میاں رحمت علی صاحب سے سوال کرنا کہ آپ کو الہامات و بشارت کا یقین ہے اس لئے تھا کہ آپ نے ''انقلاب الحقیقت'' میں منصب و خلافت کے باب میں لکھا ہے کہ جس طرح نبی کی اولین شہادت خود اس کی اپنی ذات سے دلوائی جاتی ہے اور وہ علی بصیرۃ انا من اتبعن دعوت دیتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمارے حضرت نے لکھا ہے کہ ایک سچے ولی اور خلیفہ کی ولایت کی مصدقات تشنگانہ ہوتی ہیں۔ تاثیر و تاثر، کشف و کرامت، اجابت و قبولیت اور متصرف و تصرف جس کو یہ حاصل کریں وہی برحق ہوتا ہے اور ولایت بابا جیؒ کو دیکھا جائے تو جن کی ہمارے حضور قبلہ عالمؒ نے ''انقلاب الحقیقت'' مصدقات ولایت میں شمار کیا جائے۔ آپ کو علم الکمال حاصل ہیں۔

ریاضت و قبولیت

بابا جیؒ ایک مدت تک مرکز دائرہ ارشاد شرقپور شریف میں رہے اور میں میاں صاحبؒ کے وصال کے بعد ان کے برادر حقیقی اور جانشین حضرت ثانی میں غلام اللہ صاحبؒ کی صحبت و تربیت میں ایک عرصہ تک رہے اور پھر غالباً ثانی صاحبؒ کی وفات کے بعد یا کچھ پہلے کسی اشارہ غیبی سے وہاں سے نکل کر مختلف مقامات پر چشم خلق سے چھپ چھپ کر ریاضت و عبادت میں مصروف رہے۔ جس طرح قطب عالم حضرت پیر مہر علی شاہ کا اپنے مرشد برحق کے وصال کے بعد ایک عرصہ تک لاہور میں راوی کے کنارے اور مظفر گڑھ کے مختلف مقامات پر جہاں آپ کو جاننے والے زیادہ نہیں تھے، چشم عالم کی آنکھوں سے چھپ چھپ کر مصروف عبادت و ریاضت رہے۔ جس کی تفصیل عمدگی اور

Marfat.com

خوبصورتی کے ساتھ ان کے سوانح نگار مولانا فیض احمد صاحب نے مہر منیر میں دے دی جو پڑھنے کے لائق ہے اور طالبان حق کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔اسی طرح باباجیؒ کئی مقامات اور آستانوں پر کہیں گمنام فقیر کے روپ میں کہیں بے نام درویش کے روپ میں مصروف عبادت وریاضت رہے۔تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو عرفان کے لیے کھول دیا اور انہیں شرف قبولیت سے نوازا۔جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت فرماتے ہیں آسمانوں میں اعلان کر دیا جاتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس بندے سے محبت کرو۔فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔اس کے بعد یہی اعلان زمین میں بھی کیا جاتا ہے اور خلق خدا بھی اس سے محبت کرنے لگتی ہے۔تو اس کے لیے قبولیت کی بساط بچھا دی جاتی ہے۔عام وخاص سب کو قبولیت نصیب ہو جاتی ہے اور خلق خدا اس رخ ٹوٹ پڑتی ہے جس طرح پیاسے چشمہ شیریں کی طرف۔

ہر کجا چشمہ بود شیریں
مردم و مور و ملخ گرد آیند

حضرت باباجیؒ نہ صرف خلق خدا میں دن بدن مقبول ہوتے گئے بلکہ انہیں اس بارگاہ میں قبولیت کا شرف حاصل ہوا کہ اللہ رب العزت کے بعد سب سے بڑی بارگاہ ہے۔

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ہستم میانِ دو کریم

سچ تو یہ ہے کہ یہی بارگاہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے۔

Marfat.com

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں سے ہو یہاں آ کے ہو یہاں نہیں سو وہاں نہیں

حضرت بابا جیؒ کو اس بارگاہ کریم میں اس قدر قبولیت ملی کہ عام لوگ تو زائرحرمین ہوتے ہیں، آپ سیاح حرمین کے طور پر معروف ہوئے بلکہ مدینہ منورہ آپ کا اصلی گھر قرار پایا کہ شب وروز حضور کی بارگاہ میں رہنے لگے اور فیض سے جھولیاں بھرتے گئے۔ مدینہ منورہ آپ کا آنا جانا لگا رہتا۔ سال میں کئی کئی مرتبہ آتے اور جاتے۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اور یہ بارگاہ ایسی ہے جس کا مقام عرش معلیٰ سے برتر ہے اور جہاں جنید و بایزید بھی نفس گم کر کے آتے ہیں:

ادب گاہیست زیر آسماں ازعرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

روحانی کمالات میں طبیعت مستسقی بن جاتی ہے جس طرح استسقا کے مریض کے پانی سے پیاس اور بڑھتی ہے۔ اسی طرح دردمند عشق کی طلب بھی بڑھتی چلی جاتی ہے اور جامی کی زبان میں طالب ضیا ہے۔

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش

خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

تعمیر مساجد

حضرت شیر ربانیؒ کی سوانح عمری خزینہ معرفت میں ہے کہ حضرت شیر ربانیؒ کو تعمیر مساجد اور اشاعت کتب کا بہت شوق تھا۔ آپ نے وسائل کی کمی کے باوجود کئی مساجد کی تعمیر و توسیع کی اور بہت سی دینی و روحانی کتابیں چھپوا کر فی سبیل اللہ تقسیم کیں۔

Marfat.com

كلمات التاسف على وفاة

زائر الحرمين السيّد طاہر حسين عليه الرحمة

المفتى القارى محمد اكرم النظامى

(استاذ القراءات العشرة ادارة معين الاسلام بيربل شريف)

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام على

سيد المرسلين اما بعد!

مضت القرون وماأتين بمثله

ولقد اتٰى فعجزن عن نظرائه

قد توفى زائر الحرمين الشريفين وزبدة الصوفياء السيد طاهر حسين الشاه عليه الرحمة فاختار جوار رحمة ربه "فانالله وانا اليه راجعون O" لاريب ان ارتحاله حادثة فاجعة لايمكن تحملها ولكن قضاء الله يجرى فى الكون. كما قيل:

حكم المنية فى البرية جار

ماهذه الدنيا بدار قرار

قصرت العبارة عن احاطة ميزاته التى تحلّٰى بها بفضل الله وكرمه كان رحمه الله تعالىٰ حقامن كبار الصوفياء والصلحاء

Marfat.com

الذین قلما یجود بهم الدهر انه امضی طول حیاته الکریمة لاعلاء کلمة الحق وکان کثیر اللطف والاحسان الی العلماء والصوفیا وطلاب الدین و کثیر البذل علیهم بالمال وایضا منفقا علی بناء المساجد والمدارس الاسلامیة فقد وقعت ثلمة فی الاسلام بذهابه من الدنیا الی الآخرة وله مساعی مشکورة وجهود جلیلة باقامة المساجد والمدارس الدنیا وتنویر قلوب الناس بالاسلام والایمان ومحبة الرسول ﷺ و هو برهان من براهین الله وآیة من آیات الله کما ینظر بنور الله فقد وجدت نورا یتلألأ فی وجهه۔

وکان متزینا بالاخلاق الحسنة الجمیلة والفضائل الحمیدة والحلم والشرف والکرامة والورع والزکاء التی لایزال یتصف بها کل احد من الصوفیاء الربانیین المخلصین۔

وقد لاقیة اکثر من مرة فی ادارة معین الاسلام وجدته مشرفاء محبا و مخلصا لهذه الادارة وعلی الاخص یحب ویثنی علی مساعی المدیر لهذا الادارة اعنی بروفیسور السید محبوب حسین الجشتی مدظله العالی اوصله الله الی الدرجة العلیا۔

وقد تشرفت بحضور جنازه سیاح الحرمین الشرفین فوالله رأیت الکبار والصغار باکیا علی وفاته ورایت ازدحاماً کثیرا رضی الله عنهما علی جنازته ان انواره الروحانیة نورا کناف العالم۔ادع الله تعالیٰ ان یرفع درجته وأسکنه بجوار رحمته فی فرادیس الجنة۔(آمین)

Marfat.com

الشیخ السید طاهر حسین الترمذی رحمه الله

سعدیه نصر الله

لقد ساهم الصوفیة سهما فی ازدهار العالم بدین النبی الامی ﷺ ولهم حظ کبیر فی اشاعة الاسلام واقامتها. ان الاسلام ظل باقیا فی شبه القارة الهندیة الباکستانیة بروعة وبهاء لاجل هذه الطبقة الصافیة ان الصوفیین ما کانوا یکافحون فی اشاعة الدین الاسلام علی النطاق الجماهیری فحسب بل انهم یرشدون السلاطین والحکام. ویزاحمون احکامهم المعارضة للاسلام. ابرز اعلام فی هذا الصدد هو الشیخ احمد السرهندی من کبار صوفیاء الطریقة النقشبندیة فی شبه القارة.

ان المرتویین من هذا الینبوع الصافی الجواد الفیاض لایزالون یبذلون جهدهم فی خدمة الاسلام فی کل عصر. فکان الشیخ السید طاهر حسین احمد من رجال هذه الطائفة الشریفة.

ولد السید طاهر حسین فی "الغون" (فی الهند حالیا) فی بیت السید ناظم حیسن شاه رحمه الله سنة ۱۹۰۱م کانت اسرته الکریمة

Marfat.com

من اشراف ترمذ. ينتهى نسبها الى سيدنا الامام حسن بن على ابن طالب رضى الله عنهما۔ عندما بلغ السيد طاهر حسين عليه الرحمة فى السادسة عشر من عمره، حضر مع عمه فى خدمة الشيخ شير محمد شرقبورى رحمه الله المعروف "شير ربانى" فتاثر منه وبايع على يده للسلوك الروحى، واقام عنده حقبة من الزمان، فتلقى منه العلوم الروحانية ثم قال له الشيخ "سيروا فى الارض" فتجول فى اطراف الارض وزار بلاد الهند والحجاز والشام والعراق وثمر قند وبخارا وبلاد المغرب واوروبا۔

واستفاد الشيخ من اعلام عصره وجهابذة دهره۔ ثم اقام فى قرية هندال من مديرية قصور لمدة طويلة واشتغل فيها بالارشاد وتربية الناس وتزكيتهم۔ واقام بها المدرسة الدينية والمسجد الجامع۔ ثم ارتحل منها واقام بمختلف البلاد والاماكن ،ولايزال يشتغل السيد الشيخ طاهر حسين شاه بالارشاد وتربية الناس واقامة المساجد والمدارس الدينية حيثما حل واقام، واخيراً ذهب الى جوهرآباد واختاره لمستقره، وقضى فيها بقية عمره حتى وافت منيته وارتحل الى جوار رحمة ربه فى يوم الاربعاء اغطس سنة ٢٠٠٢م۔

Marfat.com

كان الشيخ حريصا على زيارة اهل الله واولياء ه فيحضر اليهم ويقيم عندهم لينال عظيم البركة من صحبتهم ويستفيد من آدابهم وتعليماتهم الطيبة ومن اولياء الله الذين اتصل بهم الشيخ فى عصره متبركاً ومتعلماً لسلوك الروحى كمايلى:

العارف الربانى الشيخ ميان شير محمد شرقبورىؒ الشيخ ميان غلام الله شرقبورىؒ السيد الشريف مهر على شاهؒ الشيخ عبدالغفور درياشريف. السيد الشريف جماعت على شاهؒ على بورى. الشيخ فقير سلطان علىؒ شاه والا حضرت الشيخ ضياء الدين مدنىؒ الشيخ السيد فيض محمد القندهارىؒ والشيخ عبدالرزاق البوبالوىؒ نزيل المدينة المنورة.

اشترك الشيخ طاهر حسين شاهؒ حركة التحرير للهند وحركة ختم النبوة وحركة نظام المصطفى وهكذا ادى فريضة الدينية والملية

كان الشيخ كريم الاخلاق وجميل الشيم صادق القول غير خائف لصدقه. لايخاف لومة لائم فى امور الدين وكان يكرم ضيوفه ويلاقيهم بالاخلاق الكريمة ويضيفهم حتى وان جاء او فى اوان الاخيرة فى اليل.

Marfat.com

وسيرته

كان الشيخ السيد طاهر حسين شاہ رحمہ اللہ جميل الصورة وسيم المنظر ابيض الوجه مشرباً بحمرة يزينه الوقار۔ وكان يستخدم العصا اتباعاً للسنة۔ وكان ملبسه جميلاً انيقاً يلبس عمامة بيضاء ويحب من الثياب البيض۔ وكان الشيخ متمثلاً حديث رسول الله ﷺ : "ان الله جميلٌ يحب الجمال۔"

شغفه بالصلوٰة على النبى ﷺ

كان الشيخ السيد رحمہ اللہ طاهر حسين شاہ شغوفاً ومكثرا بالصلوٰة على رسول الله ﷺ ويلقن احبابه ومريديه بالصلوٰة على النبى الكريم ﷺ وقد سمع ابى بروفيسور محمد نصر الله معينى منه يقول "قد اتعبت نفسى بالمجاهدة زمناطويلاً ولم احصل بها ماحصلت بالصلوٰة على رسول الله ﷺ۔

وجاهد السيد طاهر حسين طيلة حياته ضد السيئات والتقاليد غير الشرعية الشائعة فى البيئة۔ كان بعض الاقطاعيين فى المجتمع الريفى لايزوجون بناتهم لوجه اختلافهم العائلى وخائفاً من توزيع عقارهم۔ فارشدهم الشيخ الى متطليات دينهم واصلح بينهم وزوج بناتهم، وكان لايدخل

Marfat.com

البيت فيه بنت غير منكوحة۔ وكان الشيخ يوكدعلى تعليم بناتهم وحسن تربيتهم۔

نموذج من كشفه

حضر رجل مع صديقه وطلب منه الدعا له فقال الشيخ لاادعو لصديقك لانه شاتم لامه فهي غير راضية عنه فليذهب الى امه ويرضيهاو يطلب الدعا منها۔ مسئل الرجل صديقه عن الامر۔ فصدق قول الشيخ وندم ثم۔ ذهب الى امه وارضها۔

كرامته للشربية

كان رجل يختلف الى امراة من قريته حضر يوماً لزيارة الشيخ، فاعطاه الشيخ شيئا لياكله۔فلما رجع الى قريته واراد الذهاب الى المراة فى اليل ونهض,فاحسن يداً على عاتقه قد اقعده بقوة وسمع صوت الشيخ يقول الاتستحيى حتى الأن. فاقشعر الرجل وندم وتاب ثم حضر الى الشيخ وتربى منه وحصل منزلة مرموقة عنده وصاحبه فى سفره المبارك للحج۔

نموذج من منهج تربيته

الناس يلجؤن اليه فى امورهم ومشاكلهم فتطمئن قلوبهم وتهدأ نفوسهم ممايزودهم من خالص النصح ويدعولهم

Marfat.com

وکان یلقّنهم لحسن المعاملة والصلح فیما بینهم۔ وهنا مثل فی حسن تدبیرہ للتربیة۔

بلغ الشیخ عن المشارجة بین اخوین من محبیه فی بلدة شادبور۔ فجاء الی بیت الاخ الاکبر منهما۔ لما قدّموا الیه المشروب رفض الشیخ عن تناولها وقال لن اشرب حتی تصالح مع اخیك اذهب الیه وارکبه خلفك علی بخاریتك وتجول فی المدینة لساعةٍ حتی یعلم الناس انکما قد صالحتما۔ فذهب الرجل الی اخیه الصغیر وعمل کما امرہ الشیخ۔ فلما رجعا بعد جولة فی المدینة دعالهما الشیخ ثم ناول منهم المشروب۔

الصوفی الذی

فی وجهه حیاء
وفی عینه بکاء
وفی قلبه وفاء
وفی یدہ سخاء

Marfat.com

مشائخ طریقت اور ہم عصر مشائخ

• شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ	بشیر احمد قمر آفاقی
• حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
• حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ گولڑہ شریف	ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی
• حضرت باباجی عبدالغفورؒ دریا شریف	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
• حضرت سید فیض محمد قندھاریؒ	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
• حضرت فقیر سلطان علیؒ شاہ والا شریف	علامہ صاحبزادہ محمد اسمٰعیل حسنی
• حضرت خواجہ محمد مظہر قیومؒ پپلاں شریف	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
• سفیر مدینہ حضرت باباجی عبدالخالقؒ	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

Marfat.com

Marfat.com

شیر ربانی محبوب یزدانی

حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ

بشیر احمد قدر آفاقی

شمس العارفین عالم باعمل عاشق ربانی شیر یزدانی حضرت میاں شیر محمد صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ مادرزادولی تھے، اور اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ امیرالدینؒ کی مراد تھے۔ حضرت خواجہ امیرالدینؒ فرمایا کرتے کہ میرا تعلق میاں صاحب شرقپوریؒ سے اس طرح ہے جس طرح خواجہ باقی باللہؒ کا تعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ سے تھا۔ فرماتے اگر خدا تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو کہوں گا شیر محمدؒ کو لایا ہوں۔ آپ سنت رسول مقبول ﷺ کا کامل نمونہ تھے۔ کمالات نبوت کی یہ شان تھی کہ اتباع سنت کے سوا ذرا سی جنبش بھی نہیں پسند فرماتے اور اس کے برخلاف کسی کو دیکھنا بھی پسند نہ فرماتے۔ فرمایا کرتے مسلمان وہ ہے جو غیر شرع فعل کو دیکھے تو شمشیر برہنہ بن جائے اس میں اپنے اور بیگانے کو برابر جانے آپ ظاہر اور باطن میں یکساں تھے خلوت اور جلوت میں ایک ہی کیفیت طاری رہتی آپ نے قلیل عرصہ میں اتباع سنت کی روح تازہ کردی۔ (خزینہ معرفت مطبوعہ قصور ص۱۲)

آپ کے زمانہ کا عجیب رنگ تھا اکثر مسلمان اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے احکام سے ناواقف ہو چکے تھے، مغربی تہذیب کی تقلید کو فخر سمجھا جانے لگا، دہریت اور فلسفیت کا فیشن ہو گیا تھا، اسلام کے بارے میں ہزار ہا شکوک پیدا کر دیئے گئے تھے۔ ہر کوئی سائنس اور فلسفہ سے استدلال طلب کرتا تھا۔ حضور ﷺ کے قول و فعل کو بھی فلسفہ کی چوٹی پر پرکھا جانے لگا تھا۔ (ایضاً ص۱۴)

Marfat.com

ایسے وقت میں اسلام اور اتباع سنت کی دعوت دینا کوئی آسان کام نہ تھا، ایسے وقت میں ایک ولی کامل کی ضرورت تھی جو فلسفہ واستدلال کی جڑیں اکھیڑ دے اور فلسفیانہ عقل وفکر کے پرخچے اڑا دے اور دنیا کو ایسی راہ دکھائے جو فلسفہ واستدلال سے بلند وبالا ہو اور جس کے دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے وجود باجود کی ہستی میں ذرہ برابر تردد نہ رہے، اور رسول اللہ ﷺ کی ذات ہر قسم کے شک وشبہ سے بلند نظر آئے۔

سو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات نے محض اپنے فضل وکرم سے اپنے برگزیدہ ولی اللہ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کو اس درجہ بلند کے لیے منتخب فرمایا آپ کو وہ کچھ عطا فرمایا گیا جو کسی اور کے حصہ میں شاید ہی آیا ہو چنانچہ آپ نے اپنی عمر کا تمام وقت تمام خیال اسی پاک جذبہ کی تکمیل اور تعمیل میں صرف فرمایا کشف وکرامت اور تصرف جو کچھ بھی آپ سے ظاہر ہوئے وہ اسی اتباع سنت کی تکمیل کے لیے ظہور پذیر ہوئے آپ نے دہریت فلسفیت اور مغربی تہذیب کے خلاف باقاعدہ جہاد شروع کر دیا آپ خداوند تعالیٰ کے احکامات اور حضور ﷺ کی سنت مبارکہ سے ایک لمحہ کے لیے بھی کسی کو غافل نہ دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ انگریزی عدالتوں میں جانے اور انصاف چاہئے کو بہت برا خیال فرماتے تھے۔ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کی اس تبلیغ اور ہدایت پر غلامانہ ذہنیت کے لوگوں نے یہ باتیں حکمرانوں کے کانوں تک پہنچا دیں انگریز حکومت نے ایک جاسوس مقرر کر دیا جو حضرت میاں صاحبؒ کی تبلیغی سرگرمیوں کو نظر میں رکھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص دو ماہ تک حضرت کے ہاں پڑا رہا حضرت میاں صاحبؒ نے اس سے کہا کہ خواہ تم یہاں سال بھر تک رہو کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ کلمہ طیبہ کو ہم چھوڑنے سے رہے، راز افشاں ہونے کے بعد وہ چلا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد ایک اور آدمی آیا حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا تم تھانیدار ہو یا حوالدار؟ وہ شرمندہ ہو کر بولا جی حوالدار ہوں۔ کیا کروں ملازمت جو ٹھہری جیسا حکم ملتا ہے ماننا پڑتا ہے۔ انگریز حکومت جب بھی اس قسم کے جاسوس حضرت میاں صاحبؒ کے پاس متعین کرتی الٹا حضرت میاں

Marfat.com

صاحبؒ اس کی نشاندہی فرماتے اور وہ نادم ہو کر واپس چلا جاتا۔

کسی مسلمان کو بغیر داڑھی کے دیکھتے تو فرماتے کیا تمہارا باپ دادا بھی ایسے ہی تھے؟ سکھ تو ایسا نہیں کرتے انہیں تو جوان کے گرو صاحب نے تعلیم دی اس پر عمل کرتے ہیں مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے؟ فرماتے عجیب بات ہے انگریزی سمجھ کر پڑھتے ہیں لیکن قرآن کو بغیر معنوں کے پڑھتے ہیں آپ کی تبلیغ سے اکثر لوگ تائب ہو جاتے تو آپ ان سے بہت پیار کرتے۔ (محمد امین شرقپوری اولیائے نقشبند مطبوعہ لاہور)

آپ کی تبلیغ مختلف صورتوں میں فرمایا کرتے تھے عوام کو موٹی موٹی مثالیں دے کر سمجھاتے ان کے سامنے پنجابی اشعار پڑھتے خواص کو ان کی سمجھ کے مطابق بیان فرماتے علماء کو قرآن و حدیث سے تبلیغ فرماتے غیر مسلموں کو ان کے بزرگوں کے حالات سنا کر تبلیغ فرماتے اور تصرف بھی فرماتے تھے ایک دفعہ ایک مولوی اصغر علی صاحب روحی اپنے ایک دہریہ شاگرد کو لے کر حاضر ہوئے اور اس کا تذکرہ آپ کی خدمت میں کیا آپ نے ایسا تصرف فرمایا اور اس کے دل پر ایسی تجلی روحانی کر دی کہ اسے دہریت کا سارا فلسفہ بھول گیا اور وہ ایمان لے آیا۔ (ایضاً)

حضرت میاں صاحبؒ نے مساجد تعمیر کروانے پر خصوصی توجہ دی شرقپور شریف میں پانچ مساجد تعمیر کروائیں۔ پہلی مسجد محلہ نبی پورہ میں ایک معدوم مسجد کے نشانات پر تعمیر کروائی اور مسجد کی تعمیر میں خود حصہ لیتے، دوسری مسجد قبرستان دوہراں والا میں جہاں اب آپؒ کا مزار شریف ہے بنوائی۔ صوفی ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ اس مسجد کی تعمیر کے وقت معلوم ہوتا تھا گویا آپ نے اپنی قبر مبارک کے نزدیک تیار کرائی ہو۔ سو ویسا ہی ہوا۔ تیسری مسجد محلّہ دھدل پورہ میں تعمیر کروائی۔ یہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے چوتھی مسجد اپنے کنوئیں پر بنوائی پانچویں مسجد جو شرقپور شریف کے وسط میں واقع ہے اور مسجد میاں صاحبؒ کے نام سے مشہور ہے بنوائی یہ مسجد بڑی پائیدار اور آباد ہے ایک مسجد اپنے پیر خانے کوٹلہ شریف میں بنوائی اس کے تین کمرے ہیں اور صحن بھی اچھا خاصا ہے یہ مسجد

Marfat.com

وہاں اب سے زیادہ آباد ہے اپنے ملنے والوں کو بھی مساجد کی تعمیر کروانے کی تلقین کرتے اور فرماتے دین کے لیے کوشاں رہا کرو۔ (خزینہ معرفت از ابراہیم قصوری)

آپ نے کچھ فارسی کتب کا اردو میں ترجمہ کروایا اور اپنے عقیدت مندوں میں تقسیم کیں تاکہ ان کی دلی کیفیت درست رہے ایک قلمی نسخہ مراۃ المحققین آپؒ کے پاس موجود تھا اس کا ترجمہ کروایا اور اسے شائع کروایا دوسری کتاب ذخیرۃ الملوک ترجمہ منہاج السلوک شائع کروائی تیسری کتاب حکایات صالحین ترجمہ مجالس الحسنین بھی شائع کروائی اس کے علاوہ بھی جو کتاب مفید پاتے اسے خرید کر مفت تقسیم فرماتے۔

اس پر آشوب دور میں آپ کی تبلیغ نے گہرا اثر کیا اور ہزاروں بندگان خدا غیر مشروع افعال سے اجتناب کرنے لگے اور اتباع سنت میں خاص اہتمام کرنے لگے آپ کے عقیدت مندوں میں آپ ایسا ہی جذبہ پیدا ہو جاتا تھا آج بھی جو لوگ زندہ ہیں وہ حضرت میاں صاحبؒ کی تعلیم سے سرشار ہیں اور دور ہی سے پہچانے جاتے ہیں۔

آپ کے وصال شریف کے بعد تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہا حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہؒ برادر حقیقی حضرت میاں صاحبؒ، حضرت شاہ محمد اسماعیلؒ کرمانوالہ شریف، حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحبؒ مکان شریف، حضرت صاحبزادہ محمد عمر صاحب بیر بلویؒ، حضرت عبدالرحمان قصوری صاحبؒ، حضرت میاں رحمت علیؒ گھنگ شریف اور حضرت سید نور الحسن شاہؒ کیلیانوالہ شریف آپ کے تبلیغی مشن کی تکمیل میں شب و روز مصروف رہے اور ہزاروں بندگان خدا کو راہ راست پر لگایا۔

آج بھی پاکستان کے طول و عرض میں خاندان سلسلہ نقشبندیہ کے صاحبزادگان اولیائے کرام مصروف تبلیغ دین ہیں۔ پنجاب ہو یا سندھ ہو یا بلوچستان ہر جگہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی شمعیں فروزاں ہیں اور تبلیغ دین و سنت میں کوشاں ہیں۔ حضرت سید طاہر حسین شاہؒ بھی خصوصی طور پر میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور حضرت ثانی صاحبؒ سے فیض یافتہ تھے۔

Marfat.com

شرقپور شریف کا فیضان

ضلع شیخوپورہ میں شرقپور شریف میاں شیر محمد صاحب آپ کے برادر حقیقی سیدی مرشدی حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ صاحب کے وصال کے بعد آج بھی دین و تصوف اور شریعت وطریقت کی تبلیغ کا مرکز ہے، فخر المشائخ صاحبزادہ میاں غلام احمد صاحب شرقپوری کے فرزند حضرت میاں صاحبزادہ محمد ابوبکر صاحب اور دیگر صاحبزادگان نقشبندی بزرگوں کی تعلیمات کو عام کرنے میں رات دن مصروف ہیں دینی کتابوں کو اشاعت اور ان کی تقسیم کا کام بھی بفضلہ تعالیٰ جاری ہے اور دینی تعلیمات عام کرنے اور حفاظ اور علماء کرام کی تربیت کے لیے عظیم مدرسہ بھی بطریق احسن کام کر رہا ہے، اسی طرح آپ کے چھوٹے بھائی فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری اور ان کے صاحبزادگان بھی اپنے بزرگوں کے تبلیغ اور تعلیمی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے شب و روز ایک کئے ہوئے ہیں۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب کی زیر ادارت ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف میں تقریباً پچاس سال سے شائع ہو رہا ہے، یہ رسالہ حضرت قبلہ ثانی کی زندگی میں ہی شائع ہونے لگا تھا۔ جس کا سلسلہ آپ کے وصال کے بعد بھی الحمدللہ نہ صرف جاری ہے بلکہ میاں صاحب قبلہ نے اس کے بے شمار ضخیم نمبر بھی شائع کئے جو مستقل دستاویزات اور حوالے کی تصانیف کے مترادف ہیں، ان میں شیر ربانی نمبر، امام اعظم نمبر، اولیائے نقشبند نمبر (دو جلدیں) اور مجدد الف ثانی نمبر (تین جلدیں) وغیرہ بڑے وقیع ہیں آپ کی نگرانی میں طلباء اور علماء کی تعلیم و تربیت کیلئے دینی مدرسے بھی کام کر رہے ہیں، دینی اشاعت کے سلسلے میں تبلیغی لٹریچر بھی شائع ہو رہا ہے۔

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے
کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ

Marfat.com

حضرت ثانی لاثانی

میاں غلام اللہ شرقپوریؒ

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

حضرت میاں غلام اللہ ثانی لاثانیؒ فخر سادات حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کے شیخ طریقت حضرت شیر ربانیؒ کے بھائی، ان کے جانشین اور حضور باباجی کے شیخِ تربیت تھے۔ حضور باباجیؒ اپنی مجالس میں بڑی محبت اور عقیدت سے ان کے فیوضات کا ذکر خیر فرمایا کرتے تھے۔

عارفِ حقانی شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے برادر اصغر حضرت میاں غلام اللہ ثانی صاحبؒ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ میں ۱۸۹۱ء کو پیدا ہوئے آپ کا اسم گرامی غلام اللہ تھا لیکن آپ اپنے نام کی بجائے لقب ثانی لاثانی کے ساتھ زیادہ مشہور تھے یہ لقب اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کے مرید خاص اور خلیفہ حاجی عبدالرحمٰن قصوریؒ نے دیا تھا چنانچہ آپ میاں ثانی صاحبؒ اور ثانی لاثانی کے نام سے اپنے متوسلین میں معروف ہیں۔

''حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری نے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لیا اور حکمت کی تعلیم و تربیت میں مہارت کی حکیم حاذق کا امتحان پاس کرنے کے بعد یہی پیشہ اختیار کیا اور مخلوق خدا کی خدمت کرتے رہے لیکن زیادہ دیر تک اس کام میں طبیعت نہ لگ سکی تو آپ نے دنیائے حکمت کو خیر باد کہہ کر میونسپل کمیٹی شرقپور شریف میں بطور سیکرٹری ملازمت اختیار کر لی مگر طبیعت یہاں بھی نہ لگ سکی۔

حضور ثانی صاحبؒ کو روحانی وادی میں لانے والے حضرت شیر ربانیؒ تھے وہ حالات پر نظر رکھتے ہوئے بہت جلد اپنا علم و عرفان اپنے بھائی کے سینے میں منتقل فرمانا

Marfat.com

چاہتے تھے آپ کی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''جمعۃ المبارک کا دن آیا تو نماز جمعہ کے وقت سے کچھ پہلے ہی میاں غلام اللہ صاحب مسجد میں داخل ہوئے اور وضو فرمایا۔ دونوں بھائیوں کا مسجد میں آمنا سامنا ہو گیا۔ حضرت میاں صاحبؒ نے آج پہلی مرتبہ اپنے بھائی کو توجہ کی نظر سے دیکھا۔ توجہ کا فرمانا ہی تھا کہ میاں غلام اللہ صاحبؒ کا عجب حال ہو گیا کھڑے کھڑے گر پڑے اور فرش پر لوٹنے لگے۔ چشمہ دور جا گرا گھڑی ٹوٹ گئی گریبان چاک کر لیا اور دیوانوں کی طرح بھائی جان کے قدم پکڑنے لگے حضرت میاں صاحبؒ کے حکم کی تعمیل میں لوگ چھوٹے میاں صاحبؒ کو چھت پر لے گئے۔

حضرت میاں صاحب نماز جمعہ سے فراغت کے بعد مسجد کی چھت پر تشریف لے گئے اور اپنے بھائی کو اسی حالت میں پایا آپؒ نے انہیں اٹھا کر اپنے سینے سے لگا لیا تو یک دم طبیعت کو قرار آ گیا انہیں یوں محسوس ہوا جیسے حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے ان کا ہاتھ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دست مبارک میں دے دیا ہو بس سینے سے لگانا ہی تھا کہ آپ کی کایا پلٹ گئی آپؒ ہر لحاظ سے کامل ہو گئے۔ ان کی طبیعت میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ علائق دنیوی ہیچ نظر آنے لگے اور راہ سلوک میں ایسے طاق ہو گئے کہ آئندہ آنے والی نسلیں حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی اس مجسم کرامت سے تا ابد اپنے دامن کو بھرتی رہیں گی اور اس چشمہ عرفان سے لوگ اپنی پیاس بجھاتے رہیں گے۔

فیضان نظر حضرت ثانی لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کایا پلٹ دی۔ آپ ذکر فکر میں لذت اور عبادت و ریاضت میں لطف محسوس کرنے لگے۔ حضرت اعلیٰ شرقپوری نے مرض الوصال میں وصیت فرمائی کہ جو آئے اس کی رہنمائی کرنا۔ جمعہ پڑھانا اور مسجد کو آباد رکھنا۔ آپ نے اپنے شیخ کی وصیت کی زندگی بھر تعمیل کی۔ آپ کی خدمت میں جو حاضر ہوتا اسے توبہ کراتے اور پھر بیعت کرتے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے احوال بدلنے لگتے۔

Marfat.com

حضرت میاں صاحبؒ نے مساجد اور درس گاہوں کی تعمیر و ترقی کا جو آغاز کیا تھا حضرت ثانی صاحبؒ نے اسے تحریک میں بدل دیا۔ کچی مساجد کو پختہ بنوایا اور درسگاہیں قائم کیں۔

حضرت ثانیؒ اپنے پیرو مرشد کی مسجد میں نماز صبح کے بعد درس دیا کرتے۔ تصنع اور لفاظی سے اجتناب برتتے۔ آپ کا انداز تبلیغ سادہ مگر سنت مطہرہ کے عین مطابق ہوتا، جس میں بڑا سرور اور روحانی سوز و گداز ہوتا۔ کہ دلوں میں رقت طاری ہو جاتی۔

آپ نے دینی علوم کی اشاعت اور تصوف میں خدمات کے ساتھ تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو مسلم لیگ سے تعاون کے لئے پیغامات بھیجے اور جلسے کئے۔ شرقپور میں آپ کی صدارت میں مسلم لیگ کا جلسہ ہوا جس میں مسلم لیگ کی درجہ اول قیادت نے شرکت کی۔

حضرت ثانی لاثانیؒ کی ذات گرامی سرچشمہ فیوض و برکات تھی۔ ہزاروں تشنگان حاضر خدمت ہوتے لیکن آپ تواضع اور انکسار کے پیکر تھے۔ اس مقبولیت کے باوجود فخر و غرور کا شائبہ بھی نظر نہ آتا تھا۔ حضرت شیر ربانی کے مسند نشین ہونے کے باوجود فرمایا کرتے کہ میں تو حضرت میاں صاحب کے مہمانوں کے ہاتھ دھلانے اور انہیں کھانا پیش کرنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ آپ اپنے گھٹنوں یا پاؤں کو ہاتھ نہ لگانے دیتے۔

حضرت ثانی لاثانیؒ بڑے مدبر اور اعلیٰ منتظم تھے۔ خانقاہ کے تمام معاملات اور انتظامی امور کو کمال حسن تدبر کے ساتھ سرانجام دیتے۔ دین کی تبلیغ کے لئے حضرت ثانیؒ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ۱۹۴۵ء میں آپ کے قائم کردہ جامعہ حضرت میاں صاحب نے علوم دینیہ کی اشاعت اور فروغ کیلئے بے مثال کردار ادا کیا۔

حضرت ثانی لاثانی ایک ولی کامل کے پروردہ نگاہ اور عارف ربانی کے تربیت یافتہ اور ان کی روحانیت کے سچے وارث تھے۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ بے شمار واقعات زبان زد عام و خاص ہیں صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

گورنمنٹ اسلامیہ کالج لاہور کے ریٹائرڈ پرنسپل جناب پروفیسر منور حسین بیان کرتے ہیں کہ انہیں ایک بیماری کے سلسلے میں شہد کی ضرورت پیش آئی لیکن تلاش بسیار کے باوجود خالص شہد دستیاب نہ ہو سکا۔ شرقپور شریف کے ایک پنساری کے ہاں خالص شہد کی اطلاع ملی چنانچہ شرقپور شریف میں جا کر پنساری کا شہد دیکھا لیکن خریدنے سے پہلے ساتھی کے کہنے پر پہلے حضرت میاں صاحب ثانی لاثانیؒ کی زیارت کے لئے میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کیسے آنا ہوا۔ میں نے شہد کی بات چھپا کر کہا صرف آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ہمیں وہیں ٹھہرنے کا حکم دے کر گھر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو آپ کے دست مبارک میں شہد کی بوتل تھی۔ فرمایا یہ خالص شہد ہے اور شہد میں اللہ تعالیٰ نے بیماریوں کی شفا رکھی ہے۔ پھر آپ نے اس کے فوائد پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی استعمال کرتا ہوں یہ بوتل آپ کے لئے لایا ہوں آپ بھی استعمال کریں۔ پروفیسر منور حسین حضرت کا کشف اور اعلیٰ اخلاق دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

Marfat.com

شریعت وطریقت کے مہر درخشاں

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ

ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ اپنے پیرومرشد حضرت میاں صاحب شرقپوریؒ کے حکم پر حضرت اعلیٰ گولڑوی پیر سید مہر علی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان دنوں حضرت گولڑوی صاحبؒ فراش تھے۔ باباجیؒ رات تاخیر سے گولڑہ شریف پہنچے اور مسجد میں ہی سو گئے۔ سحری کے وقت ایک درویش کو حضرت نے مسجد بھیجا کہ اس نام کا ایک جوان مسجد میں آیا ہے اسے بلا لاؤ۔ آپ حاضر خدمت ہوئے۔ تو پوچھا کیسے آئے ہو۔ عرض کی آپ جانیں یا بھیجنے والے جانیں۔ حضرت نے بڑی کرم نوازی فرمائی۔ حضرت نے ان سے ایک نعت شریف بھی سنی اور پھر چشتی فیض سے دامن بھر دیا۔

باباجیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میرے اجداد چشتی سلسلہ سے نسبت رکھتے تھے اس لیے حضرت شرقپوریؒ نے چشتی فیض کے لیے گولڑہ شریف حاضر ہونے کا ارشاد فرمایا تھا۔ آئندہ صفحات میں گولڑہ شریف کے اس مرد کامل اور شریعت وطریقت کے مہر درخشاں کے حالات مبارکہ پر نامور سکالر، ادیب اور روحانی شخصیت جناب ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی کی تحریر پیش خدمت ہے۔

جناب ڈاکٹر صاحب علمی، دینی اور ادبی حلقوں کی جانی پہچانی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی دنیا میں بھی ایک معزز مقام رکھتے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلویؒ کی نسبت سے گولڑوی فیض سے بہرہ ور ہیں اس لیے حضرت

Marfat.com

اہلِ گولڑوی پر آپ کی تحریر بڑی اہمیت اور افادیت کی حامل ہے۔

یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۸۵۹ء کو راولپنڈی سے گیارہ میل دور گولڑہ نامی بستی میں حضرت سید نذر دین کے ہاں حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب کی ولادت سعید ہوئی تو یہ وہ زمانہ تھا کہ اہل ہندوستان اپنی پہلی جنگ آزادی کے خونی دور سے گزر چکے تھے اور ہندوستان مکمل طور پر انگریزوں کے پنجہ استبداد میں آ چکا تھا۔ سلطنت مغلیہ کا چراغ جو بیرونی طوفان کے باعث ایک عرصہ سے ٹمٹما رہا تھا، ہمیشہ کیلئے گل ہو گیا۔ انگریز اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے کے لیے مختلف طریقے سوچ رہا تھا۔ وہ پوری بھانپ چکا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد اور جذبہ اطاعت رسول ﷺ ختم کیے بغیر ان پر قابو پانا مشکل ہے۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نے ہوش سنبھالا تو ہر طرف مرزائیت چکڑالویت اور نیچریت کا زور تھا۔ مرزا قادیانی مسلمانوں کے دلوں سے اطاعت رسول ﷺ کا جذبہ ختم کرنے کے لیے انکار حدیث کے فتنہ کو مسلسل ہوا دے رہا تھا۔ اسی طرح ایک اور طبقہ مسلمانوں کے سینہ سے عشق رسول مقبول ﷺ ختم کرنے کے درپے تھا۔ ایسے نازک دور میں حضرت پیر صاحبؒ کمر ہمت باندھ کر میدان عمل میں اترے اور شبانہ روز جدوجہد سے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ ہر دور میں مجددین ملت اور آئمہ اسلام کی خاص رہے ہیں۔

شجرۂ نسب

حضرت پیر صاحبؒ کا شجرۂ نسب پچپن واسطوں سے حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ اور چھتیس واسطوں سے حضرت سید امام حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

ابتدائی تعلیم

آپ کو قرآن کریم پڑھنے کے لیے خانقاہ کے درس میں اور اردو فارسی کے لیے مدرسہ میں داخل کیا گیا۔ حافظہ کی یہ حالت تھی کہ قرآن مجید کا روزانہ سبق آپ حفظ کر کے سنا دیا کرتے تھے۔ جب آپ نے قرآن مجید ختم کیا تو اس وقت سارا قرآن آپ کو حفظ

Marfat.com

ہو چکا تھا۔

آپ نے عربی، فارسی اور صرف ونحو کی تعلیم مولوی غلام محی الدین سے حاصل کی، جنہوں نے آپ کو کافیہ تک تعلیم دی۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے آپ کو کسی کتاب کے ایک ایسے حصہ کی عبارت یاد کرنے کی ہدایت کی جو کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے پڑھی نہیں جا سکتی تھی۔ جب آپ نے عذر کیا جو مضمون کتاب میں موجود ہی نہیں، اسے کیسے یاد کیا جا سکتا ہے، تو مولوی صاحب نے غالباً آپ سے مادرزاد ولی ہونے کی شہرت کی تصدیق کی غرض سے کہا کہ میں نہیں جانتا، اگر کل یہ عبارت یاد نہ ہوئی تو سزا ملے گی۔

''پیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ میں آبادی سے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مطالعہ کیا کرتا تھا۔ وہاں بیٹھ کر میں نے کتاب کے کرم خوردہ حصہ کو سمجھنے کی کوشش کی، مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر میں نے دعا کی کہ یا اللہ! تجھے تو معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے اگر تو مجھے بتا دے تو میں استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔'' یہ کہنا تھا کہ اچانک درخت کے پتوں پر ایک عبارت نمودار ہوئی جسے میں نے حفظ کر لیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں نے اسی وقت وہ عبارت جا کر استاد صاحب کو سنا دی۔ انہوں نے کچھ شبہ کا اظہار کیا تو میں نے کچھ افشا کیے بغیر کہا کہ مجھے اس کے صحیح ہونے میں اس قدر یقین ہے کہ اگر اس کتاب کا مصنف بھی قبر سے نکل کر آ جائے اور کہے کہ یہ غلط ہے تو میں نہ مانوں گا چنانچہ استاد صاحب اس کی صحت کے لیے اسی روز راولپنڈی گئے اور ایک مکمل نسخہ سے میری بتائی ہوئی عبارت کو صحیح پا کر واپس آئے اور بصد حیرانی اس کی صحت کا اعتراف کیا۔ (مہر منیر ص ۶۶)

گولڑہ شریف میں مولانا محی الدین صاحب سے نحو پڑھ کر آپ موضع بھوئی (حسن ابدال) جا کر مولانا شفیع قریشی کے درس میں شامل ہو گئے۔ اس وقت آپ کمسن تھے اور طبیعت کا رنگ یہ تھا کہ خود فرماتے ہیں اس نواح میں تین مشہور درس جاری تھے۔ جب میں کسی ایک درس کو پسند کرنے کے خیال سے ادھر جاتا تو راستہ میں ایک ٹیلہ کے

Marfat.com

پاس سے تینوں طرف راستے پھوٹتے تھے۔ میں نے اس ٹیلہ پر چڑھ کر دیکھا تو تینوں راستوں میں عورتوں نے کپڑے دھو کر دھوپ میں ڈالے ہوئے تھے۔ دو جانب کے کپڑوں کے رنگ مختلف تھے مگر بھوئی سمت والے کپڑے تمام کے تمام سفید تھے جس سے میں نے یہ تاثر لیا کہ ادھر اجلاپن اور نورانیت زیادہ ہے۔ (مہر منیر ص ٦٦)

بھوئی کے درس میں آپ نے اڑھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو اور اصول کے درمیان اسباق پڑھے۔

اس کے بعد آپ انگہ (ضلع خوشاب) میں مولانا سلطان محمود صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے شرح ہدایت الحکمت مصنفہ صدرالدین شیرازی پڑھی۔ انگہ میں پیر صاحب کو ہر ماہ جو خرچ گھر سے پہنچتا تھا آپ نادار طلبہ میں تقسیم فرمادیتے اور خود عموماً روزہ یا فاقہ سے رہتے۔ شدید اشتہا کی صورت میں طلبہ کے جمع کردہ ٹکڑوں میں سے کچھ تناول فرمالیتے۔ آپ اس جود وسخا اور ریاضت ومجاہدہ کو دیکھ کر وہاں کے لوگ اور طلبہ آپ کے عقیدت مند ہو گئے۔

انگہ میں پیر صاحب تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ چھوٹے درجے کے طلبہ کو بھی تعلیم دیا کرتے تھے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں (عشاء کی نماز کے بعد) مطالعہ ہی میں گزرتیں۔ رفتہ رفتہ آپ کے پاس پڑھنے والے طلبہ کی اتنی کثرت ہوگئی کہ آپ نے انگہ قیام ترک کر کے شکرکوٹ میں رہائش اختیار فرمالی۔ دن کے وقت انگہ میں اپنی تعلیم حاصل کرتے اور شام کو شکرکوٹ جا کر طلبہ کو درس دیتے۔

تقریباً اڑھائی سال انگہ میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ گولڑہ شریف لوٹے تو درس نظامی سے صرف فلسفہ، معقول، ریاضی اور فقہ کی آخری کتب اور حدیث شریف میں صحاح ستہ اور تفسیر میں بیضاوی وغیرہ باقی رہ گئی تھیں۔ ان کتابوں کی تعلیم کے لیے ان دنوں عام طور پر طلبہ ہندوستان کے مدارس کا رخ کرتے تھے۔ آپ نے آئندہ تعلیم کے لیے ایک روز سکندر نامہ سے فال لی تو یہ شعر نکلا

Marfat.com

همہ ملک ایراں مراشد تمام
بہ ہندوستان داد خواہم لگام

چنانچہ ۱۲۹۰ھ میں پندرہ برس کی عمر میں آپ ہندوستان روانہ ہوگئے۔ پہلے آپ کانپور میں مولانا احمد حسن محدث کے پاس پہنچے۔ وہ سفرِ حج کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ چنانچہ آپ مولانا موصوف استاد حضرت مولانا لطف اللہ کے پاس علی گڑھ پہنچے اور ان کے حلقہ درس میں شامل ہوگئے۔ تقریباً اڑھائی سال آپ علی گڑھ میں رہے وہاں سے فارغ ہوکر سہارنپور آئے اور مولانا احمد علی محدث کے درس میں شریک ہوگئے۔

مولانا احمد علی سہارنپوری نے بہت جلد محسوس کرلیا کہ یہ طالب علم محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عاشق الٰہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے علوم ظاہری اور باطنی کے ساتھ شریعت وطریقت کی خدمت بھی لینے والے ہیں۔ چنانچہ ایک روز اچانک انہوں نے اپنے دولت کدے پر پیر صاحبؒ کی دعوت کی اور سند حدیث سپرد کر کے فرمایا:

''آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں، وطن تشریف لے جایئے اور دین کی خدمت کیجئے۔''

یہ ۱۲۹۵ھ کی بات ہے پیر صاحب کی عمر اس وقت ۲۰ سال تھی۔

حضرت شمس العارفین کی خدمت میں

انگہ میں پیر صاحب کے استاد محترم مولانا سلطان محمود صاحب شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی چشتی نظامیؒ سے بیعت تھے۔ وہ سال میں کئی بار سیال شریف اپنے پیرومرشد کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ بھی ہمیشہ استاد محترم کے ساتھ سیال شریف حاضر ہوتے جہاں حضرت خواجہ شمس العارفین آپ پر بے حد شفقت فرماتے۔

Marfat.com

اب آپ سہارنپور سے سند حدیث لے کر لوٹے تو سیال شریف حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے شیخ علم طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ پیر و مرشد سے محبت و عقیدت کا یہ حال تھا کہ خود فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کا رخ انور دیکھ لینے کے بعد کوئی چہرہ نظر میں نہیں جچتا۔ ''ملفوظات طیبات'' میں آپ کا یہ ارشاد درج ہے:

''ہمارے خواجہ شمس الحق والدین کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو بھی محبت سے آیا اسے اس کی استعداد سے زیادہ فیوض و برکات سے نوازا جس کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا اسے دوبارہ دیکھنے کی ہمیشہ حسرت رہی۔ ۱۳۰۷ھ میں حج بیت اللہ شریف کے موقع پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی خود بخود میری طرف متوجہ ہوئے اور باطنی نعمت دینا چاہی لیکن میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ جو رخ انور ہم نے دیکھا ہے جہاں میں اور کہیں نظر آتا۔ آخر ان کے اصرار پر عرض کی کہ اگرچہ ضرورت محسوس نہیں ہوتی لیکن چونکہ آپ بخوشی عنایت فرمارہے ہیں لہٰذا آپ کا شکر گزار ہوں تاہم اس عنایت کو اپنے شیخ طریقت کی طرح سے سمجھتا ہوں چنانچہ انہوں نے سلسلہ چشتیہ صابریہ عنایت فرمایا۔''

ایک یادگار مناظرہ

فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے گولڑہ شریف میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ گولڑہ شریف کے قریب ہی بھیکہ نامی ایک گاؤں ہے، جہاں اکثر حسینی سادات (جو مذہباً شیعہ تھے) رہتے تھے۔ انہوں نے راولپنڈی میں ایک شیعہ افسر کی مدد سے پیر صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا، جو آپ نے منظور فرمایا اور مقام مناظرہ پر تشریف لے گئے۔ شیعہ حضرات نے لکھنؤ سے ایک مجتہد کو بلایا تھا۔ موضوع بحث باغ فدک مقرر ہوا۔ شیعہ مجتہد نے پہلی تقریر کر کے دعویٰ کیا کہ فدک جناب سیدہ کا حق تھا اور حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیقؓ نے اس کو ظلماً روک لیا تھا اور ظالم خلیفہ نہیں ہوسکتا۔

پیر صاحب نے جواباً کہا کہ فدک پر حضرت سیدہ کے استحقاق کی کوئی دلیل پیش کیجئے۔ محض دعویٰ کافی نہیں کیونکہ صرف دعویٰ کی صورت میں تو دوسری جانب سے بھی خلاف دعویٰ ہوسکتا ہے۔

اس پر مجتہد نے سورۃ النساء کی گیارھویں آیت پڑھی:

''اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ضمن میں تم کو وصیت فرماتے ہیں۔ مردوں کے لیے دو عورتوں کی مانند حصہ ہے اگر عورتیں دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لیے دو تہائی چھوڑی ہوئی چیز کی ہے اور اگر عورت ایک ہو اس کے واسطے آدھا ہے۔''

آپ نے جواب دیا بے شک ایسی صورت میں جبکہ سیدہ اپنے والد حضرت محمد ﷺ کے بعد اکیلی وارث ہوتیں تو اس آیت کی رو سے آنحضرت ﷺ کے متروکہ میں سے نصف حصہ کی مالک ہوتیں لیکن جس صورت میں باپ نے کوئی ترکہ ہی نہ چھوڑا ہو تو نصف کہاں سے ملے گا۔ دوسرے یہ کہ فدک کا ترکہ ہونا کس دلیل سے ثابت ہے۔

مجتہد صاحب نے کہا قرآن پاک سے ثابت ہے کہ فدک اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا تھا اور یہ آیت پڑھی:

''اور جو کچھ پھیر لایا اللہ اپنے رسول اللہ ﷺ پر ان میں سے، پس نہیں دوڑائے تم نے اس کے اوپر گھوڑے اور نہ اونٹ لیکن اللہ مسلط کرتا ہے، اپنے رسولوں کو جس کے اوپر چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الحشر:۶)

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کے ساتھ ہی جو آگے آیت آتی ہے، اس پر بھی غور فرمایئے:

''جو کچھ اللہ ان بستی والوں سے اپنے رسول پر پھیر لایا پس اللہ کے، رسول کے، قرابت والوں، یتیموں اور فقیروں کے واسطے ہے تاکہ نہ ہوے ہاتھوں ہاتھ لینا تم میں سے دولت مندوں کے واسطے۔'' (الحشر:۷)

Marfat.com

اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ فدک آنحضرت ﷺ کی ملکیت نہ تھا اور فدک (مال غنیمت) کا مال ملکیت ہوتا بھی نہیں، اگر بالفرض ایسا مان بھی لیا جائے تو حدیث شریف "ہم معاشرہ انبیاء اپنا ورثہ نہیں چھوڑتے۔ ہمارا متروکہ صدقہ ہوتا ہے۔" یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فدک کو وقف کر دیا تھا اور اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ آپ نے وقف نہیں فرمایا، تو حضرت سیدہ کا حق نصف فدک ہوا نہ کہ سارا جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے۔

مجتہد صاحب نے کہا یہ حدیث نص قرآن کے خلاف ہے اور آیت پڑھی:

وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ (۱۶:۹)

آپ نے جواب دیا کہ یہاں وراثت دینی مراد ہے۔ انہوں نے پوچھا اس تخصیص کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کی بہت سی اولاد تھی باقی اولاد کو محروم کر کے صرف ایک کو وارث بنانا پیغمبر کی شان کے خلاف ہے لہذا تخصیص کا قرینہ سلیمان علیہ السلام کی نبوت کی تخصیص ہے نیز نحن معاشر الانبیاء لا نورث کے معنی یہ ہیں کہ انبیاء کا وارث غیر نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر نبی کا وارث نبی ہو تو اس حدیث کے خلاف نہیں اور اس کی دلیل معاشر الانبیاء سے ملتی ہے لہذا یہ حدیث شریف کی تائید کرتی ہے نہ کہ تردید۔

سیاحت

۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۱ء میں آپ کے پیرو مرشد حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کا وصال ہوا۔ شیخ کے فراق میں آپ کا یہ حال تھا کہ نماز ادا کرتے وقت یا وظائف پڑھتے وقت یا باتیں کرتے ہوئے حتیٰ کہ اٹھتے بیٹھتے آپ پر گریہ طاری رہتا۔ اس صورتحال کے پیش نظر گولڑہ شریف میں درس و تدریس کا کام بڑے بڑے شاگردوں نے سنبھال لیا۔ اب آپ کی یہ حالت ہوگئی کہ کئی کئی مہینے متواتر غائب رہتے اور پتہ نہ چلتا کہ

Marfat.com

کہاں ہیں۔ کبھی اچانک واپس آ جاتے اور مختصر قیام کے بعد پھر کہیں گم۔ اولاً یہ سلسلہ لاہور اور پنجاب کے دیگر شہروں تک محدود رہا مگر پھر ہندوستان کی طرف رخ فرمایا اور حضرت خواجہ بزرگ غریب نواز اجمیریؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے جہاں سے اشارہ غیبی کے تحت واپس تشریف لا کر حجاز مقدس کا سفر اختیار فرمایا۔

سفر حجاز

۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء میں آپ حجاز روانہ ہوئے۔ حجاز میں آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے درس میں بھی شریک ہوتے۔ ایک روز حاجی صاحب نے بنائے کشف آپ سے فرمایا کہ عنقریب سرزمین ہند میں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے جس کا سدباب آپ کی ذات سے متعلق ہے اگر اس وقت آپ اپنے وطن میں خاموش بھی بیٹھے رہو تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے! چنانچہ آپ وطن واپس تشریف لائے۔ اگلے ہی سال ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے مناظر اسلام، مامور من اللہ اور مجدد کے دعووں سے آگے قدم بڑھا کر مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ اب انکشاف ہوا کہ حاجی امداد اللہ صاحب کی مراد قادیانی فتنہ تھا۔

قادیانیت سے ٹکر

''ملفوظات طیبات'' میں درج ہے کہ حضرت پیر صاحبؒ نے فرمایا: ''عالم رویا میں آنحضرت ﷺ نے مجھے مرزا قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔''

Marfat.com

سراج الاولیاء حضرت باباجی عبدالغفورؒ

دریا شریف (اٹک)

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ اپنے پیر و مرشد کے علاوہ جن اولیائے کاملین سے فیض حاصل کرنے کا اکثر ذکر فرماتے ان میں دریا شریف ضلع اٹک کے مرد کامل سراج الاولیاء، سید الاصفیاء، قطب الاقطاب حضرت باباجی محمد عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی خاص طور پر نمایاں ہے۔ حضور باباجی سید طاہر حسین شاہ ان کا ذکر فرماتے ہوئے اکثر آبدیدہ ہو جاتے۔ آپ اپنے بعض مقربین کو دریا شریف حاضری کی تلقین بھی فرماتے۔ حضرت باباجی عبدالغفورؒ کا وصال بھی اسی ماہ جمادی الآخر میں ہوا چنانچہ ذیل میں اس ولی کامل کے مختصر حالات زندگی اور ان دونوں بزرگوں کی باہمی مودت اور تعلق کے متعلق چند سطور ہدیہ قارئین ہیں۔

سراج الاولیاء قطب الاقطاب حضرت باباجی عبدالغفورؒ ایک علمی و روحانی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد استاد العلماء حضرت محمد جی صاحبؒ حضرت اعلیٰ گولڑویؒ سے نسبت رکھتے تھے۔ آپ علم المیراث میں امام مانے جاتے تھے۔ علماء اور صلحاء کا جم غفیر ان کے گرد جمع رہتا تھا۔ باباجی حضرت عبدالغفورؒ حفظ قرآن کے بعد کامرہ شریف، اکھوڑی اور رام پور میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔

دور طلب علمی سے ہی تقویٰ و پرہیز گاری آپ کا شیوہ تھا۔ ان دنوں بھی تراویح میں قرآن مجید سنانے کا معاوضہ نہ لیتے۔ سن رشد سے لے کر تا وقت رحلت جماعت سے

Marfat.com

تکبیر اولیٰ سے قضا نہ کی جب شکر درہ میں حفظ قرآن کے لیے تشریف لے گئے تو سولہ میل کی مسافت میں ہر مقام پر نوافل ادا کرتے گئے۔ راہ چلتے دائیں بائیں یا پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے۔

اولیاء کاملین کی توجہ

آپ بچپن میں حضرت خواجہ احمد میرویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے آپ کی پیشانی سے سعادت کے آثار معلوم کر لئے۔ بڑی مہربانی فرمائی اور اپنا لعاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا۔ اسی طرح حضرت خواجہ عبدالرحمٰن چھوہرویؒ سے اس بچے پر اتنی شفقت کی وجہ پوچھی تو فرمایا۔ اس بچے نے وقت کا قطب بننا ہے اس کا فیض دور دور تک پھیلنا ہے۔ آپ نے حضرت پیر صاحب مانکی شریف کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کی زیر تربیت رہ کر مجاہدات و ریاضات میں مشغول رہے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ حضرت باباجیؒ برہ شریف والوں سے تربیت روحانی حاصل کرتے رہے جب وہ وفات پا گئے تو خواجہ حسن سواگؒ اور ان کے پوتے حضرت غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔

مجاہدات اور ذوق عبادت:

حضرت خواجہ حسن سواگؒ کا روضہ تیار ہوا تو آپ بھی اینٹیں اٹھاتے اگر کوئی اور یہ کام لینا چاہتا تو فرماتے تم اپنے حصے کا کرو میں اپنے حصے کا، مجاہدات کے حوالے سے فرماتے کہ زمین کا سینہ ہل سے چھلنی ہوتا ہے تب فصل لہلہاتی ہے اور زمیندار خوش ہوتا ہے۔ تراویح میں معمول تھا کہ پانچ پاروں سے کم نہ سنتے۔ جمعرات آتی تو فرماتے آج مبارک رات ہے۔ ختم شریف ہو جانا چاہیے۔ بڑھاپے میں بھی کھڑے ہو کر سنتے، معذور اور بیماروں کے لیے الگ مختصر تراویح کا انتظام تھا۔ آپ نے کئی چلے بھی فرمائے، صبح روزہ رات قیام اور باقی وقت موسمی شدت کے باوجود تسبیح خانہ میں گزارتے۔

آپ اکثر فرماتے ''اپنا گھر یا پیر کا در'' یعنی اپنے گھر رہنا چاہیے یا جائے پیر کے

Marfat.com

در پر جائے۔ آپ جب پیر خانہ جاتے تو راستہ میں کسی کے گھر قیام نہ کرتے۔ مسجد میں ٹھہرتے، کھانا پکوا کر ساتھ لے جاتے، راستے میں غرباء میں کھانا اور رقم تقسیم کرتے جاتے۔

آپ اکثر دنیا کی بے ثباتی پر یوں گفتگو فرماتے کہ دل پسیج جاتے اور سخت دل بھی رونے لگتے، عموماً پنجابی کا یہ شعر پڑھا کرتے۔

دس دنیا تے گھر کیہڑا ای
ایہہ اجڑ گیاں دا ویہڑا ای

آپ کے دو جوڑے تھے، پھٹ جاتے تو خود سی لیتے، آپ کا معمول تھا کہ روٹی کے چار ٹکڑے کرتے صرف چوتھا حصہ تناول فرماتے، وظائف سے فارغ ہوتے تو لانگری سے پوچھتے مہمان ہیں یا نہیں اگر کبھی لانگری صاحب کہتے کہ آج مہمان نہیں ہیں تو سخت پریشان ہو جاتے اور کہتے کہ آج کچھ ناراضگی ہے کہ مہمان نہیں بھیجے اور ایسے افسردہ ہوتے جیسے بہت بڑا نقصان ہو گیا ہو۔

خدمت دین اور تواضع

آپ کو تعلیم قرآن کا بڑا شوق تھا۔ اتنے طلباء آپ کے درس سے فارغ ہوئے کہ علاقہ میں مثل مشہور ہوگئی کہ پتھر اٹھاؤ تو نیچے سے حافظ برآمد ہوگا۔

آپ رات گیارہ بجے تک طلباء کو پڑھاتے، جب چھٹی کے بعد طلباء سو جاتے تو آپ اٹھ کر مسجد کی صفائی کرتے۔ نالیوں کو صاف کرتے، پانی نکال کر طلباء کے چالیس پچاس کوزے بھرتے۔ آپ طلباء کی ایسی تربیت فرماتے اور تہجد و نوافل کا پابند اور مسجد کا ایسا خادم بنا دیتے کہ انہیں کسی اور شغل میں لذت نہ ملتی۔

حضرت قبلہ باباجی عبدالغفورؒ کے آٹھ صاحبزادے ہیں اور سب حافظ قرآن اور علوم دینیہ کے حامل ہیں۔ حضرت اپنے بیٹوں کو خود داری اور غیرت فقر کی عملی تربیت یوں دی کہ جب ان میں سے کوئی رمضان المبارک میں کسی قریبی گاؤں میں قرآن سنانے جاتے تو فرماتے افطاری گھر سے کر کے جاؤ اور سحری گھر سے آ کر کھایا کرو۔

Marfat.com

آزمائشیں اور حضرت گولڑویؒ کی روحانی مدد

گاؤں کا ایک مولوی جس کے بڑے ملکوں اور افسران بالا کے ساتھ تعلقات تھے۔آپ سے حسد کرنے لگا اور درپے آزار ہوا۔آپ اور آپ کے صاحبزادوں پر یکے بعد دیگرے کئی جھوٹے مقدمات دائر کرتا رہا لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ہر مقدمے سے سرخروئی نصیب ہوتی رہی۔زمین کے ایک مقدمہ میں فیصلہ آپ کے خلاف ہوا تو سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے خواب میں اپنے ایک مخلص رحمت جی بابا جی صاحب کو فرمایا کہ مقدمہ کا مختار نامہ تم لے کر خود لڑو چنانچہ حضرت اعلیٰ گولڑویؒ کے روحانی تصرف سے اس کا فیصلہ بھی آپ کے حق میں ہو گیا۔

توکل اور توحید پرستی:

فریق مخالف ہر مقدمہ میں افسران کے پاس سفارشوں کے ڈھیر لگا دیتا لیکن حضرت بابا جیؒ اور آپ کے فرزندان گرامی نے کبھی سفارش نہیں کروائی۔ایک دفعہ آپ کے ایک مخلص مرید نے آپ کو بتائے بغیر تھانیدار کے پاس کسی کی سفارش پیش کی۔حضرت کو خبر ملی تو تھانیدار کو پیغام بھیجا کہ سفارش ہم نہیں لائے، سفارشی اپنی مرضی سے آئے ہیں، تمہاری جیسی مرضی ہے کرو۔

ایک دفعہ ملک محمد اسلم ایم این اے کے والد آپ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اپنے مقدمات میرے حوالے کر دیں۔فرمایا کس طاقت کے زور پہ آپ یہ مقدمات نمٹائیں گے۔وہ خاموش ہو گئے، آپ نے فرمایا یہ طاقت اللہ نے دی ہے نا۔انہوں نے کہا جی یہ طاقت واقعی اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔فرمایا تو کیا اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہے کہ ہماری نہ سنے گا۔

دشمن سے سلوک

آپ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے

Marfat.com

ہر کہ در راہ من خارت نہد من گل نہم
او سزائے خار یا بد من جزائے گلبرم

یعنی جو میرے راہ میں کانٹے رکھتا ہے، میں پھول رکھتا ہوں، اسے کانٹوں کی سزا اور مجھے پھول رکھنے کی جزا مل جائے گی۔ آپ کا عمل مبارک ہمیشہ اس کے مطابق رہا، بے شمار جانثار محبین رکھنے کے باوجود آپ نے اس مخالف مولوی صاحب کو کبھی ایذا نہیں پہنچائی بلکہ بادشمناں مدارا پر عمل پیرا ہے۔

ان مولوی صاحب کے گھر کا راستہ مسجد کے قریب گھاٹی سے گزرتا تھا۔ ایک مرتبہ بارش کی وجہ سے شدید پھسلن تھی، رات کا وقت تھا، آپ مسجد سے باہر نکلے دیکھا کہ مولوی صاحب پھسلتے جا رہے ہیں۔ آپ نے لالٹین آگے کر کے فرمایا بھائی صاحب اس طرف راستہ صحیح ہے، آپ روشنی میں ادھر ہو جائیں۔

وصال

روشنی بکھیرتا یہ آفتاب طریقت کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۹ جمادی الثانی ۱۳۹۷ھ چاشت کے وقت نفل ادا فرما کر دنیا کی نظر سے اوجھل ہو گیا۔

مکشوفات کرامات

آپ بڑے صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی بے شمار کرامات زبان زد عام وخاص ہیں۔ حضرت صاحبزادہ سلطان محمود صاحب نے آپ کی سوانح پر لکھی گئی کتاب ''لمعات نور'' میں بہت سی کرامات کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ فیض القرآن دریا شریف ضلع اٹک نے شائع کی ہے۔ لاہور میں مکتبہ زاویہ 10 مرکز اویس سستا ہوٹل دربار مارکیٹ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

سیاح حرمینؒ کی دریا شریف حاضری:

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ سے حضرت اعلیٰ گولڑویؒ نے اپنے مرض

Marfat.com

وصال میں فرمایا تھا کہ آپ کا حصہ دریا شریف میں ہے۔ تاریخ تو معلوم نہیں البتہ تصوف کے یہ عظیم سیاح جب دریائے رحمت شریف میں پہنچے تو حضرت باباجی عبدالغفورؒ کو خانقاہ سے باہر اپنا منتظر پایا۔ انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا۔ قربان جائیں بھیجنے والوں پر اور قربان جائیں آنے والوں پر۔ اس پہلی ملاقات میں ہی اس مرد کامل نے باباجیؒ پر نوازشات کی بارش کردی۔ اس کے بعد باباجیؒ کئی مرتبہ دریا شریف میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے رہے۔

ایک حاضری کی دلچسپ روداد

4 چک رسالہ ضلع شیخوپورہ کے سید منصور شاہ صاحب اور صوفی عبداللطیف صاحب دریا شریف کے ایک سفر میں حضور باباجیؒ کے ہمراہ تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب لاہور سے روانہ ہوئے تو آپ کا سفری بستر کنڈیکٹر نے زبردستی چھت پر رکھوا دیا اور اس کی حفاظت کا خود ذمہ لے لیا لیکن جب ہٹیاں سٹاپ پر اترے تو بستر ندارد۔ اب کنڈیکٹر اس کا ذمہ دار ہی نہیں بن رہا تھا بلکہ یہ بداخلاقی پر اتر آیا اور بستر رکھنے سے ہی انکاری ہو گیا۔ باباجان نے جلالیت میں اپنے عصائے مبارک سے بس کے سامنے ایک لکیر کھینچ دی اور فرمایا، بس آگے گزار کر دکھاؤ، بس کھڑی رہی، اب وہ منت سماجت پر اتر آیا اور بستر کی قیمت دینے پر تیار ہو گیا لیکن باباجانؒ نے معاف کر دیا اتنے میں پیچھے سے ایک ویگن گرا ہوا بستر اٹھا کر لے آئی۔

منصور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ہم دریا شریف پہنچے تو دیکھا کہ حضرت کے صاحبزادگان باہر استقبال کے لیے موجود ہیں۔ انہیں حضرت باباجی عبدالغفورؒ نے ہی استقبال کے لیے مقرر فرمایا تھا۔ حالانکہ ہمارے آنے کی پہلے کوئی اطلاع نہ تھی۔ ہم نے جوتے اتارے تو صاحبزادگان نے اٹھا لیے اور ہمارے آگے آگے الٹے قدم چلنے لگے اس سے جہاں اس مرد کامل کی تربیت اور آداب طریقت کا پتہ چلتا ہے۔ وہاں اس ولی کامل اور ان کی اولاد کی نظر میں حضور باباجیؒ سید طاہر حسین شاہؒ کی قدر و منزلت کا اندازہ بھی

Marfat.com

ہوتا ہے۔ یہی صاحبزادگان باباجیؒ کے وصال سے کچھ عرصہ پہلے جوہر آباد شریف تشریف لائے تھے۔ باباجیؒ نے انہیں اپنا مویشی خانہ دیکھنے کے لیے بھیجا۔ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ مویشی خانہ سے صاحبزادگان الٹے قدم باہر آئے۔ انہوں نے حضو باباجیؒ کے مویشیوں کی طرف پیٹھ بھی نہ ہونے دی۔ جملہ معترضہ کے بعد اصل واقعہ کی طرف لوٹتے ہیں کہ جب حضرت باباجی عبدالغفورؒ صاحب کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے مسکرا کر فرمایا کہ بستر راستہ میں گرا آتے ہو۔ باباجانؒ نے کہا حضور آپ پہنچا بھی دیتے ہیں۔

حضور باباجی عبدالغفورؒ صاحب کا حضور باباجیؒ کے ساتھ خاص روحانی تعلق تھا، وہ بڑی محبت اور احترام کے ساتھ پیش آتے بلکہ آپ کے ساتھ آنے والوں پر بھی بڑی نظر کرم فرماتے اور واپسی پر ہر ایک کو کچھ رقم لفافے میں تھما دیتے۔

آپ نہایت خلیق اور متواضع طبیعت کے بزرگ تھے، سادات کا بہت احترام کرتے، حضرت باباجیؒ نے کہا حضرت اس منصور شاہ کے لیے دعا فرمائیں اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیں، یہ سید بچہ ہے منصور شاہ صاحب نے بتایا کہ حضرت عبدالغفورؒ میرے ہاتھ پکڑ کر چومنے لگے۔ دریائے رحمت شریف کے اس مرد کامل نے مجھے حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کے روحانی مقام سے آگاہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ وقت کے قطب ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمد احسن صاحب کی روایت کے مطابق باباجیؒ نے انہیں بتایا کہ ایک مرتبہ دریا شریف حاضری ہوئی لیکن حضرت سے ملاقات نہ ہو سکی۔ انہیں دنوں عمرہ کے لیے گئے۔ جدہ پہنچے تو خواب میں حضرت باباجی عبدالغفورؒ صاحب کی زیارت ہوئی فرمایا۔ سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں ہمارا بھی سلام نیاز پیش کریں۔ باباجیؒ نے بتایا کہ جب آقائے دو جہاں کی بارگاہ میں آپ کا سلام پیش کیا گیا تو جو کیفیت نصیب ہوئی بیان نہیں کی جا سکتی۔

Marfat.com

سراج الکاملین حضرت سید فیض محمد قندھاریؒ

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ نے جن اولیائے کاملین سے فیض حاصل کیا ان میں سلسلہ نقشبندیہ کے ایک عظیم ولی سراج الکاملین حضرت خواجہ سید فیض محمد المعروف پیر قندھاریؒ کا نام آتا ہے۔ حضرت پیر قندھاریؒ کے پوتے جناب سید پرویز شاہ صاحب قندھاریؒ ڈی ایس پی لاہور نے راقم سے ایک ملاقات میں بتایا تھا کہ حضرت باباجیؒ سادات کی نسبی عظمت وشان اور ذاتی فضائل وکمالات کے باوجود اتنے متواضع تھے کہ جن دنوں آپ حضرت پیر قندھاریؒ کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کر رہے تھے آپ روزانہ صبح کے وقت چھڑکاؤ کرتے جھاڑو دیتے اور تاندلیانوالہ شہر جاتے اور لنگر کے لیے سبزی کا بورا اپنے سر پر اٹھا کر لاتے۔ ذیل میں اس مخدوم اولیاء کے حالات کے متعلق چند سطور ہدیہ قارئین ہیں۔

افغانستان کے شہر قندھار سے مشرق کی چالیس میل کے فاصلے پر ایک قلعہ سیداں میں سادات گھرانہ کے ایک مرد صالح سید امیر محمد شاہؒ کے ہاں ۱۸۵۰ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آثارِ ولایت پیشانی سے نمایاں تھے۔ آپ بچپن سے ہی دوسروں سے الگ تھلگ ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ چنانچہ عبادت اور ذکر کا شوق دیکھ کر گھر میں آپ کے لیے ایک الگ کمرہ وقف کر دیا گیا تھا۔

حصول علم کے دوران ہی آپ کو شیخ طریقت کی جستجو رہنے لگی خواب میں اشارہ پاکر آپ حضرت رحم دلؒ کی خدمت میں موضع صوخہ حاضر ہوئے اور بیعت سے مشرف

Marfat.com

ہو گئے۔ بعدازاں قندھار میں جا کر تحصیل علم میں منہمک ہو گئے اور قلیل مدت میں علوم متداولہ میں دسترس حاصل کر لی۔

حصول علم کے دوران بھی عبادت ذکر اذکار اور مجاہدوں میں مصروف رہتے تھے۔ ۱۸۷۰ء میں آپ کے شیخ نے خلافت سے نواز کر ہندوستان جانے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ بی کے راستے کوئٹہ، جیکب آباد، شکار پور، سکھر، بہاولپور، بنوں اور نوشہرہ پہنچے اور نوشہرہ میں حضرت کا کا صاحبؒ کے مزار مبارک پر چلہ کشی کی۔ یہاں سے سرہند شریف حاضری کے بعد ہندوستان کے تمام شہروں میں اکابر اولیاء کے مزارات پر حاضر ہوئے اور کئی مقامات پر چلہ کشی فرمائی۔

آپ کی ولایت کی خوشبو ہر طرف پھیلنے لگی تو عقیدت مندوں کی درخواست پر آپ شاہدرہ لاہور میں مقیم ہو گئے اسی دوران آپ کی شادی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے خاندان میں ایک پارسا خاتون کے ساتھ ہوگئی۔ کچھ عرصہ شاہدرہ میں اقامت پذیر رہے لیکن جب زائرین کی کثرت ہوگئی تو احباب کے شدید تقاضوں کے بعد آپ تاندلیانوالہ کے قریب چک مجھیانہ حال فیض آباد شریف میں منتقل ہو گئے۔ زندگی کے آخری سولہ سال حضور یہیں اقامت گزیں ہو کر خلق خدا کو فیوضات سے نوازتے رہے۔ ہمارے ممدوح سیاح حرمین حضرت باباجیؒ سید طاہر حسین شاہؒ بھی یہیں حاضر ہو کر فیض یاب ہوتے رہے۔

حضرت باباجیؒ کو حضرت پیر قندھاریؒ کے خانوادے سے کتنا پیار تھا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جس کے راوی حضرت پیر قندھاریؒ کے پوتے سید پرویز شاہ صاحب ہیں وہ فرماتے ہیں۔ ''کہ غالباً 74-1973ء کی بات ہے کہ میں تھانہ لنڈیانوالہ ضلع فیصل آباد میں بطور ایس ایچ او فرائض سرانجام دے رہا تھا کہ ایک دن کار میں ایک بزرگ تشریف لائے ملاقات ہوئی مجھے غور سے دیکھا اور فرمایا کیا تمہارا نام پرویز شاہ ہے حیران ہوتے ہوئے میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا یہاں تھانے کے سامنے سے کئی بار

Marfat.com

گزرتے ہوئے عجیب سی کشش ہوتی تھی آج بھی گزر رہا تھا کشش ہوئی میں نے خیال کیا ضرور کوئی اپنا آدمی ادھر رہتا ہے چنانچہ ملنے چلا آیا۔

حضرت باباجیؒ گذشتہ صدی ہجری میں اپنی روحانی منازل کی تکمیل کے لیے وقت کے کاملین کی خدمت میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ میرے دادا جان حضرت خواجہ فیض محمد قندھاریؒ کے ہاں بھی کچھ مدت تک رہ کر فیوضات حاصل کرتے رہے۔ سادات کی نسبی عظمت وشان کے باوجود تواضع کا یہ عالم تھا کہ ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہتے۔ ان دنوں میری عمر دو سال کے لگ بھگ تھی۔ میں نے بزرگوں سے سنا کہ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ مجھ سے بڑا پیار کرتے اور اکثر مجھے گود میں اٹھا کر کھلاتے بھی تھے۔ چنانچہ اسی محبت اور تعلق کا اعجاز تھا کہ حضرت شاہ صاحب آج مجھے ملنے کھنچے چلے آئے۔ میں جھاوریاں ضلع سرگودھا میں تعینات تھا۔ شاہ صاحب قبلہؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ مجھے اکثر ہمارے بزرگوں کے حالات سناتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ خود مجھے بتایا کہ حضرت قندھاریؒ نے مجھے فرمایا کہ تم نے آخر جوہر آباد میں سیٹل ہونا ہے۔

حضرت پیر قندھاریؒ کا کوئی وقت یاد خدا اور ذکر وفکر سے خالی نہیں گزرتا تھا۔ عقیدت مندوں میں بیٹھتے تو اکثر مراقبہ میں بیٹھتے۔ فرائض واجبات اور سنتوں کے بعد نفلی عبادتوں میں مراقبے کو زیادہ ترجیح دیتے اور فرماتے باقی نفل عبادتوں سے ثواب ملتا ہے اور مراقبہ سے خدا ملتا ہے۔

جب گفتگو فرماتے تو شریعت وطریقت کے آداب اور حقوق کی بات کرتے معمولات اور وظائف کی نہایت پابندی فرماتے آخری عمر میں دیگر وظائف میں درود وسلام کی بہت کثرت فرماتے۔

زندگی مبارک کے آخری سالوں میں سالانہ عرس مبارک پر روحانی تبرکات کی زیارت کرایا کرتے۔

جائے نماز

Marfat.com

اس کے متعلق روایت ہے کہ ایک مرتبہ شدید بیماری سے شفایابی کے بعد سید دوعالم ﷺ نے زیارت کا شرف بخشا۔ آپ ﷺ جس جائے نماز پر تشریف فرما ہوئے تھے۔ اس کی عام زیارت کی اجازت بھی آقا ﷺ سے لے لی تھی۔

مبارک شیشی

ایک انچ لمبی شیشی کو سالانہ عرس مبارک پر ہتھیلی پر رکھ کر لوگوں کو دکھاتے۔ اس وقت آپ پر خاص کیفیت ہوتی اور آنکھوں سے آنسو برسنے لگتے۔ وصال سے ایک رات قبل صندوق سے شیشی نکلوا کر دائیں ہاتھ میں پکڑی بائیں پہلو کی طرف کے جا کر مٹھی کو کھول دیا جیسے کسی کو پکڑائی جاتی ہے لیکن پکڑنے والا دکھائی نہیں دیا اور ہاتھ مبارک شیشی سے خالی تھا یہ شیشی سربستہ راز ہی رہی۔

تاجدار کائنات ﷺ سے عشق

ایک عورت آپ کے گھر میں قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھی۔ موسم سرما تھا اور اسے سردی لگ رہی تھی حضرت نے اسے اپنا کمبل اوڑھا دیا۔ اس عورت کی حالت بدل گئی اور اس پر وجد طاری ہوگیا۔ آپ نے فرمایا کمبل اتار دو۔ کمبل اتارا گیا تو اسے ہوش آ گیا پوچھنے پر کہنے لگی عجیب انوار و تجلیات کی بارش تھی۔ اس واقعہ کے حوالہ سے مولانا محمد عالم صاحب نے آپ کی مجلس میں ایک روایت سنائی کہ ایک روز حضور ﷺ گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور کے کپڑوں کو چھو کر حیرت دیکھنے لگیں۔ آپ نے فرمایا عائشہؓ کیا بات ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ باہر بارش ہو رہی ہے مگر آپ کے کپڑے خشک ہیں۔ آپ نے فرمایا تمہارے سر پر کیا عرض کی حضور ﷺ کی چادر ہے فرمایا باہر ظاہری بارش نہیں بلکہ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے جو تمہیں اس چادر کی وجہ سے دکھائی دے رہی تھی۔

حضرت پیر قندھاریؒ نے مولانا محمد عالمؒ کی زبانی یہ واقعہ سنا تو زار و قطار رونے لگے آپ کا اس قدر گریہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا سچ یہ ہے۔

Marfat.com

روح ایماں مغز قرآں جان دیں
ہست حب رحمۃ للعالمیں

آپ کی بے شمار کرامات اور روحانی کمالات مشہور ہیں جن کی تفصیلات دیکھنے کے لیے آپ کے سوانح مبارک پر لکھی گئی کتاب ''الفیض'' ملاحظہ فرمائیں جسے فیض آباد شریف چک ۱۱۴ گ ب نزد منڈی تاندلیانوالہ ضلع فیصل آباد سے شائع کیا گیا ہے۔

سال تک اپنے انوار سے دنیا کو منور کرنے والا یہ آفتاب ولایت 6 جنوری 1961ء کو بعد از نماز تہجد دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اولاد امجاد

آپ کے تین فرزند اور تین ہی بیٹیاں ہوئیں۔ بڑے بیٹے سید عبدالکریم بچپن میں ہی وصال فرما گئے جبکہ دوسرے بیٹے پیر طریقت حضرت خواجہ سید حسین علی شاہ دامت برکاتہم حضرتؒ کے نائب اور سجادہ نشین ہیں جبکہ فرزند اصغر صاحبزادہ پیر سید عبدالغفور شاہ صاحب مدظلہ ہیں۔ سید پرویز شاہ قندھاریؒ صاحب انہیں کے فرزند ہیں۔

خلفاء

آپ کے خلفاء کرام میں قدوۃ السالکین سراج العارفین حضرت صوفی محمد صدیقؒ مرولہ شریف ضلع اوکاڑہ کو بڑی شہرت نصیب ہوئی آپ کے ذریعے پیر قندھاریؒ کے فیض سے بے شمار دنیا مستفید ہوئی۔ ان کے علاوہ آپ کے خلفاء میں حضرت مولانا خان محمد صاحب دھروڑ شریف حضرت حکیم محمد لطیفؒ چاہ میراں حضرت سید عبدالواحد شاہؒ مہلو کے اوکاڑہ حضرت مولانا سید طالب حسین شاہ، حضرت مولانا عبد المجید صاحبؒ رکھ والا قصور اور مولانا عبدالمجید صاحب کنری سندھ کے نام سے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

حضرت فقیر سلطان علیؒ اور حضرت سیاح حرمینؒ

علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی

شاہ والا شریف کے حضرت خواجہ فقیر سلطان علیؒ اور سیاح حرمین حضرت سید طاہر حسین شاہؒ آپ دونوں ہی آسمان طریقت کے تابندہ ستارے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے چشم و چراغ تھے۔ ہر دو مقدس شخصیات کے روحانی تعلقات بہت ہی مثالی اور مستحکم تھے۔ ہمعصر ہونے کے ساتھ ساتھ دونوں کا وصال بھی جمادی الثانی میں ہوا۔ چنانچہ دونوں کے عرس مبارک بھی اسی مہینے میں ہیں۔ اسی مناسبت سے مجلہ معین الاسلام حضرت فقیر سلطان علیؒ کے صاحبزادے علامہ محمد اسماعیل الحسنی مدظلہ کے اس مضمون کی اشاعت کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

سیاح حرمین، زائر نجف و بغداد فخر سادات ابوالوقت حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ قدس سرہٗ جن دینی شخصیات سے بہت زیادہ متاثر تھے ان میں شاہ والا شریف کے زبدۃ الاصفیاء حضرت خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندیؒ کا نام نمایاں ہے۔ حضرت باباجیؒ اپنی مجالس میں اکثر ان سے روحانی استفادے اور طویل ہمنشینی کا ذکر بڑے خوبصورت انداز میں کرتے ہیں۔ آپ کے رفقاء کے کانوں میں آج بھی یہ تاریخی جملہ گونج رہا ہے کہ حضرت فقیر سلطان علی صاحبؒ کو بہت کم لوگوں نے پہچانا ہے آپ اپنے زمانے کے غوث تھے۔

حضرت ممدوح کے زہد وتقویٰ، طہارت للہیت، خلوص، حق گوئی، ہر آن عبادت گزاری اور کرامات شان خودداری کی داستانیں مزے لے لے کر بیان کرتے تھے۔ ان حضرات کی روحانیت افزاء باہمی ملاقاتوں کا سلسلہ اتنا دراز تھا کہ جس کا اندازہ

Marfat.com

کرنا مشکل ہے۔ اگر یہ بات کی جائے تو قطعاً کوئی مبالغہ نہیں ہوگا کہ حضرت باباجیؒ نے حرمین طیبین کے بعد سب سے زیادہ سفر شاہ والا شریف کا اختیار فرمایا۔ حضرت خواجہ فقیر سلطان علیؒ نے چونکہ اپنے وقت کے مجدد حضرت خواجہ غلام حسن سواگؒ سے سالہا سال تک سلوک و معرفت کی منزلیں طے کی تھیں۔ لطائف، مراقبات، چلہ کشی اوراوراد و وظائف اور آپ کے تعویذات و اجازت انتہائی مجرب و موثر تھیں۔ سورۃ یٰسین کے مختلف النوع اثرات کے آپ عامل کامل تھے۔ حضرت باباجیؒ نے آپ سے ان وظائف بالخصوص سورۃ یٰسین میں خصوصی اجازت حاصل کی۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت باباجیؒ کا سلسلہ آمدورفت بہت بڑھ گیا۔

ایک دفعہ آپ آستانہ عالیہ جوہرآباد میں شدید تکلیف سے دوچار ہوئے۔ مختلف ماہر ڈاکٹر اور معالج حضرات کی بھرپور کشش کارگر نہ ہوئیں۔ سب لوگ سخت پریشانی کا شکار تھے اتنے میں آپ نے احرام باندھا تسمہ دار چپل زیب پا فرمائی اور گاڑی پر سوار ہوکر چل پڑے۔ کافی دیر کے بعد جب واپس تشریف نہ لائے تو خدام آستانہ عالیہ اور متعلقین متفکر ہوئے۔ ہر طرف آدمی دوڑ آئے۔ ٹیلی فون پر رابطے کیے لیکن کسی بھی طرف آپ کی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ آخر صبح کے وقت پتہ چلا کہ آپ نے رات حضرت فقیر خواجہ سلطان علیؒ کے مزار پرانوار پر گذاری۔ صبح شاہ والا شریف کے لوگوں نے آپ کو مسجد میں ہشاش بشاش جلوہ افروز پایا تو خوش و خرم اور ساتھ ہی حیران ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ رات تکلیف بڑھ گئی تھی کوئی علاج کارگر ثابت نہیں ہورہا تھا آخر فقیر صاحبؒ نے اسی حالت میں اپنے مزار پر بلایا اور تکلیف سلب کرلی۔

آپ حضرت فقیر سلطان علیؒ کے اعراس کی تقریبات میں بڑی باقاعدگی کے ساتھ انتہائی شان و شوکت سے شرکت فرماتے۔ تمام نشستوں میں شریک رہتے اور مجلس کی رونق کو دوبالا فرماتے۔ حل مشکلات کے لیے لوگوں کو آپ کے مزار پرانوار اور آستان مبارک بھیجتے۔ آپ کے معتقدین، علماء اور مشائخ کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہے دیگر حضرت سلطان علیؒ کے تعلق کی وجہ سے آپ کے صاحبزادگان کے ساتھ امتیازی حسن

Marfat.com

سلوک، عزت افزائی اور حد درجہ مہربانی کے ساتھ پیش آتے اور انہیں سب سے زیادہ نمایاں مقام عطا کرتے۔ سفر وحضر میں رفاقت کا شرف بخشتے انتہائی محبت بھرے انداز میں زبردست تحسین وتعریف فرماتے۔

بیماری وتکلیف میں لوگوں کو ان کی طرف رجوع اور تعویذات ودم بلکہ بیعت کروانے کے لیے لوگوں کو ان کے پاس بھیجتے تاریخی کانفرنسوں میں ان کو مدعو کرتے اور خطابات سن کر بے حد مسرور ہوتے اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ملک محمد حیات کو بلر، حاجی سلطان احمد صاحب اور حاجی محمد خان کے ساتھ آپ کے تعلقات بہت دیرینہ تھے۔ لیکن شاہ والا شریف تشریف آوری کا سب سے بڑا مقصد حضرت خواجہ سلطان علیؒ سے ملاقات اور بعد از وصال آپ کی تربت نامدار کی زیارت ہوتی تھی۔ اگرچہ حلقہ معتقدین اور مخلصین کی کمی نہیں تھی مگر پھر بھی اس بات کا برملا اظہار فرماتے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہمارا یہاں آنا کسی دنیاوی مقصد کے لیے ہے۔ ہم تو یہاں خواجہ فقیر سلطان علیؒ اور ان کی اولاد کے لیے آتے ہیں بعض اوقات تو حرمین شریفین سے واپسی پر سیدھے شاہ والا شریف تشریف لاتے۔

جوہر آباد شریف میں مسجد ومدرسہ اور خانقاہ کی تعمیر کا سارا کام حضرت صاحبزادہ محمد عبدالرحمن الحسنی کی زیر نگرانی پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ معروف قاری قرآن اور استاذ صاحبزادہ محمد امین کو حضرت فقیر سلطان علیؒ کے چھوٹے اور لاڈلے فرزند کی حیثیت سے بے شمار شفقتوں سے نوازتے ذرا تکلیف ہوتی تو قاری صاحب کو بلواتے اور ان کے آنے سے سکون اور راحت محسوس کرتے۔ جوہر آباد میں قاری صاحب کے مدرسہ کے ساتھ بھرپور تعاون فرماتے اور لوگوں کو قرآن حکیم کی تعلیم اور قرأت وتجوید کے فن سے بہرہ ور ہونے کے لیے بچوں کو قاری صاحب کے پاس بھیجنے کا حکم فرماتے۔ جلسہ دستار بندی کے موقع پر شرکت فرماتے قاری صاحب کو ایک مخلص اور عظیم الشان شخصیت کے الفاظ سے یاد فرماتے۔ جامعہ غوث الاعظم کو بھرپور یادگار اور تاریخی نشستوں کے انعقاد سے نوازتے۔ جشن صد سالہ کے انعقاد پر قاری صاحب کے مثالی انتظامات پر بے حد مسرت کا اظہار

Marfat.com

فرمایا۔ کئی دفعہ اپنی دستار مبارک ان کے سر پر سجادی اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

ادھر حضرت خواجہ فقیر سلطان علیؒ بھی باباجیؒ کا حد درجہ احترام کرتے، ناواقف لوگوں کو آپ کے مرتبہ و مقام سے آگاہ کرتے۔ آپ کی زبان حق ترجمان سے یہ الفاظ بھی سنے گئے کہ باباجی طاہر حسین شاہؒ حضرت خضر علیہ السلام کی ڈیوٹی پر ہیں۔ حضرت خواجہ فقیر سلطان علیؒ کی طبیعت میں چونکہ بہت استغنا تھا۔ زیارت کے لیے آنے والے بڑے بڑے امراء، جاگیردار اور وڈیروں کو وہیں بیٹھے بیٹھے الوداع کرتے مگر باباجیؒ جب بھی آپ سے رخصت ہوتے تو آپ انہیں شاہ والا شریف کے اڈے تک پہنچانے جاتے۔

''ولی را ولی می شناسد'' کے پیش نظر دونوں حضرات ایک دوسرے کے مقامات سے بخوبی واقف تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت باباجیؒ حضرت فقیر سلطان علیؒ کے وصال کے بعد بے شمار کرامات بیان فرماتے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت فقیرؒ ہمیں بس پر بٹھانے کے لیے ہمارے ساتھ تشریف لائے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب حضرت باباجیؒ بندیال شریف میں قیام پذیر تھے اور چوہانوں والی خوبصورت اور عظیم الشان مسجد تعمیر کروارہے تھے۔ حضرت فقیر نے فرمایا کہ باباجیؒ آپ پیدل اسی درمیانی راستے سے بندیال روانہ ہوں۔ نماز مغرب وہاں چوہانوں والی مسجد میں باجماعت ادا کریں گے۔ ہم حیران ہوئے کہ آپ کیا فرمارہے ہیں۔ سورج تو غروب ہونے کے قریب ہے اور بندیال شریف تک دواڑھائی گھنٹے کا سفر ہے۔ مگر آپ کے مشورہ پر عمل کر کے چل پڑے تھوڑی دیر میں ملک محمد امیر صاحب بندیال نمبردار جو آپ کے رفیق سفر تھے' سے گفتگو میں مصروف ہوئے۔ دیکھا تو بندیال شہر میں چوہانوں والی مسجد کے پاس پہنچ گئے اور مغرب کی جماعت کھڑی ہو رہی تھی۔ ملک محمد امیر سے کہا کہ فقیر نے زمین کی طنابیں کھینچ دی ہیں۔ ولی کی کرامت سے زمین سکڑ کر رہ گئی ہے اور ہم نے گھنٹوں کا فاصلہ منٹوں میں طے کر لیا ہے۔ اکثر فرماتے تھے کہ میں نے وصال کے بعد فقیر صاحبؒ کو کئی دفعہ مدینہ شریف میں روضہ اقدس پر صلوٰۃ و سلام پیش کرتے دیکھا ہے۔

ایک دفعہ زمانہ طالب علمی میں راقم الحروف اور صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب باباجیؒ کی حج سے واپسی پر ملک المدرسین حضرت مولانا عطا محمد صاحبؒ کے ساتھ ملاقات

Marfat.com

کے لیے چوہانوں والی مسجد میں حاضر ہوئے تو حضرت استاذ العلماء نے فرمایا کہ حج پر کوئی نہ کوئی اچھا خواب دکھائی دیتا ہے۔ آپ نے خواب میں کس کی زیارت کی۔ فرمایا ہمیں تو حج پر حضرت فقیر سلطان علیؒ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔

وصال سے چند روز پہلے حضرت باباجیؒ شاہ والا شریف تشریف لے گئے حضرت فقیر سلطان علیؒ کے روضہ اطہر کے تینوں دروازوں پر ویل چیئر لے گئے اور روضہ شریف کے ہر دروازے پر مراقبہ اور دعا کرتے پھر قاری محمد امین الحسنی کی کوٹھی پر تشریف لے گئے فرمایا کہ ہمارا آخری پھیرا ہے۔ باباجیؒ کے مخلص مرید آپ کے عاشق و مقرب خاص جناب ملک محمد اشرف کو ہلر کے ہاں تاریخی نشست فرمائی۔ ہمیشہ غلام حسین شاکر سے محرر سطور ہذا کا کلام سنتے مگر اس دفعہ صاحبزادہ غلام حبیب آصف صاحب سے ہی نعتیں سنیں۔ راقم اور صاحبزادہ عبدالعزیز صاحب اور چھوٹے عزیزوں کو اپنے پاس پلنگ پر بٹھایا اور صاحبزادہ عبدالرحمٰن صاحب اور صاحبزادہ غلام حبیب کو اپنے اردگرد بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ خوب وصیتیں فرمائیں۔ الوداعی نصیحتوں اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ داد و دہش اور لطف و انعام کی بارش کر دی۔ اچھے خاصے صحت منداور بھلے چنگے تھے۔ مگر دوٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ یہ الوداعی ملاقاتیں ہیں۔ راقم نے گرم واسکٹ کا کپڑا اور حرمین شریفین کے تحائف پیش کیے۔ عطر، کھجوریں قبول فرمالیں اور فرمایا کہ فقیر صاحب یہ گرم کپڑے اب آپ ہی استعمال کریں۔ ہمارا وقت اب ختم ہو گیا ہے۔

معرفت و طریقت اور شریعت و روحانیت کا آفتاب اسلاف کی تابندہ روایات کا علمبردار اپنی فقید المثال تابانیوں اور حشر تک قائم رہنے والی یادگار اور بے پناہ عنایات کے ساتھ ہم سے جمادی الثانی کو جدا ہو گیا۔

یارب وہ ہستیاں کس دیس بستیاں ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

Marfat.com

حضور باباجیؒ کے منظور نظر

ایک ولی کامل حضرت حافظ مظہر قیومؒ کا عطر بیز تذکرہ

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

اعوان ٹاؤن جوہر آباد کے مدرسہ شیر ربانی کے صحن میں فخر سادات سیاح حرمین کی تدفین کی تیاری ہو رہی ہے۔ قبر مبارک کے قریب چار پائی پر آپ ابدی نیند سو رہے ہیں۔ ابھی کچھ ہی دیر بعد یہ آفتاب جیسا چمکتا ہوا چہرہ ہمیشہ کے لیے دنیا کی نظروں سے اوجھل ہونے والا ہے۔ فقیر معینی کو جنازہ کے فوراً بعد شاہ خوباں کی سواری پہنچنے سے پہلے اہلیہ اور بیٹی سعدیہ کے ساتھ مدرسہ میں داخل ہونے اور زیارت کی سعادت کا موقع نصیب ہو گیا۔ مدرسہ کے بند دروازوں کے باہر ایک بے پناہ ہجوم اندر داخل ہونے اور روئے انور کی زیارت کے لیے بے تاب ہے۔ دربان بڑی مشکل سے انہیں روک کر مشائخ اور علماء کے لیے رستہ بنا رہے ہیں۔ فقیر معینی حضور باباجیؒ کے قریب بیٹھا ہے۔ نظر اٹھی تو قریب کھڑے لوگوں میں سفید لباس میں ملبوس ایک نوری پیکر دکھائی دیا۔ چند لمحے فخرِ سادات کے روئے انور کی زیارت کرنے کے بعد یہ فرشتہ صورت انسان اپنی چشمان مبارک پونچھتے برآمدے کی طرف بڑھے۔ کسی نے بتایا کہ یہی وہ مردِ خدا ہیں جنہیں باباجان کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ ایک عجیب قسم کی مقناطیسی لہروں نے مجھے آگے بڑھ کر ان کی دست بوسی کیلئے بے تاب کر دیا۔ لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب دست بوسی کے جواب میں اس قدسی صورت انسان نے میرے گناہ آلودہ ہاتھوں کو بھی اپنے مبارک ہونٹوں کا لمس عطا کر دیا۔

Marfat.com

یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

یہ تھے تواضع کے پیکر، پپلاں شریف کے مرد باصفا حضرت خواجہ حافظ محمد مظہر قیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے میرا پہلا تعارف۔

دوسری دفعہ زیارت کی سعادت نصیب بیربل شریف میں منعقد ہونے والی باباجی کی تقریب چہلم میں ہوئی۔ اس میں طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے آپ کچھ دیر بیٹھ کر تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ محبوب حسین اس تقریب میں شرکت کی دعوت لے کر خود پپلاں شریف گئے تھے۔ اس سفر میں قاری محمد ندیم عابد آپ کے ساتھ تھے۔ ان کی روایت کے مطابق حضرت کے بڑے بیٹے حسن اخلاق اور مہربانی سے پیش آئے۔ صاحبزادہ صاحب نے کچھ نذرانہ پیش کیا جو حضرت نے بلا تامل قبول فرمالیا۔ اس پر قاری محمد ندیم عابد کو کچھ حیرت بھی ہوئی لیکن بوقت روانگی صاحبزادہ صاحب کو حضرت نے ایک سوٹ، جائے نماز اور پیش کی گئی رقم سے زیادہ عطیہ دے کر رخصت فرمایا، تو قاری محمد ندیم عابد پر یہ عقدہ کھلا کہ آپ تو حکم الٰہی کی پاسداری فرمارہے تھے کہ

اذا حييتم بتحية فحيو باحسن منها او ردوها

یعنی جب تمہیں کوئی تحفہ دے تو تم اسے اس سے بہتر تحفہ دو یا ویسا ہی لوٹا دو۔

لاہور میں ہمارے دوست جناب تنویر احمد خان اور پروفیسر غلام احمد خان حضرت سے نسبت روحانی رکھتے ہیں۔ ان سے بھی آپ کے اوصاف سنتا رہتا تھا جس سے طبیعت خدمت عالیہ میں حاضری کے لیے بے تاب رہنے لگی۔

26 مارچ 2005ء کے دن تنویر احمد خان کی گاڑی میں برادرم بشیر احمد خان لودھی تنویر احمد خان ان کی اہلیہ بچوں خدیجہ تصویب اور بادیہ خان پر مشتمل اہل محبت کا یہ قافلہ پپلاں شریف کی طرف رواں دواں تھا۔ تنویر احمد خان گاڑی خود ڈرائیو کر رہے تھے اور میں ان کے ساتھ بیٹھا حضرت کے متعلق ان کی یادوں کو کرید رہا تھا۔

تنویر احمد خان کہہ رہے تھے کہ حضرت کی طبیعت میں جلال و رعب کے ساتھ

Marfat.com

ساتھ گریہ ورقت بھی ہے کئی مرتبہ بات کرتے وقت آپ کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ مجاہدہ اور ریاضت کا معمول دیکھا کہ 21 اور 23 رمضان شریف کو کھڑے ہو کر ایک رکعت میں نو پارے تلاوت فرمائے۔

حضرت کو بیعت کی درخواست کرنے والوں کو فوراً بیعت کرتے نہیں دیکھا ،فرماتے تو نے کیا دیکھا ہے؟ ابھی ٹھہرو، کئی لوگ چودہ چودہ سال کوشش کرتے رہے لیکن بیعت نہ فرمایا۔ میری خوش قسمتی ہے کہ فوراً بیعت کر لیا۔

چونکہ لاہور سے عصر کے قریب روانہ ہوئے تھے۔ رات سرگودھا میں تنویر احمد خان کی ہمشیرہ کے ہاں قیام کے بعد 27 مارچ کو صبح کو قافلہ سرگودھا روانہ ہو کر 9 بجے پپلاں شریف حضرت کے آستانہ پر پہنچ گیا۔

حضرت کے حجرہ کے سامنے گاڑی کھڑی دیکھی، پتہ چلا کہ آپ شہر میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ دل بجھ گیا کہ شاید مجلس کے لیے زیادہ وقت نہ مل سکے۔ اتنے میں حضرت دروازے پر نمودار ہوئے۔ تنویر احمد خان اور بشیر احمد خان دست بوسی کر چکے تو فقیر آگے بڑھا، دست بوسی کی تو حضرت نے بکمال اس گناہ گار کی پیشانی کو بوسہ عطا فرمایا۔ تنویر خان نے تعارف کرایا تو فرمایا اللہ تعالیٰ دین متین کی مزید خدمت کی توفیق بخشے، فرمایا شہر میں ایک تقریب ہے، انشاء اللہ جلد لوٹ آئیں گے۔ تقریباً پونے گیارہ بجے آپ واپس تشریف لے آئے۔ آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے صاحبزادگان جناب پروفیسر احمد حسن صاحب اور صاحبزادہ محمد اشرف صاحب سے مجلس رہی اور ان کے حسن اخلاق اور ذوق مہمان نوازی سے لطف اندوز ہوئے۔ ہر دو صاحبزادگان بڑے خلیق متواضع اور نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

حضرت تشریف لائے تو آپ کی گفتگو سننے کا شرف ملا، نصف کمرہ زائرین سے بھر چکا تھا۔ مجھے آپ سے تین چار فٹ کے فاصلے پر جگہ ملی، آپ گفتگو بہت دھیمے لہجہ میں فرماتے ہیں۔ بسیار کوشش اور قرب ہونے کے باوجود بعض الفاظ سمجھ نہیں پا سکا۔ تاہم آپ

Marfat.com

کی گفتگو سے جتنے گوہر سمیٹ ۔کا قارئین مجلّہ کی نذر کرتا ہوں ۔

ایک نوجوان نے عرض کیا دل ہر وقت پریشان رہتا ہے،فرمایا نماز پڑھا کرو، کہنے لگا پہلے تو نہیں پڑھتا تھا اب شروع کردی ہے ۔فرمایا، بوٹا مرجھا گیا ہو تو اسے ہرا ہوتے ہوتے دیر لگتی ہے ۔فرمایا درخت کو ہرا ہونے کیلئے پانی کی ضرورت ہے اور روح کی تازگی کے لیے ذکر الٰہی کی ضرورت ہے اور اللہ والوں کی خدمت میں حاضری بھی ضروری ہے کہ وہ پتھر دل کو کوٹ کر خاک بنا دیں، پھر آپ نے یہ شعر پڑھے ۔

تو سراسر سنگ بودی دلخراش   آزمو را یک زمانہ خاک باش
در بہاراں کے شود سرسبز سنگ   خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

ایک نوجوان حاضر ہوا آپ نے اسے بھی نماز کی تلقین فرمائی، کہنے لگا نماز پڑھنے کے لیے دل نہیں چاہتا ۔فرمایا تمہارا دل بیمار ہے، کسی دل کے طبیب کے پاس جاؤ جو اس کا علاج کرے ۔آپ نے فرمایا کون سی چیز ہے جس کے کرنے سے جلدی نیکی اور ثواب بھی مل جائے اور منزل تک بھی پہنچا دے ۔تھوڑے وقفے کے بعد خود ہی فرمایا ۔

یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعتِ بے ریا

فرمایا کوئی تو چیز ہے جو قاضی القفاۃ جلال الدین رومیؒ جیسے آدمی کو شمس تبریزؒ کا غلام بنا دیتی ہے، فرمایا۔

نہ کتابوں سے نہ مکتب سے نہ کالج کے ہے در سے پیدا
دیں ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

پھر آپ نے فارسی کا یہ شعر پڑھا:

دین مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب دین از نظر

Marfat.com

ترجمہ: اے بے خبر دین کتابوں میں تلاش نہ کر علم وحکمت تو کتابوں سے میسر آ جاتا ہے لیکن دین کسی کامل کی نگاہ سے ملتا ہے۔فرمایا: لوگ روکتے ہیں کہ ان کے پاس نہ جاؤ کہیں اپنے دل صاف نہ کرالیں۔فرمایا ایک قل خوانی کی محفل میں ہمارے ایک اہل سنت دوست سے ایک مخالف کہنے لگا کہ حضور ﷺ کی قل خوانی کیسے ہوئی۔اس نے مجھ سے ذکر کیا میں نے کہا اسے یہاں لاؤ کہ اس کا دماغ ٹھیک کیا جائے۔

فرمایا: وہ تو ثواب تقسیم کرنے والے ہیں۔ واللہ معطی وانما انا قاسم اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

فرمایا: جو خود تقسیم کرنے والے ہیں وہ ہمارے ثواب کے محتاج نہیں، پھر فرمایا: ثبوت بھی ہے۔مثلاً علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے حضور ﷺ کے صاجزادے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا۔تیسرے دن حضرت ابوذر غفاریؓ جو کی روٹی چھوہارے اور اونٹنی کا دودھ لے کر آئے،سورۃ فاتحہ اور قل شریف پڑھ کر تقسیم کر دیئے۔

مجلس جاری تھی کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ ہمارے ساتھ چند مستورات ہیں اور ہم واپس جانا چاہتے ہیں،انہیں بھی زیارت کا موقعہ بخشیں،اس پر آپ زنان خانہ میں تشریف لے گئے۔

حضرت کے تشریف لے جانے کے بعد آپ کے بڑے صاجزادے جناب پروفیسر احمد حسن صاحب سے نشست رہی۔اس سے پہلے صاجزادہ محمد اشرف صاحب سے بھی گفتگو ہو چکی تھی۔میں نے حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کی ملاقاتوں کے متعلق معلوم کرنا چاہا۔انہوں نے بتایا کہ باباجانؒ سے ہمارے تعارف کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا، ہماری ملاقاتیں کوئی دوسال پر محیط ہیں، کبھی وہ یاد فرمالیتے اور کبھی ہم خود حاضر ہو جاتے،کرسی منگوا کر بٹھاتے۔ایک دفعہ آپ نے یاد فرمایا حاضر ہوئے سب حاضرین کو باہر بھیج کر خلوت میں اپنی نماز جنازہ پڑھانے کا وعدہ لیا۔پھر مسجد لے گئے،دونوں بھائی

Marfat.com

ساتھ تھے، ابا جان قبلہ کو نماز کے بعد حضور باباجی نے فرمایا لوگو! آج ایک ولی کامل کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

آخری ملاقات وصال سے چھ دن پہلے ہوئی، ہم سرگودھا جارہے تھے، فون کیا تو معلوم ہوا کہ باباجانؒ موجود ہیں، حاضر ہوئے فرمایا اچھا کیا جو آگئے، آبدیدہ ہوکر فرمایا اب تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔

صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ جب باباجیؒ حضرت عبدالغفورؒ دریا شریف والوں کا ذکر کرتے تو آنسو بہنے لگتے۔ آپ نے بیان فرمایا تھا کہ ایک دفعہ میں دریا شریف حاضر ہوا، وہاں ملاقات نہ ہوسکی، طبیعت میں ملال آیا۔ عمرہ پر گیا جدہ شریف میں خواب میں زیارت ہوئی، فرمایا: ناراض ہوکر آگئے۔ اچھا حضور ﷺ کی بارگاہ میں میرا سلام پیش کریں، فرمایا جو اس سلام کا مزہ اور کیفیت ہے بیان نہیں ہوسکتا۔

ظہر کی نماز کے وقت حضرت خواجہ **محمد** مظہر قیومؒ گھر سے تشریف لائے۔ نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھا گیا بعد ازاں حضرت کے حجرہ شریف میں آپ کے ساتھ مختصر نشست کا پھر موقعہ نصیب ہوگیا۔

ایک ضعیف العمر شخص اپنے بیٹوں کے ساتھ حاضر ہوا عرض کرنے لگا کہ اس سے پہلے بھی حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے بیعت کرنے کا وعدہ فرمایا تھا، آج بیٹے لے کر اسی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا: بیعت تب کروں گا جب نمازی بن جاؤ گے کیونکہ بیعت کے بعد جتنے اذکار دوں گا وہ نماز کے بعد ہی کرنے ہوں گے۔

اس شخص نے عرض کیا پہلے نماز میں غلط خیال نہیں آتے تھے لیکن اب برے خیال آتے ہیں، اس پر حضرت نے فرمایا اپنے رزق کی پڑتال کرو کہیں اس میں کوئی غلط چیز تو شامل نہیں ہوگئی۔ جس چیز سے خون بنتا ہے وہ حلال اور پاک ہونی چاہیئے۔

اس روحانی اور بابرکت محفل سے اٹھنے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ لیکن میرے

Marfat.com

ساتھیوں کو رات واپس لاہور پہنچنا تھا۔ چنانچہ بادل نخواستہ عصر سے پہلے حضرت سے اجازت لے کر یہ قافلۂ عقیدت واپس لاہور روانہ ہوگیا۔ اس یادگار ملاقات کا تصور آج بھی قلب و روح میں گداز پیدا کر دیتا ہے اور زبان پر بے ساختہ جاری ہو جاتا ہے کہ

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است
افتم بپائے خود کہ بکوئت رسیدہ است
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسداللّٰہی

Marfat.com

سفیر مدینہ

حضرت بابا جی عبدالخالقؒ

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

وہ ابھی فوجی سروس سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ انہیں شاہ عرب و عجم کا بلاوا آ گیا۔

بقول شاعر

آئی نسیم کوئے محمد ﷺ کھنچنے لگا دِل سوئے محمد ﷺ

انہوں نے گھربار، مال و زر اور جائیداد کو اپنے پاؤں کی بیڑی نہ بننے دیا، سب کچھ عزیزوں میں تقسیم کر کے سوئے طیبہ روانہ ہو گئے۔ وہاں سے انہیں ''ابوا'' جانے کا حکم ملا وہ ''ابوا'' جہاں سے سرورِ کون و مکاں گزرتے تو چشمانِ اقدس برسنے لگتیں کہ یہاں ان کی عزیز ترین ہستی آسودہ خاک تھی۔ یہ وہ پاک باز خاتون تھیں جس کے صدف بطن میں اس دُرِیتیم (بے مثال موتی) نے پرورش پائی، وہ رشک فردوس آغوش جس میں آفتاب نبوت اترا۔ جنہوں نے مکہ میں بیٹھے ہوئے قیصر و کسریٰ کے محلات اپنے فرزند کے سامنے جھکتے اور فرشتوں اور حوروں کو سلامی دیتے دیکھا تھا۔ باباجی عبدالخالق نے یہاں آ کر چند بکریاں خریدیں اور اس سیدہ امہات المؤمنین آمنہ رضی اللہ عنہا کے مزار اقدس کے آس پاس اپنی ڈیوٹی سنبھال لی۔ وہ کیسے خوش نصیب تھے جنہیں چرواہے کے روپ میں رحمت دو عالم ﷺ کی والدہ ماجدہ کے مہمانوں کی خدمت کا شرف ملا۔ یوں آٹھ سال گزر گئے اور پھر تاجدار مدینہ ﷺ نے انہیں اپنے شہر بلایا، ان کی بدلی ہو گئی تھی۔ چک سادہ شریف کے سجادہ نشین سید محمد حسن نوری مدظلہ کی اسی دور میں ان سے ملاقات ہوئی تھی انہوں نے باباجیؒ کو یہاں سبزی فروش کے روپ میں دیکھا۔ ولی را ولی می شناسد۔ چنانچہ انہوں نے اس سبزی فروش درویش سے دوستی لگا لی۔ باباجی عبدالخالق کی ڈیوٹیاں بدلتی رہیں لیکن شاہ صاحب کی دوستی اور ملاقات جاری رہی۔ پھر یہ دوستی پگ وٹ بھائی (دستار بدل بھائی) میں تبدیل ہو گئی۔ سیاح حرمین

Marfat.com

بابا جی سیدنا طاہر حسین رحمتہ اللہ علیہ جب انہیں ملے تو وہ کھجوروں کے باغ اور بکریوں کی رکھوالی کرتے تھے۔اس مردِ درویش کے ہاتھوں سے انہوں نے کئی مرتبہ بکریوں کا جام شیر نوش کیا اور تازہ کھجوریں بھی کھائیں۔پھر انہیں آقائے دوجہاں ﷺ کے پیارے چچا سیدنا حضرت حمزہؓ کے مزار اقدس کے قریب بلالیا گیا۔جبل احد کے قریب ٹھیکے پر لئے گئے کھجوروں کے باغ سے انہیں مدینہ منورہ کے اس روحانی گورنر کا قریب ہی مکان بھی نصیب ہوگیا۔وہ اکثر و بیشتر خصوصاً ہر بدھ کے روز وہاں حاضری دیتے،سیدنا حضرت حمزہؓ کے زائرین میں جلیبیاں تقسیم کرتے اور مسجد نبوی میں ہر پیر اور جمعرات کو سفرہ (دسترخوان) پر اپنے باغ کی کھجوریں حضور ﷺ کے مہمانوں کی نذر کرتے۔

چند سال قبل جب برادرم حکیم محمد طاہر چاند پوری مسجد نبوی میں بابا جی عبدالخالق صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے اور نماز کے بعد وہیل چیئر پر انہیں ان کی رہائش گاہ پر لے جانے کی سعادت پائی تو ان کا کمرہ کھجوروں سے بھرا دیکھا۔چند ملاقاتوں نے برادرم طاہر کو ان کا گرویدہ بنا دیا۔وہ اکثر بڑی محبت سے ان کا تذکرہ کرتے رہتے۔اور پھر ایک رات انہیں خبر ملی کے بابا جی ڈسکہ میں راحت فیملی ہسپتال کے ڈاکٹر خادم حسین کے ہاں تشریف لائے ہیں۔اگلی صبح نیشنل ہاؤس کے شیخ محمد اقبال،حکیم محمد طاہر چاند پوری اور سید شاہ محمد ہمدانی کے ہمراہ ڈسکہ میں مجھے بھی اس مقبول خدا اور مقرب رسول ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔حسن اخلاق اور شفقت کا پیکر سامنے تھا۔چہرے سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔بارگاہ نبوی کے ادب میں ڈھلی ہوئی آواز سمجھنے میں دشواری پیش آرہی تھی۔مجھے انہوں نے اپنے قریب بیٹھنے کا شرف بخشا تو عرض کیا حضور اپنی زندگی کا کوئی اہم واقعہ بیان فرمائیں۔فرمایا: محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کو رہا کروانے پاکستان آیا تھا۔اتنا کہہ کر خاموش ہوگئے عرض کی حضور آپ کی ڈیوٹی لگی تھی؟ فرمایا ہاں اور پھر ڈاکٹر عبدالقدیر خاں کی تعریف اور یہود و نصاریٰ کی مذمت میں دو چار جملے فرما کر مہر بہ لب ہوگئے۔تب پتہ چلا کہ یہ سفیر مدینہ ہیں،سفارت کے اداب رازداری کی پاسداری فرما رہے ہیں۔چنانچہ مجھے مزید پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔مجلہ معین الاسلام کے دو تین شمارے

Marfat.com

پیش کیئے تو بڑے خوش ہوئے۔اسی وقت صاحبزادہ محبوب حسین صاحب سے فون پر بات فرمائی اور انہیں ڈھیروں دعائیں دیں۔ گفتگو یوں فرمائی جیسے پہلے سے جانتے ہوں۔

معلوم ہوا کہ گزشتہ دس سال میں حضرت باباجی عبدالخالق صاحب کا یہ تیسرا دورہ پاکستان ہے۔اور تینوں مرتبہ ڈاکٹر خادم حسین صاحب ہی ان کے میزبان تھے۔ڈاکٹر صاحب کی حضور باباجی سے متعارف ہونے کی ایک الگ ایمان افروز داستان ہے جسے یہاں بیان کرنا ممکن نہیں۔قصہ مختصر یہ کہ پہلے عالم رویاء میں انہیں جھلک دکھا کر ان کے دل میں طلب پیدا کی گئی پھر مدینہ منورہ بلوا کر ہمیشہ کے لئے انہیں اپنا بنالیا گیا۔

باباجی پہلی مرتبہ تشریف لائے تو ھرنیا کی شدید تکلیف تھی۔شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے ہسپتالوں میں ڈاکٹر آپریشن کر رہے تھے۔جب تکلیف زیادہ دیکھی تو ڈاکٹر خادم حسین صاحب نے خود آپریشن کرنے کی پیشکش کی۔باباجی نے اجازت دے دی۔ جب آپریشن شروع ہوا تو باباجی کی حالت غیر ہوگئی، چہرے کا رنگ سفید پڑ گیا اور نبض ڈوبنے لگی۔ڈاکٹر خادم حسین گھبرا گئے۔اسی دوران ان کی نگاہوں کے سامنے سبز روشنی کی ایک پٹی آگئی جس میں رحمت دو عالم ﷺ اور سیدنا امیر حمزہؓ کی زیارت فیض بشارت نصیب ہوئی۔ڈاکٹر صاحب نے خود بیان فرمایا کہ اسی لمحے باباجی کی حالت سنبھل گئی چہرے پر خون دوڑنے لگا۔لمحوں میں ہم آپریشن سے فارغ ہوگئے۔بعد میں باباجی نے کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا اور چھ ماہ تک آپ کی شوگر اور بلڈ پریشر دونوں نارمل رہے۔

ڈاکٹر خادم حسین اسم بامسمیٰ ہیں اہل اللہ سے محبت ان کا شیوہ اور خدمت ان کا شعار ہے۔جہاں حضور باباجیؒ کا دل چاہا ڈاکٹر صاحب نے اپنے جاب کی پرواہ نہیں کی انہیں بخوشی لے گئے۔جوہر آباد، بیربل شریف دو مرتبہ تشریف لے گئے بیربل شریف کے سفر میں مجھے بھی ہمرکابی کا شرف ملا۔تفصیلات کا موقعہ نہیں لیکن یہ کہے بغیر چارہ بھی نہیں کہ جو محبت اور شفقت حضور باباجی عبدالخالق نے برادر محترم صاحبزادہ محبوب حسین پر لٹائی اس کی مثال مجھے نظر نہیں آئی۔صاحبزادہ صاحب ڈسکہ تشریف لے گئے تو حضور باباجی ان کے استقبال کے لئے موتیے کے ہار لے کر منتظر بیٹھے تھے۔وہ عمرہ پر روانہ ہوئے تو باباجیؒ نے

Marfat.com

حکیم طاہر صاحب سے ائیر پورٹ جا کر الوداع کہنے کی خواہش ظاہر کی۔ حکیم صاحب نے بابا جیؒ کی علالت اور کمزوری کی بنا پر لے جانا مناسب نہ سمجھا۔ جس دن ہم نے عمرے سے واپس آنا تھا حضور بابا حکیم صاحب کے پاس رات کو لاہور تشریف لے آئے اور فرمایا۔ صاحبزادہ محبوب حسین صاحب عمرے سے واپس آرہے ہیں میں نے ان کے استقبال کے لئے صبح ائیر پورٹ ضرور جانا ہے۔ اور بابا جی فلائٹ پہنچنے سے ایک گھنٹہ پہلے لاہور ائیر پورٹ تشریف لے گئے۔ فالج کی بنا پر چلنے میں دشواری کے باوجود جب صاحبزادہ صاحب لاونج سے باہر نکلے تو حضور بابا جیؒ کا ان کی طرف تیزی سے جانے کا منظر دیدنی تھا۔ بابا جی عبدالخالقؒ کی محبتوں شفقتوں اور فیوضات کی باتیں ان سطور میں بیان کرنی ممکن نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ سفیر مدینہ تھے اور تاجدار مدینہ کے فیوضات بانٹنے یہاں تشریف لائے تھے۔ اس سال ۲۴ رمضان المبارک کو مسجد میں تراویح کیلئے گئے چوتھی رکعت میں سجدے کی حالت میں بے ہوشی طاری ہوگئی۔ سی ایم ایچ ہسپتال گوجرانوالہ اور پھر جناح ہسپتال لاہور میں زیر علاج رہے۔ اس دروان ڈاکٹر صاحب اوران کے بھتیجے جناب شہاب صاحب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان کی خدمت میں مصروف رہے۔

بابا جیؒ اسی بیہوشی کے عالم میں ۱۳ شوال بمطابق ۲۳ ستمبر ۲۰۱۰ء کو وصال فرما گئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) تقریباً نصف صدی تک اپنے قرب کی دولت عطا کرنے کے بعد تاجدار مدینہ ﷺ نے انہیں اپنے فیوضات بانٹنے کے لئے پاکستان میں مستقل سفیر مقرر فرما دیا ہے۔

حضرت بابا جیؒ کی نماز جنازہ حضرت مفتی عبداللطیف صاحب نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں جناب صاحبزادہ محبوب حسین صاحب، حضرت سید محمد حسن نوری صاحب، حضرت مفتی معین الدین صاحب، حاجی ثناء اللہ صاحب، علماء اور یاران طریقت کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ بابا جی کی وصیت کے مطابق ڈاکٹر صاحب کے گاؤں گوند کے شریف نزد ڈسکہ میں ان کے آخری آرام گاہ بنائی گئی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

بیربل شریف میں فخر سادات کے جشن صد سالہ کے موقعہ پر حضرت فیض عالم سجادہ نشین کوٹلہ شریف حضور باباجی کو جبہ پہنا رہے ہیں

فخر سادات جشن صد سالہ جبہ پوشی اور دستار بندی کے بعد

Marfat.com

بیربل شریف میں جشن صد سالہ کے موقعہ پر سٹیج کا منظر

نیشنل ہاؤس لاہور میں منعقدہ جشن صد سالہ میں صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر شرقپوری، صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین اور شیخ دوست محمد فخر سادات کی دستار بندی کرتے ہوئے

فخر سادات کے ساتھ صاحبزادہ خالد سیف اللہ اور ملک محبوب رسول قادری

Marfat.com

محفل حسن قرأت میں فخر سادات کے ساتھ صاحبزادہ خالد سیف اللہ اور قاری کرامت علی نعیمی تشریف فرما ہیں

محفل حسن قرأت بیربل شریف میں فخر سادات کے ساتھ علامہ سید ریاض حسین، صاحبزادہ پیر امین الحسنات شاہ اور ناظم ادارہ تشریف فرما ہیں

صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب حضور بابا جیؒ کی
ملی و دینی خدمات پر شیلڈ پیش کرتے ہوئے

فخر سادات اپنے منظور نظر میاں رحمت علی چشتی
کے ساتھ مدیر مجلہ معین الاسلام کے گھر تشریف فرما

Marfat.com

حضور باباجی اور ناظم ادارہ معین الاسلام محفل سماع میں تشریف لارہے ہیں

حضور باباجی کی شیخ دوست محمد (مرحوم) کے ساتھ ایک یادگار تصویر

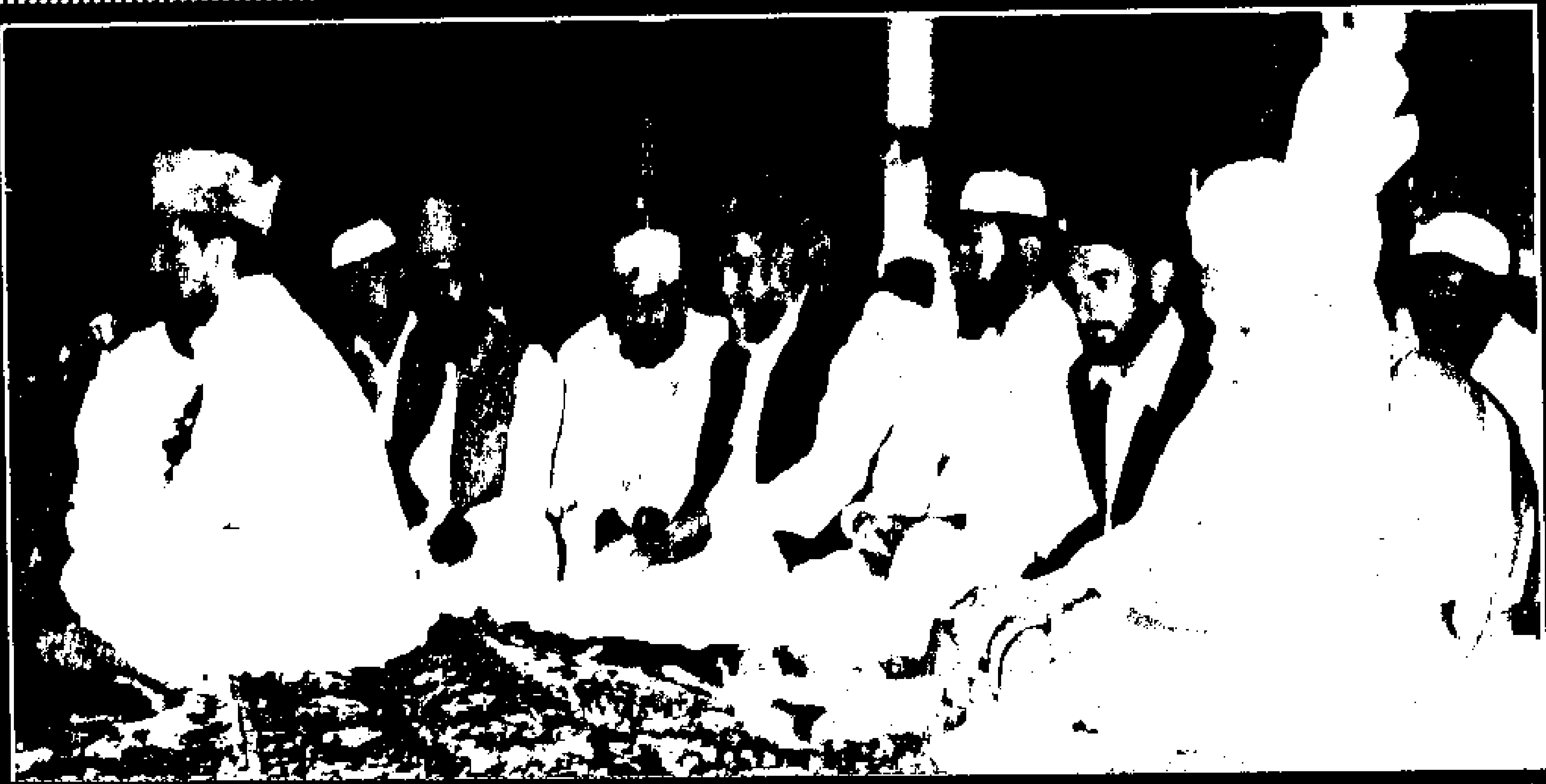

پیر بل شریف میں جشن صد سالہ کی تقریب میں قاری نجم المصطفےٰ تلاوت کلام مجید فرما رہے ہیں

جشن صد سالہ کی تقریب میں سٹیج کا ایک منظر

Marfat.com

حسنِ سیرت

☆ فخرِ سادات کی سیرت کے چند گوشے

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

☆ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ

ڈاکٹر نور محمد اعوان

☆ ملفوظات

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

Marfat.com

Marfat.com

فخرِ سادات کی سیرت کے چند گوشے

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

وہ پاکباز لوگ جنہوں نے اپنے رب سے لو لگالی اور ان کے دلوں میں نورِ الٰہی کے چراغ جل اٹھے اور وہ درد کی دولت سے سرفراز کر دیے گئے تو پھر وہ سب کچھ سمیٹ کر چین سے گھر بیٹھ نہیں رہے بلکہ انہوں نے اپنی زندگی اس نور اور درد کی نعمت کو خلقِ خدا میں بانٹنے کے لئے وقف کر دی۔ سید سادات فخر اولیاء زائر حرمین بابا جی سید طاہر حسین قدس سرہٗ العزیز انہیں پاکباز لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کی ذات انوار و تجلیات کا مرکز ان کا دل اسرارِ الٰہی کا خزینہ جیسے مکہ و مدینہ، ان کی نگاہ دلنواز، ان کی زباں گوہر فشاں اور ان کا ظاہر امیرانہ اور باطن فقیرانہ تھا۔

میں نے حضور باباجیؒ کا عالم شباب تو نہیں دیکھا۔ جب نیاز مندی نصیب ہوئی تو ان کی کشتی عمر ایک صدی کے کناروں کو چھو رہی تھی لیکن وہ جو کسی نے کہا ہے۔

قیاس کن زگلستان، بہار مرا

میرے باغ کو دیکھ کر میری بہار کا اندازہ کر لو

سچ ہے کہ ان کی عمر عزیز کے آخری سال، ان کے شباب کی پاکیزگی، خدا رسول ﷺ سے عشق و محبت، ان کے مجاہدات اور صبر و استقامت کی ان گنت داستانیں سناتے نظر آتے تھے۔

حضرت قطب العالم خواجہ محمد عمر بیر بلویؒ ''انقلاب حقیقت'' میں لکھتے ہیں۔

''فقر جوانی میں اس وقت آتا ہے جب فقیر اپنی عمر کے آخری مراحل میں ہو۔''

سو حضور باباجیؒ کی آخری عمر میں فقر پر جوانی کی بہار ہم نے بھی دیکھی۔ اور اس کی مہک سے

Marfat.com

ہزاروں کے مشام جاں معطر ہوتے اور ان کی تربیت ونظر سے بے شمار لوگوں کی دل آباد ہوتے دیکھے۔

حضرت باباجیؒ شیر ربانی محبوب صمدانی حضرت اعلیٰ شرقپوریؒ کے وہ روحانی فرزند تھے جن کی ہر ادا سے ان کے شیخ کی سیرت وصورت اور تربیت وفیوضات کی جھلک نظر آتی تھی۔ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی غیرت دینی، حق گوئی و بے باکی، شریعت کی پابندی، غریب نوازی و بندہ پروری، غمزدوں کی غمخواری، درماندوں کی مشکل کشائی، تصوف ومکشوفات غرض یہ کہ ایک ایک ادا میں وہ اپنے شیخ کریم کی سیرت وفیوضات کا عکس جمیل تھے۔

اندازتربیت واصلاح

مرید بنالینا تو آسان ہے لیکن تربیت کرنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ دور حاضر میں اکثر مشائخ کے ہاں ذکر فکر کی تلقین تو ملتی ہے لیکن مرید کے اخلاق واطوار سنوارنے کی طرف توجہ بہت کم ہے۔ بعض اس خیال سے نہیں ٹوکتے کہ کہیں مرید بدک نہ جائے اور حلقہ احباب کم نہ ہو جائے۔

حضرت شیر ربانی میاں صاحب شرقپوریؒ تربیت کی طرف سے لمحہ بھر کے لئے غافل نہ ہوتے تھے۔ جہاں زائر اور مرید کی اصلاح کے لئے آپ باطنی ہمت صرف فرماتے وہاں خلاف شرع گفتگو یا حرکت پر بلا دھڑک ٹوک دینے بلکہ سرزنش کرنے سے بھی دریغ نہ فرماتے۔

باباجی سید طاہر حسین شاہؒ بھی اپنے مرشد کریم کی سنت پر پوری طرح عمل پیرا تھے۔ اپنے ہر عقیدت منداور مرید کی اصلاح وتربیت کی طرف پوری توجہ صرف فرماتے۔ غلط کام پر ٹوکتے ہوئے آپ کے لئے کسی شخص کا سماجی مقام ومرتبہ رکاوٹ نہ بنتا۔

ضلع جھنگ کے ایک زمیندار حاجی مہر محمد نواز آپ کے عقیدت مند تھے۔ حضور باباجیؒ بھی ان کے حال پر خصوصی نظر شفقت رکھتے۔ اور انہیں مجلس میں سب سے آگے

Marfat.com

بٹھاتے۔ مہر صاحب بیان کرتے ہیں کہ فیصل آباد میں اپنے پڑوسی سے مکان کی تعمیر پر میرا جھگڑا ہو گیا اور میں طیش میں آ کر پسٹل لے کر اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ خوفزدہ ہو کر چھپ گیا۔ چند دنوں کے بعد باباجیؒ فیصل آباد سید مرغوب گیلانی صاحب کے ہاں تشریف لائے۔ میں بھی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ کمرے میں داخل ہوا تو بڑے جلال کے ساتھ فرمایا۔ باہر چلے جاؤ۔ کچھ دیر بعد پھر کمرے میں داخل ہونا چاہا تو فرمایا ''چلے جاؤ'' جب تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے مرغوب شاہ صاحب سے کہا کہ مجھے ناراضگی کی وجہ تو پوچھ دیں۔ انہوں نے پوچھا تو باباجیؒ نے فرمایا پڑوسی اگر کافر ہو تو پھر بھی اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ میں بات سمجھ گیا۔ عرض کی حضور معاف فرما دیں۔ فرمایا جس کے پیچھے پستول لے کر بھاگے تھے اس سے معافی مانگو۔ میں گھر آیا۔ پڑوسی سے رابطہ کیا اور اس سے معذرت کی لیکن اس معذرت میں بھی میرا زمینداروں جیسا خاص انداز تھا۔ اگلی مرتبہ جب حاضر ہوا تو فرمایا ''اچھا معافی بھی رعب کے ساتھ مانگتے ہو۔

یہی مہر حاجی محمد نواز بیان کرتے ہیں کہ حضور باباجیؒ کراچی میں قیام فرما تھے میں آپ کی ایک امانت پہنچانے کراچی جانے لگا تو میرا ایک دوست بھی ساتھ ہو گیا۔ وہ کئی مشکل میں تھا اور باباجیؒ سے دعا کرانا چاہتا تھا۔ ایک دن ہم باباجی کے ساتھ ساحل سمندر سیر کے بعد گاڑی میں جا رہے تھے۔ میں نے موقع غنیمت جانتے ہوئے اس دوست کی سفارش کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔ آپ اگلی نشست پر تشریف فرما تھے۔ رخ ہماری طرف موڑ کر بڑے جلال سے فرمایا۔ یہ ماں کا گستاخ ہے میری دعا کیا کرے گی۔ جائے اور ماں کو راضی کرے۔ اس کی خدمت کرے اور اسی سے دعا کرائے۔

حضور باباجیؒ کی ایک پیارے دوست ملک قادر یار ٹوانہ صاحب فرماتے ہیں کہ میری موجودگی میں ایک مولوی صاحب حاضر ہوئے اور مسجد کی تعمیر کے لئے تعاون کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا مولوی صاحب نماز پڑھتے ہو۔ کہنے لگے الحمد للہ ساری پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا فلاں وقت کی نمازیں کیوں چھوڑ دیتے ہو۔ مولوی صاحب

Marfat.com

آپ کے اس کشف پر حیران رہ گئے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا۔آپ نے فرمایا نماز پڑھنی نہیں تو مسجد بنانے کا کیا فائدہ۔

حضور باباجیؒ بعض معمولی باتوں کے بھی بڑی اہمیت دیتے اور اصلاح و تربیت کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ایک مرتبہ آپ نیشنل ہاؤس سے حضرت داتا صاحب حاضری کے لئے شیخ سلیم صاحب کی کار میں روانہ ہوئے۔راقم معینی بھی ساتھ تھا۔شیخ سلیم مجھے کہنے لگے۔پروفیسر صاحب اگلے دن آپ کو سکیم موڑ کی مسجد میں مغرب کی نماز ادا کرتے دیکھا تھا۔میرا ملنے کا ارادہ تھا۔نماز سے فارغ ہو کر دیکھا تو آپ غائب۔یہ سن کر حضور باباجیؒ نے فرمایا بات کا سلیقہ ہونا چاہیے۔آپ کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ "جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر دیکھا تو پروفیسر صاحب آپ تشریف لے جا چکے تھے۔

اصلاح احوال اور تربیت کے لئے حضرت شیر ربانی قبلہ میاں صاحب شرقپوریؒ جہاں وعظ زبانی تلقین اور سرزنش فرماتے وہاں باطنی تصرف کے ذریعے بھی اپنے مخلص کی تربیت فرماتے اور اس غلط اور ناجائز کام پر گرفت فرماتے۔..........

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے مرشد کریم کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے انہیں خطوط پر تربیت و اصلاح کا فریضہ انجام دیتے رہے۔گذشتہ سطور میں آپ نے زبانی تنبیہہ اور تلقین کے واقعات ملاحظہ فرمائے۔قوت باطنی سے تربیت کے چند واقعات بھی پیش خدمت ہیں۔

مہر حاجی محمد نواز صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپ نے کئی دفعہ فرمایا کہ رب نے شکل اچھی دی ہے باتیں بھی اچھی کر لیتے ہو پھر دوزخ کے راستے پر کیوں چلتے ہو۔اس زبانی تلقین کے ساتھ ساتھ کئی دفعہ غائبانہ بھی سرزنش اور تنبیہہ فرمائی۔وہ یوں کہ جب بھی کسی حرام کام کا ارادہ کیا تو غائبانہ طور پر تھپڑ پڑتے۔کئی ایسے واقعات ہوئے جن سے محسوس ہوتا کہ ہر وقت باباجی کی نگاہوں میں ہوں۔

ضلع شیخوپورہ کا ایک شخص عالم شباب میں ایک بدکار عورت کے جال میں گرفتار

Marfat.com

ہو گیا۔ باباجی حضور ان کے گاؤں تشریف لے گئے وہ بھی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے کھانے کے لئے اسے کوئی چیز عطا فرمائی۔ گھر آ کر حسبِ معمول اس شخص نے عورت کی طرف جانے کا ارادہ کیا۔ ابھی اٹھا ہی تھا کہ پیچھے سے کسی ان دیکھی طاقت نے گردن دبوچ کر نیچے بٹھا دیا۔ اس کے ساتھ ہی باباجیؒ کی آواز آئی کہ تمہیں اب بھی شرم نہیں آئی۔ اس شخص نے راقم کو خود بتایا کہ باباجی کی آواز سنتے ہی تمام بُرے خیالات ہمیشہ کے لئے میرے دل سے مٹتے جاتے رہے۔ میں نے سچے دل سے توبہ کی اور رب العزت نے باباجی کے ہمراہ حج کی سعادت بخش دی۔

باباجی اور تربیت جلالی

بعض دفعہ مرشد اپنے مرید کی اصلاح و تربیت کے لئے وعظ و تلقین کی بجائے ناراضگی اور بے رخی کا ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ جس سے اُسے انا اور عجب و خود پسندی سے پاک کرنا مقصود ہوتا ہے اسے اہل تصوف تربیت جلالی کہتے ہیں۔

قطب العالم خواجہ محمد عمر بیر بلویؒ نے اپنی کتاب ''انقلاب حقیقت'' میں تربیت جلالی کے حوالے سے بعض واقعات لکھے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

''میرا تو خیال ہے کہ اگر تربیت جلالی نہیں تو اس کا سلوک ہی ناتمام ہے۔۔۔۔۔۔سب سے لطیف تر وہ تربیت جلالی ہے جو عزیز ترین ہستی سے دلائی جائے۔ یہ تربیت اکسیری حکم رکھتی ہے۔۔۔۔۔۔ جو اس تربیت میں کامیاب ہو جاتا ہے وہ آناً فاناً منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔''

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے مرشد کریم حضرت میاں صاحبؒ کی طرح جمال و جلال کی اثر انگیزی اور نتیجہ خیزی سے پوری طرح واقف تھے۔ چنانچہ حسب موقعہ جمالی اور جلالی دونوں تربیتوں سے کام لیا کرتے۔

ڈاکٹر خضر حیات ورک پر حضور باباجیؒ ہمیشہ شفقت کی نظر رکھتے۔ انہوں نے جب بیعت ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا ''کیا دوستی اچھی نہیں جس کو چھوڑ کر تم بیعت ہونا چاہتے

Marfat.com

ہو۔'' لیکن پھر ان کی پُر از محبت اصرار پر بیعت فرمالیا۔ ان کے مرید بننے کے باوجود آپ ان سے دوستانہ انداز سے پیش آتے۔ محافل میں اہتمام سے آگے بٹھاتے۔ علماء اور مشائخ کے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے اور اکثر سب سے تعارف کراتے۔ ڈاکٹر صاحب اپنی قسمت پر بہت نازاں تھے اور پھر ایک دن انہیں تربیت جلالی سے گزرنا پڑا۔ گیارہویں شریف کی محفل میں ڈاکٹر صاحب حاضر ہوئے لیکن اس دفعہ انہیں بالکل نظر انداز کر دیا گیا۔ یوں برتاؤ ہوا گویا کوئی جانتا ہی نہیں ایسا لگتا تھا کہ وہ پہلی مرتبہ یہاں آئے ہیں۔ جس کو ہمیشہ لاڈ پیار سے رکھا گیا ہو اس سے بے رخی برتی جائے تو وہ اس دکھ کی شدت اور کاٹ وہی جانتا ہے جس پر بیت رہی ہو۔

ڈاکٹر خضر حیات بڑے بوجھل دل کے ساتھ واپس گھر آ گئے۔ ہمراہیوں نے کافی تسلی دی لیکن مضطرب دل نہ سنبھل سکا۔ دن کو آرام نہ رات کو چین۔ طرح طرح کے وسوسے اور اندیشے انہیں گھیرے رہتے۔

پھر ایک دن باباجی فیصل آباد تشریف لائے۔ ڈاکٹر صاحب نے ٹیلی فون پر ٹائم لیا اور حاضر ہوئے۔ آپ ایک کتاب ہاتھ میں لئے اکیلے ہی کمرے میں تشریف فرما تھے۔ فرمایا اکیلے ہو یا کوئی ساتھ ہے جب انہیں بتایا کہ وہ تنہا حاضر ہوئے ہیں تو فرمایا اچھا کیا جو تنہا آئے یہ کتاب لو اور یہاں سے پڑھو۔

ڈاکٹر صاحب نے پڑھنا شروع کیا۔ عبارت کا مفہوم یہ تھا پہلے بے قدری ہوتی ہے بعد میں قدر ملتی ہے۔ پہلے رسوائی ہوتی ہے، پھر عزت ملتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو پہلے کنویں میں پھینکا گیا، مصر کے بازار میں بیچا گیا مگر بعد میں اس ملک کا بادشاہ بنا دیا گیا۔

ڈاکٹر خضر حیات ورک لکھتے ہیں کہ میں کتاب پڑھتا جاتا تھا اور ساتھ اپنی کم علمی اور نادانی پر شرمندہ ہو رہا تھا کہ اچانک باباجی نے پیار سے میرے کندھے پر تھپکی دے کر فرمایا۔ ''ڈاکٹر صاحب کچھ سمجھ آئی، گھبراتے نہیں یہ تربیت کا ایک حصہ ہے۔ آپ کی تھپکی سے دل کو

Marfat.com

قرار مل گیا۔ حضور باباجی کے جمال نے آپ کے جلال کے زخم پر مرہم رکھ دیا تھا۔

تربیت جلالی کا انداز آپ نے دیکھا اب ذرا آل رسول ﷺ کے اس فرد باکمال کی جمالی تربیت کا رنگ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جوہر آباد کے حضرت سید قلندر شاہ صاحب کے والد مسلکاً اہل سنت تھے اور حضور باباجیؒ کے دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے اس خوبصورت نوجوان فرزند نے اپنے رشتہ داروں سے متاثر ہو کر شیعہ مذہب اختیار کر لیا۔ ان کے والد ماجد نے مرض وصال میں حضور باباجی کے ہاتھوں میں بیٹے کا ہاتھ تھما کر کہا ''اس کا خیال رکھنا''

نوجوان سید زادے نے تو اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ اور نہ کبھی باباجیؒ کو ملنے گئے۔ تاہم باباجی کبھی کبھی خود تشریف لے آتے۔ انہیں کئی مرتبہ اپنے ہاں آنے کی دعوت دیتے لیکن سید قلندر شاہ صاحب ٹالتے رہتے۔ آخر ایک سال بعد باباجیؒ سے ملنے ان کے گھر حاضر ہوئے۔ آپ نے بڑی آؤ بھگت کی اور پھر اپنے ایک قیمتی گھوڑے کی باگ ان کے ہاتھ میں تھما دی۔ لیکن قلندر شاہ صاحب نے معذرت کر لی۔

پھر ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا۔ نماز کا وقت ہوتا تو فرماتے نماز ہمارے ساتھ پڑھ لیا کرو خواہ اپنے طریقے کے مطابق ہی پڑھو۔ آپ نے ان کے مسلک کو کبھی حسن سلوک کی راہ میں دیوار نہیں بننے دیا۔ آخر ایک دن انقلاب کی گھڑی آ پہنچی۔ حضور باباجی نے فرمایا شاہ جی ایک بات بتائیں۔ کیا آپ کے والد صحیح تھے یا غلط؟ انہوں نے کہا صحیح تھے۔ فرمایا تمہارے دادا؟ انہوں نے عرض کی وہ بھی ٹھیک تھے۔ فرمایا پھر یہ کیا ہے؟ اتنا کہہ کر ایک بھرپور نظر قلندر شاہ پر ڈالی۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی ساری تحریریں مرے دل کی تختی سے ڈھل گئیں۔

امراء کی اصلاح

حضور باباجیؒ بعض امیر لوگوں پر بڑی شفقت فرماتے اور اکثر انہیں بڑے تحفے

Marfat.com

تحائف عطا فرماتے۔ دیکھنے والے تعجب کرتے کہ یہ تو پہلے ہی امیر لوگ ہیں۔ انہیں مزید نوازنے کا کیا مقصد لیکن فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ یعنی دانا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

میری دانست میں حضور باباجیؒ جب ایسے لوگوں پر کرم نوازی کرتے تو یہ حضرات بڑے حیران ہوتے کہ پیر لوگ تو نذرانے وصول کرتے ہیں اور بعض تو امرا سے راہ و رسم بھی اسی لئے بڑھاتے ہیں۔ لیکن یہ کیسے بزرگ ہیں کہ جو لیتے نہیں دیتے ہیں، یہاں سے ایک سوچ پیدا ہوتی کہ پھر آ کر یہ ہم سے چاہتے کیا ہیں۔ یوں ان کا آنا جانا شروع ہو جاتا۔ ادھر تاثیر صحبت اپنا کام دکھانے لگتی مرد کامل کے اخلاق عالیہ اور ان کی نگاہ دلوں میں محبت کا بیج کاشت کر دیتی اور پھر جب حضرت سلطان العارفینؒ کے بقول ''اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو'' کی کیفیت پیدا ہو جاتی تو ان کی جبینوں کو سجدہ ریزی کی لذت نصیب ہو جاتی۔ راقم سے خود حضور باباجیؒ نے ایسے ہی ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس کی کبھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ اور صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کے بقول ایسے کئی حضرات کا روزانہ پانچ پانچ ہزار درود شریف معمول بن گیا ہے۔ ملک قادر یار صاحب ٹوانہ، چوہدری عمر دراز صاحب، ملک محمد بشیر اعوان صاحب، حاجی محمد شریف خاں صاحب بلوچ، محمد صدیق میمن صاحب، محمد فاروق پراچہ صاحب، ڈاکٹر غلام حسن فیضی صاحب، مہر محمد نواز، مہر محمد ممتاز صاحب اور ان جیسے بے شمار احباب فخر سادات کے پروردہ نگاہ ہیں۔

شریعت مطہرہ کی پابندی آپ کا شیوہ تھا اور اپنے دوستوں اور متوسلین کو بھی شریعت کا پابند دیکھنا چاہتے۔ ہر ایک کو نماز کی پابندی کی تلقین فرماتے غفلت برتنے والوں کو کشف سے معلوم کر کے سخت تنبیہ فرماتے۔

میرا چشم دید واقعہ ہے کہ خواجہ نورالزمان اویسی صاحب اپنے ایک ایسے دوست کے

Marfat.com

ساتھ حاضر خدمت ہوئے جو نماز سے غفلت کا شکار تھے۔ خدمت اقدس میں بیٹھے ہی تھے کہ حضور باباجی نے اس دوست کو اپنے قریب بلا کر بڑی شفقت سے پوچھا کیا کام کرتے ہو اس نے کہا کہ چاولوں کا کاروبار ہے۔ فرمایا کاروبار کیسا چل رہا ہے اس نے بتایا بہت اچھا جا رہا ہے۔ فرمایا اور کوئی پریشانی تو نہیں کہنے لگا کوئی نہیں۔ یہ سنتے ہی جلالیت سے فرمایا پر خدا سے کیوں ناراض ہو؟ اتنا کرم فرمانے والی ذات کے سامنے سجدہ ریز کیوں نہیں ہوتے۔ آخر کار اسے توبہ کرائی اور کانوں کو ہاتھ لگوا کر نماز کی پابندی کا عہد لیا۔

خواتین کی مجلس میں بھی ایسے کئی واقعات پیش آتے رہتے۔ ایک دفعہ نماز کی تلقین فرما رہے تھے کہ ایک خاتون نے کہا حضور میں نے کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ فرمایا کبھی نہ کبھی رہ ہی جاتی ہے۔ اس نے کہا حضور کوئی نماز نہیں رہتی۔ فرمایا بتاؤ پرسوں عشاء کی نماز کا کیا ہوا۔ اس عورت نے غور کیا تو یاد آیا کہ تھکن کی وجہ سے واقعی وہ اس دن عشاء کی نماز ادا نہیں کر سکی تھی۔

خدمت خلق اور تواضع

غریب پروری اور مسافر نوازی آپ کا شعار اور ایثار و ہمدردی آپ کا شیوہ تھا۔ جو کچھ پاس ہوتا لٹا دیتے اور دوسرے کی ضرورت پوری کرنے سے دریغ نہ فرماتے۔ لیکن خود کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرتے۔ عرصہ ہوا ایک دفعہ سندھ میں سفر کے دوران کسی سخت ضرورت مند کو اپنا سارا زادِ راہ دے دیا۔ اور خود ایک ٹال پر مزدوری کرنے پہنچ گئے۔ ٹال والے نے نورانی صورت اور بزرگی کے آثار دیکھ کر عرض کی کہ آپ مزدوری نہ کریں جتنی رقم کی ضرورت ہے مجھ سے لے لیں۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ لکڑیاں کاٹ کر مزدوری کی رقم حاصل کی اور سفر پر روانہ ہو گئے لیکن جاتے ہوئے اسے اپنا ملتان کا پتہ بتا گئے۔ ادھر آپ روانہ ہوئے ادھر ٹال والے پر برکت کے دروازے کھل گئے وہ سمجھ گیا کہ یہ سب اسی مسافر کے قدموں کا اثر ہے۔ دل بے چین ہو گیا۔ تلاش کرتے ہوئے آپ کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے ٹال پر لکڑیاں چیر کر

Marfat.com

مزدوری کرنیوالے کے قدموں پر محبت وعقیدت نچھاور کرنے والوں کا وہاں ایک ہجوم جمع ہے اوران کے جھرمٹ میں آفتاب ولایت جگمگا رہا ہے۔

عالی نسبی اور شانِ ولایت کے باوجود طبیعت میں تواضع کمال درجہ کی تھی۔ جہاں بھی جاتے مخدوم بن کر رہنے سے اجتناب فرماتے دوستوں کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹاتے۔ 4 چک رسالہ کے صوفی عبداللطیف صاحب نے بتایا کہ ایام جوانی میں کئی مرتبہ حضور کھیتوں میں آجاتے اور ہل پکڑ کر خود چلانے لگتے۔ بندیال کے ملک منیر احمد صاحب نے بتایا کہ جن ایام میں حضور باباجیؒ کا ہمارے گھر قیام رہا۔ آپ گھر کا ایک فرد بن کر رہنے کو پسند فرماتے اور گھر کے کاموں میں حصہ ڈالنے کی کوشش کرتے۔ حضور باباجیؒ کے محبوب خادم نصراللہ صاحب کی روایت کے مطابق جوہرآباد میں مسجد اور مدرسہ کی تعمیر میں کئی مرتبہ اینٹیں اٹھانے اور مستری کو پکڑانے لگ جاتے۔ کہنے والے تو آپ کو قطبِ وقت ابدال اور جانشین خضر کہتے لیکن آپ خود کو دین اسلام اور اولیائے کاملین کا خادم تصور کرتے۔

عالی ظرفی

آپ کی تواضع کا ایک اور رنگ اس وقت نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے جب جوہرآباد میں مقامی علماء کی باہمی آویزش میں آپ کو بھی ایک فریق سمجھ لیا گیا۔ جس سے دوسرے فریق کے دل میں آپ کی کچھ رنجش پیدا ہو گئی۔ اس سے اگلی بات آپ ملک کے نامور صحافی اور صاحب علم و فضل جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب سے سنیے۔ انہوں نے راقم سے خود بیان کیا کہ

میں نے بھی حضور باباجیؒ کے ہاں آنا جانا چھوڑ دیا۔ بیربل شریف میں عرس کے موقع پر حضور باباجی تشریف لائے تو سٹیج پر بیٹھے تمام لوگ آپ کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور مصافحہ کرنے لگے لیکن میں بیٹھا رہا۔ باباجی میرے پاس سے گزرے تو آپ میرے پاس کھڑے ہو گئے اور مصافحہ کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھا دیتے۔ اگلے

Marfat.com

سال عرس کے موقعہ پر صورت حال یوں ہوئی کہ میرے آنے سے پہلے باباجی سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ میں بعد میں پہنچا۔ باباجیؒ کے قریب سے گزرا تو آپ نے اٹھ کر مجھ سے مصافحہ فرمایا۔ لیکن اس کے باوجود ہماری بول چال یا آنا جانا شروع نہ ہو سکا۔

ایک دن میں جوہرآباد بازار میں جارہا تھا کہ آپ کی گاڑی میرے پاس آ کر رکی۔ باباجی نے فرمایا آؤ گاڑی میں بیٹھو۔ میں نے معذرت پیش کی۔ فرمایا۔ آؤ بیٹھو تو سہی، گاڑی میں بیٹھ گیا تو فرمایا۔ یا تم مجھے قائل کر لو یا میں تمہیں قائل کر لیتا ہوں۔ میرے منہ سے بے اختیار نکلا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر آج سے میری اور آپکی صلح ہے۔ فرمایا، چلو اس خوشی میں میرے ہاں کھانے کی دعوت ہے۔ مجھے ساتھ لے گئے۔ یہ بڑی ہی پر تکلف دعوت تھی۔ انواع واقسام کے کھانے گویا پہلے سے ہی تیار تھے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا اب چائے میرے غریب خانہ پر ہوگی۔ فوراً تیار ہو گئے اور میرے ساتھ ہی میرے گھر خوشاب چلے آئے۔ کافی دیر قیام فرمایا۔ بچوں پر بڑی شفقت فرمائی اور عطیات سے بھی نوازا۔

حصے میں جن کے ، دولت خُلقِ رسول ہے
وہ مردِ با کمال ہیں طاہر حسین شاہ

وسیع المشربی

حضور باباجیؒ بڑے عالی ظرف اور وسیع المشرب تھے۔ خود ایک نقشبندی سلسلہ کے چشم و چراغ تھے۔ لیکن تمام ارباب سلاسل کی عزت کرتے اور ان کی مجالس میں شوق سے شرکت فرماتے۔ بیربل شریف میں سیدی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے عرس پر کئی سال محفل سماع میں بڑے اہتمام سے شرکت فرماتے رہے۔ اس محفل میں آپ کے ذوق وشوق اور وارفتگی کا عالم دیدنی ہوتا۔ عشقِ رسول ﷺ میں آپکی چشمان مبارک سے آنسوؤں کے موتی ڈھلک رہے ہوتے۔

بعض لوگ اس پر معترض بھی ہوئے کہ نقشبندی ہو کر آپ چشتیوں پر اتنی توجہ اور

Marfat.com

مہربانی کیوں فرماتے ہیں۔لیکن آپ فرماتے ،میں نقشبندی بھی ہوں چشتی بھی ہوں قادری اورسہروردی بھی ہوں۔سب سلسلے میرے اپنے ہیں،مجھ پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا۔مجھے اس سے پیار ہے جودین کا خدمت گار ہے۔اسی لئے ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے ناظم حضرت صاجزادہ محبوب حسین صاحب پر خصوصی نگاہ کرم فرماتے۔ان سے بھرپور تعاون اور دلجوئی فرماتے۔ایک دفعہ راقم صاجزادہ محبوب حسین صاحب کی معیت میں حاضر ہوا۔مغرب کے بعد بیٹھے تھے کہ کسی جج صاحب کا فون آیا۔اسے فرمانے لگے۔جج صاحب آپکو کیا معلوم کہ میرے پاس کون بیٹھا ہے۔میرے پاس وہ بیٹھا ہے جس کا نام محبوب ہے اور وہ ہے بھی میرا محبوب۔

حضور باباجیؒ کی صاجزادہ صاحب سے خصوصی محبت اور شفقت کا وہ منظر آج بھی میری نظروں کے سامنے گھوم رہا ہے۔جب جوہرآباد میں ایک تقریب میں کھانے سے فارغ ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا۔صاجزادہ صاحب تمہارے پاس کوئی کپڑے کی ٹوپی ہے۔انہوں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ٹوپی نکال کر پیش کردی آپ نے سر مبارک سے دستار اتار کر فرمایا۔یہ ٹوپی میرے سر پر پہنادو۔پاس ہی حضرت علامہ قاضی منظور احمد صاحب کھڑے تھے۔صاجزادہ صاحب نے اخلاقاً انہیں بھی ٹوپی پہنانے میں شامل کرنا چاہا۔باباجی نے فرمایا! نہ نہ صاجزادہ صاحب آپ یہ ٹوپی خود پہنائیں۔پھر مزاحاً فرمایا اگر قاضی صاحب نے پہنائی تو میں نہیں پہنوں گا۔چنانچہ صاجزادہ صاحب نے یہ ٹوپی خود اپنے ہاتھ سے حضور باباجی سرکارؒ کے سر پر پہنادی۔

حضرت محبوب حسین صاحب سے آپکا یہ پیار اور خصوصی نگاہ کرم لوجہ اللہ تھی کیونکہ اولیاءاللہ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس آیت کی تفسیر ہوتا ہے۔

قل ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین

ترجمہ: کہہ دیجئے بے شک میری نماز میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

Marfat.com

حضور باباجیؒ بعض امیر لوگوں پر بڑی شفقت فرماتے اور اکثر انہیں بڑے تحفے تحائف عطا فرماتے۔ دیکھنے والے تعجب کرتے کہ یہ تو پہلے ہی امیر لوگ ہیں۔ انہیں مزید نوازنے کا کیا مقصد لیکن فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ یعنی دانا کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

میری دانست میں حضور باباجیؒ جب ایسے لوگوں پر کرم نوازی کرتے تو یہ حضرات بڑے حیران ہوتے کہ پیر لوگ تو نذرانے وصول کرتے ہیں اور بعض تو امراء سے راہ و رسم بھی اسی لئے بڑھاتے ہیں۔ لیکن یہ کیسے بزرگ ہیں کہ جو لیتے نہیں دیتے ہیں، یہاں سے ایک سوچ پیدا ہوتی کہ پھر آ کر یہ ہم سے چاہتے کیا ہیں۔ یوں ان کا آنا جانا شروع ہو جاتا۔ ادھر تاثیر صحبت اپنا کام دکھانے لگتی مرد کامل کے اخلاق عالیہ اور ان کی نگاہ دلوں میں محبت کا بیج کاشت کر دیتی اور پھر جب حضرت سلطان العارفینؒ کے بقول ''اندر بوٹی مشک مچایا جاں پھلن تے آئی ہو'' کی کیفیت پیدا ہو جاتی تو ان کی جبینوں کو سجدہ ریزی کی لذت نصیب ہو جاتی۔ راقم سے خود حضور باباجیؒ نے ایسے ہی ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ اس کی کبھی تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی۔ اور صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کے بقول ایسے کئی حضرات کا روزانہ پانچ پانچ ہزار درود شریف معمول بن گیا ہے۔ ملک قادر یار ٹوانہ صاحب، چوہدری عمر دراز صاحب، ملک محمد بشیر اعوان صاحب، حاجی محمد شریف خاں صاحب بلوچ، محمد صدیق میمن صاحب، محمد فاروق پراچہ صاحب، ڈاکٹر غلام حسین فیضی صاحب، مہر محمد نواز، مہر محمد ممتاز صاحب اور ان جیسے بے شمار احباب فخر سادات کے پروردہ نگاہ ہیں۔

قارئین محترم! سیاح حرمین کے اخلاق کریمانہ اور اوصاف عالیہ کا بحر بیکراں ... اور میرا ذوقِ قلم سرمستی میں رواں دواں ہے لیکن صفحۂ قرطاس کی تنگ دامنی بھی عیاں ہے۔ لہٰذا شیخ سعدیؒ کے اس شعر پر رخصت چاہتا ہوں۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی۔

Marfat.com

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ

جناب ڈاکٹر نور محمد اعوان......سابق اسسٹنٹ کمشنر لاہور

ایک طرف انسان نے ترقی کی ہے بے شمار منزلیں طے کرلیں ہیں اور ترقی کے سفر کی رفتار بھی اب تیز تر ہوگئی ہے۔ دوسری طرف تنزلی اپنی آخری حدوں کو چھوتی نظر آتی ہے۔ غاروں میں رہنے والے انسان نے کیسے کیسے اسلوب مہیا کئے کہ بحر و بر اور فضاء خلا اس کے قبضہ تصرف میں ہیں۔ انسانی سہولت کے لئے کتنی محیر العقول ایجادات کی گئیں۔ فاصلے مٹ گئے ہیں انسان ذرے کے سینے تک پہنچ گیا ہے انسانی زندگی کو سائنسی ایجادات میں بے پناہ آسائشیں پہنائیں مگر زندگی کے مادی پہلوؤں کی ترقی کے باوجو اس کا معاشرتی اور روحانی پہلو پہلے سے تاریک تر ہوگیا۔ فضاؤں پر دسترس رکھنے اور ذرے کے سینے کو چیرنے والا انسان اپنے اندر کی دُنیا کو نہ پاسکا۔ جیسا کی اقبال نے کہا تھا۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

فاصلوں کو مٹا دینے والے انسانوں کا آپس میں فاصلہ بڑھ گیا۔ مادی ترقی کے ساتھ معاشرتی اقدار اور روحانی اطوار زوال پذیر ہوتی گئیں۔ مادی ترقی نے انسان کو اپنی خواہشوں' آلائشوں اور خصلتوں کا غلام بنا دیا۔ نتیجتاً انسانی فکر کی ترجیحات بدل گئیں مال وزر، عہدہ اقتدار، پرتعیش زندگی کی ہوس نے انسان کو نہ صرف انسانیت سے دور کر دیا بلکہ وہ

Marfat.com

کسی قسم کی ذہنی ،جسمانی اورنفسیاتی اورروحانی بیماریوں کا شکاربھی ہوگیا۔یعنی روحانیت سے دوری نے معاشرہ میں انتشار،افتراق ،تضاد اوراضطراب پیدا کیا اورانفرادی انسانی زندگی میں اطمینانِ قلب ختم کردیا۔آج معاشرہ میں خودغرضی ہے،لوٹ مار ہے،لوگ مال ودولت کے لیے صبح وشام مشین کی طرح کام کرتے ہیں اورحرصِ دولت میں سرگرداں ہیں۔

انسان انفرادی اورذاتی طورپربھی عجیب ذہنی الجھنوں کا شکار ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق %40 لوگ بلڈ پریشر کے مریض ہیں جوذہنی پریشانیوں سے جنم لیتا ہے۔کروڑوں لوگ شوگر کے مریض ہیں اورذیابیطس بھی ٹینشن سے لاحق ہوتی ہے۔ذہنی امراض کا تناسب اس سے بڑھ کر ہے۔اس کے علاوہ ہر شخص نفسیاتی الجھنوں کا شکار،بے حال اورپریشان ہے۔

میں نے چند سال پہلے خوشاب میں موجود ایک صاحب حال بزرگ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ سے اس بات پر جب سوال کیا توشاہ صاحبؒ نے انتہائی اطمینان اوراختصار سے جواب دیا لوگوں کی ترجیحات بدل گئی ہیں۔مادی ترقی سے متاثر ہوکرلوگوں نے زندگی کے روحانی اورفکری پہلوؤں کوبھی مادی ترقی سے تولنااورتلاش کرنا شروع کردیا ہے۔لوگوں کی پہلی ترجیح اللہ اوررسول ﷺ نہیں رہی۔لوگوں نے اپنے اندر مال ودولت اورحرص وہوس کے بت سجارکھے ہیں اوران بتوں کواتنی ترجیح دی گئی کہ اب انہوں نے انسان کوروبوٹ کی طرح چلانا شروع کردیا ہے اورحرص وہوس ہردم انسان کودوڑا رہے ہیں اورانسان ہردم سرگرداں ہے۔جب کوئی جانوربھی دن رات،صبح وشام مسلسل لمبے عرصے تک کنویں پر چلایا جائے تو نہ صرف تھک ہارجاتا ہے بلکہ بیماربھی ہوجاتا ہے اورموت کا خطرہ لاحق ہوجاتا ہے۔انسان کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے اورانسان اسے مال ومتاع میں تلاش کرتا ہے۔لوگوں کواپنی ترجیح بدلنی پڑے گی۔اللہ اوررسول ﷺ کو ترجیح نمبرایک بنانا ہوگا اورمال ودولت اوراقتدارو عہدہ کومقاصد زندگی بنانے کے بجائے

Marfat.com

صرف ضرورت زندگی تک محدود کرنا ہوگا۔

باباجی طاہر حسین شاہؒ ایک صاحب نظر بزرگ تھے۔آپ میں انسانیت کا دور تھا ہر انسان کو بڑی تکریم سے پیش آتے تھے۔آپ کی باتوں میں ایک مٹھاس تھی اور آپ محاسن محفل کا خاص خیال رکھتے تھے۔آپ بات مختصر اور سامع کی ذہنی اور علمی مقام کو سامنے رکھ کر کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں وجاہت اور کلام میں تاثیر رکھی تھی کہ آپ کی ملاقات سے خاص قسم کے احساسات جنم لیتے اور آپ کے کئے ہوئے پند ونصائح اور گفتگو دیر تک دل ودماغ پر اثر قائم رکھتی تھی۔

آپ کی باتیں حکمت وبصیرت سے لبریز ہوتی تھیں۔آپ اختصار سے بولتے مگر کامل ابلاغ کے ساتھ آپ لطیف سے لطیف نکات ایسے سادہ طریقے سے بیان کرتے کہ عام آدمی کو بھی ذہن نشین ہو جاتے تھے۔اللہ نے آپ کو روحانی علوم سے مالا مال کر رکھا تھا اور آپ صاحب حال وکمال ولی اللہ تھے مگر اپنے آپ کو دیگر لوگوں سے ممتاز نہ خیال کیا۔

آپ نے ساری عمر تکریم انسانیت پر زور دیا۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے حقوق العباد کو بہت بلند مقام پر رکھا اور فرمایا کہ حقوق اللہ تو اللہ کی ذات معاف کرسکتی ہے مگر حقوق العباد کو عباد ہی معاف کر سکتے ہیں۔مگر ہم ساری عمر لوگوں کے حقوق مارتے ہیں اور ساتھ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور نیکی وتقویٰ کی امیدیں بھی لگاتے ہیں۔آپ رشتہ داروں اور پڑسیوں کے حقوق کی سخت تاکید فرماتے تھے۔

میں یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی روزگار کے لیے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی اور کہا کہ آپ اپنے حصے کا کام کریں سعی وکوشش کریں اور اللہ کا کام اپنے ذمہ نہ لیں آپ کا کام کوشش کرنا ہے اور مایوس ہونے کی بجائے اللہ سے کامل امید رکھیں، اللہ کسی کی محنت نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا

Marfat.com

کسی قسم کی ذہنی ،جسمانی اورنفسیاتی اور روحانی بیماریوں کا شکار بھی ہو گیا۔یعنی روحانیت سے دوری نے معاشرہ میں انتشار،افتراق، تضاد اور اضطراب پیدا کیا اور انفرادی انسانی زندگی میں اطمینان قلب ختم کردیا۔آج معاشرہ میں خود غرضی ہے،لوٹ مار ہے،لوگ مال و دولت کے لیے صبح و شام مشین کی طرح کام کرتے ہیں اور حرصِ دولت میں سرگرداں ہیں۔

انسان انفرادی اور ذاتی طور پر بھی عجیب ذہنی الجھنوں کا شکار ہے ایک محتاط اندازے کے مطابق 40% لوگ بلڈ پریشر کے مریض ہیں جو ذہنی پریشانیوں سے جنم لیتا ہے۔کروڑوں لوگ شوگر کے مریض ہیں اور ذیابیطس بھی ٹینشن سے لاحق ہوتی ہے۔ ذہنی امراض کا تناسب اس سے بڑھ کر ہے۔اس کے علاوہ ہر شخص نفسیاتی الجھنوں کا شکار، بے حال اور پریشان ہے۔

میں نے چند سال پہلے خوشاب میں موجود ایک صاحب حال بزرگ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ سے اس بات پر جب سوال کیا تو شاہ صاحبؒ نے انتہائی اطمینان اور اختصار سے جواب دیا لوگوں کی ترجیحات بدل گئی ہیں۔مادی ترقی سے متاثر ہو کر لوگوں نے زندگی کے روحانی اور فکری پہلوؤں کو بھی مادی ترقی سے تولنا اور تلاش کرنا شروع کر دیا ہے۔لوگوں کی پہلی ترجیح اللہ اور رسول ﷺ نہیں رہی۔لوگوں نے اپنے اندر مال و دولت اور حرص و ہوس کے بت سجا رکھے ہیں اور ان بتوں کو اتنی ترجیح دی گئی کہ اب انہوں نے انسان کو روبوٹ کی طرح چلانا شروع کر دیا ہے اور حرص و ہوس ہر دم انسان کو دوڑا رہے ہیں اور انسان ہر دم سرگرداں ہے۔جب کوئی جانور بھی دن رات، صبح و شام مسلسل طویل عرصے تک کنویں پر چلایا جائے تو نہ صرف تھک ہار جاتا ہے بلکہ بیمار بھی ہو جاتا ہے اور موت کا خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔انسان کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے اور انسان اسے مال و متاع میں تلاش کرتا ہے۔لوگوں کو اپنی ترجیح بدلنی پڑے گی۔اللہ اور رسول ﷺ کو ترجیح نمبر ایک بنانا ہوگا اور مال و دولت اور اقتدار و عہدہ کو مقاصد زندگی بنانے کے بجائے

Marfat.com

صرف ضرورت زندگی تک محدود کرنا ہوگا۔

باباجی طاہر حسین شاہؒ ایک صاحب نظر بزرگ تھے۔آپ میں انسانیت کا درد تھا ہر انسان کو بڑی تکریم سے پیش آتے تھے۔آپ کی باتوں میں ایک مٹھاس تھی اور آپ محاسنِ محفل کا خاص خیال رکھتے تھے۔آپ بات مختصر اور سامع کی ذہنی اور علمی مقام کو سامنے رکھ کر کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں وجاہت اور کلام میں تاثیر رکھی تھی کہ آپ کی ملاقات سے خاص قسم کے احساسات جنم لیتے اور آپ کے کئے ہوئے پند و نصائح اور گفتگو دیر تک دل و دماغ پر اثر قائم رکھتی تھی۔

آپ کی باتیں حکمت و بصیرت سے لبریز ہوتی تھیں۔آپ اختصار سے بولتے مگر کامل ابلاغ کے ساتھ آپ لطیف سے لطیف نکات ایسے سادہ طریقے سے بیان کرتے کہ عام آدمی کو بھی ذہن نشین ہو جاتے تھے۔اللہ نے آپ کو روحانی علوم سے مالا مال کر رکھا تھا اور آپ صاحب حال و کمال ولی اللہ تھے مگر اپنے آپ کو دیگر لوگوں سے ممتاز نہ خیال کیا۔

آپ نے ساری عمر تکریم انسانیت پر زور دیا۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ نے حقوق العباد کو بہت بلند مقام پر رکھا اور فرمایا کہ حقوق اللہ تو اللہ کی ذات معاف کر سکتی ہے مگر حقوق العباد کو عباد ہی معاف کر سکتے ہیں۔مگر ہم ساری عمر لوگوں کے حقوق مارتے ہیں اور ساتھ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور نیکی و تقویٰ کی امیدیں بھی لگاتے ہیں۔آپ رشتہ داروں اور پڑسیوں کے حقوق کی سخت تاکید فرماتے تھے۔

میں یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی روزگار کے لیے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی اور کہا کہ آپ اپنے حصے کا کام کریں سعی و کوشش کریں اور اللہ کا کام اپنے ذمہ نہ لیں آپ کا کام کوشش کرنا ہے اور مایوس ہونے کی بجائے اللہ سے کامل امید رکھیں، اللہ کسی کی محنت نہیں رکھتا۔ پھر فرمایا

Marfat.com

اللہ بہت عزت دے گا مگر رزق حلال اور عدل پر قائم رہنا کچھ عرصہ بعد میں سول سروس میں آ گیا اور دوبارہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اب آپ کا امتحان شروع ہو گیا ہے اور کامیابی استقامت کے ساتھ ہے۔

آپ نے ساری زندگی دین اسلام پر اور شریعت کی کامل پابندی میں گزاری اور ساری زندگی حسن اخلاق کو کردار کی تبلیغ کی۔ مدارس قائم کیے اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رکھا اللہ تعالی نے آپ کو دلوں کی شفاء عطا کی ہوئی تھی۔ آپ کے پاس دکھی اور پریشان لوگ حاضر ہوتے اور آپ کے دم سے شفایاب ہو جاتے تھے۔ آپ بہت زیادہ سخی اور کشادہ ظرف تھے آپ کا لنگر خانہ ہمیشہ جاری رہتا تھا اور طلبا کے علاوہ غرباء و مساکین اور مہمان کو کھانا دیا جاتا تھا۔ آپ کے اقوال افعال اور ملفوظات بیش قیمت سرمایہ ہیں۔

Marfat.com

ملفوظات

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

اولیائے کاملین کے ملفوظات میں خلق خدا کی رہنمائی اور فیض رسانی کا وافر سامان ہوتا ہے۔ ان کے لفظ لفظ سے عرفان اور فیضان کی خوشبو پھوٹتی محسوس ہوتی ہے۔ الفاظ کے پردوں میں ان کی شخصیت اور سیرت بھی جھلک رہی ہوتی ہے۔ اس لئے ان کی ہر بات دل میں اترتی محسوس ہوتی ہے۔ ذیل میں حضرت سیدنا باباجیؒ کے چند ملفوظات ہدیہ قارئین ہیں۔

اخلاص کی قدر و قیمت

وادی عزیز شریف (چنیوٹ) میں تشریف فرما تھے۔ راقم حاضر خدمت ہوا۔ اسی مجلس میں فرمایا کہ راہِ سلوک میں محبت اور اخلاص کی بڑی قدر و قیمت ہوتی ہے۔ حضرت بلالؓ اور حضرت اویس قرنیؒ کو بلند مقام عشق کی وجہ سے ملا۔ حضرت اویس قرنیؒ حاضر خدمت نہ ہو سکے لیکن ایسا ہوتا ہے کہ بعض دفعہ قریب والے پیچھے رہ جاتے ہیں اور دور والے نزدیک والوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔ پھر حضور باباجیؒ نے ایک سبق آموز واقعہ بیان فرمایا۔

فرمایا کہ حضرت امام علی شاہؒ مکان شریف میں وعظ فرما رہے تھے۔ دو چور مجلس کے پاس سے گزرے تو رک کر آپ کی باتیں سننے لگے۔ حضرت کی باتوں کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ دل کی حالت بدل گئی۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے اور خدمت اقدس میں رہنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا اچھا ہوا۔ ہمیں بھی دو آدمیوں کی ضرورت

Marfat.com

تھی۔ ایک وضو کرانے کیلئے اور دوسرا گھوڑے کی خدمت کیلئے ان میں سے ایک جلدی سے بول اٹھا۔ حضور وضو کرانے کی خدمت میں انجام دوں گا۔ اب دوسرے کیلئے تو انتخاب کی گنجائش نہ رہی تھی وہ گھوڑے کی خدمت میں لگ گیا۔ اس نے اپنے پیر و مرشد کی سواری سمجھ کر گھوڑے کی خوب سیوا کی۔ ایک سال کے بعد حضرت امام علی شاہؒ نے دونوں کو بلایا وضو کرانے والے سے پوچھا تمہیں خدمت کرتے سال گذر گیا۔ کیا کچھ حاصل بھی ہوا۔ عرض کی حضور ابھی تک تو کچھ نہیں ملا۔ پھر آپ نے دوسرے درویش سے بھی یہی سوال کیا۔ تو وہ ہاتھ جوڑ کر عرض کرنے لگا کہ حضور مجھے تو گھوڑے کی لید اٹھاتے اٹھاتے خدا مل گیا ہے۔ حضرت امام علی شاہؒ نے فرمایا بس آج سے تم دونوں کی ڈیوٹی ختم ہے۔ پھر گھوڑے کے خدمت گار درویش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم فلاں گاؤں میں جا کر بیٹھ جاؤ۔ جو پوچھنے کیلئے آئے اسے یہ درود شریف بتا دیا کرنا۔

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد بعد د کل ذرۃ مائۃ الف الف مرۃ

درویش نے حسب فرمان لوگوں کو درود شریف بتانا شروع کر دیا۔ درویش صاحب کی زبان میں لکنت تھی وہ الف الف مرہ کو الف مڑہ پڑھا کرتے تھے۔ لیکن جو بھی ان کا بتایا ہوا درود شریف پڑھتا اسے سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہو جاتی۔

ایک عالم دین جنہیں سرکار مدینہ، سرور قلب وسینہ ﷺ کی زیارت کا بڑا شوق تھا۔ اس درویش کا شہرہ سن کر حاضر خدمت ہوئے انہیں بھی اسی طرح درود شریف پڑھنے کی تلقین کی۔ مولانا نے سوچا یہ درویش صاحب ان پڑھ ہیں اسی لئے مرہ کو مڑہ پڑھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسے ٹھیک کر کے پڑھنا شروع کر دیا۔ کافی عرصہ پڑھنے کے باوجود انہیں زیارت نصیب نہ ہو سکی۔ آخر کار درویش کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اور اپنی محرومی کی شکایت کی۔ انہوں نے پوچھا درود شریف کس طرح پڑھتے

Marfat.com

تھے۔ مولانا صاحب نے بتایا کہ میں ''مڑہ'' کو درست کر کے ''مرہ'' پڑھتا رہا ہوں۔ درویش صاحب نے فرمایا جیسے میں نے بتایا تھا ویسے ہی پڑھا کریں چنانچہ انہوں نے اسی بتائے ہوئے لفظوں میں درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہو گئے۔

ایک مولوی صاحب حاضر ہوئے۔ فرمایا حکمت کرتے ہو کہا جی حکمت کرتا ہوں اس کے ساتھ کچھ اور بھی کرتا ہوں۔ فرمایا ''کچھ ہور نہ کیتا کرو''۔ اگلی دفعہ حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا۔ اب بھی وہی کام کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جی بس تھوڑا سا شوق ہے۔ آپ نے فرمایا ادھر کا خیال چھوڑ دو۔ درود شریف کا شوق پیدا کرو۔ فرمایا کیمیا گری میں بے سکونی ہے۔ اس سے سکون قلب، توکل اور تقویٰ ختم ہو جاتے ہیں۔ انسان آنکھ اور زبان کو کیمیا بنا لے تو یہی اکسیر ہے۔

برادرم حکیم محمد طاہر صاحب چاند پوری اپنے ایک دوست کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔ بیٹھے ہی تھے کہ حضور نے اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ ہمیں بھی بچپن میں کشتہ سازی اور کیمیا گری کا شوق تھا۔ لیکن جب حضرت سلطان باہوؒ کا ایک شعر سنا جس میں کہا گیا ہے کہ خود کو کیمیا بناؤ، تو دل کشتہ سازی اور کیمیا گری سے اچاٹ ہو گیا۔ اور اپنے من کو کشتہ بنانے میں لگ گئے۔ فرمایا نماز پڑھو، درود شریف سے محبت پیدا کرو۔ اسی میں سب کچھ ہے۔ مجلس سے اٹھے تو اس دوست نے حکیم محمد طاہر صاحب کو بتایا کہ مجھے کیمیا گری کا شوق تھا اور میں اس میں کامیابی کیلئے آج دعا کرانے کیلئے حاضر ہوا تھا۔ لیکن حضور باباجیؒ نے میری عرض سے پہلے ہی گھر پورا کر دیا۔

جواہر پارے

حضور باباجیؒ کی گفتگو کے مختلف مجالس سے چنے گئے چند موتی

☆ علماء کو چاہیے کہ ہمیشہ دوزخ کا رستہ ہی نہ دکھاتے رہیں۔ اس کی رحمت کا دروازہ بھی دکھایا کریں۔

Marfat.com

☆ اسی زمین میں بیج ڈالا جاتا ہے جس سے بوٹا اُگنے کی امید ہوتی ہے۔ کلر والی زمین میں بیج کون ڈالتا ہے۔

☆ اس راہِ سلوک میں محبت اور اخلاص کی قیمت ہوتی ہے۔ بعض دفعہ بیعت کرنے والے پیچھے رہ جاتے ہیں اور بغیر بیعت والے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

☆ جنگلوں میں چلّے کھینچ کر وظائف کے ذریعے لطائف بیدار کئے جاتے ہیں۔ لیکن خدا کا وظیفہ اپنالیں تو اسی سے سارے لطائف بیدار ہو جاتے ہیں۔ خدا کا وظیفہ درود شریف ہے۔ فرمایا جو درود شریف میں فیض ملا کسی اور وظیفہ سے نہیں ملا۔

☆ نفی اثبات کا ذکر سیڑھی ہے۔ تین سال تک کا کورس ہے۔ اس کے بعد اور کورس بھی ہیں۔ لیکن درود شریف کثرت سے پڑھنے والے کو ان سیڑھیوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

☆ کوئی مشکل پیش آئے تو ایک لاکھ درود شریف پڑھو۔ رزق کی وسعت کے لئے درود شریف کثرت سے پڑھو۔ فرمایا ہر مرض کی دوا ہے صل علی محمد

☆ فقیری کھیر نہیں کہ بانٹ دی جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ پیغمبری صرف یوسف علیہ السلام کو ملی۔ فرمایا۔ فقیری جس کو مل جائے دوسرا حسد نہ کرے ورنہ خیر و برکت سے محروم رہے گا۔

☆ ایک عورت کا سارے شہر سے سلوک ہو مگر گھر والے سے سلوک نہ ہو تو کیا گھر آباد ہوتا ہے؟ (نکتہ قابل غور ہے) حضرت کا مقصود یہ ہے کہ انسان ساری دنیا سے تعلق بناتا پھرے لیکن اپنے مالک حقیقی سے دوستی اور محبت کا تعلق استوار نہ کرے تو اس کے دل کا گھر آباد نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

یاقوت و جواہر .... در کلامِ طاہر

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

صوفیائے کرام کے اقوال وارشادات میں ان کے خیالات اور احوال کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ یہ فرمودات جہاں ان کے قلب و ذہن کے ترجمان ہوتے ہیں۔ وہاں شریعت کی روشن اور حیات آفریں تعلیمات کی تفسیر بھی کرتے ہیں۔ یہ مردانِ خدا بڑی فیاضی سے دریائے معرفت کے موتی نظم ونثر کی صورت میں خلق خدا کی ہدایت کے لئے لٹاتے رہتے ہیں۔ وہ لوگ مقدر کے سکندر ہوتے ہیں جو انہیں اپنے دامن میں سمیٹنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اور ان سے اپنی زندگی کی راہوں کو روشن کرنے کا سامان کرتے رہتے ہیں۔

حضرت باباجیؒ کے افکار و خیالات تصوف کے گراں مایہ اصولوں کے ترجمان ہیں۔ پنجابی نظموں، قطعات، سہ حرفیوں اور رباعیات کی صورت میں آپ کا کلام ابدی صداقتوں اور لازوال حقیقتوں کا ترجمان ہے۔ ان کا ہر لفظ چاروں سلوک کے مسافروں کیلئے مشعل راہ اور منزل آشنا کے لئے کیف و سرور اور حقائق و معارف کا خزانہ ہے۔ آپ کے منظوم کلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ آسان فہم ہے۔ اور فلسفیانہ موشگافیوں سے پاک ہے۔ اس لئے بغیر کسی شرح کے قاری اس کے مفہوم کی گہرائی میں اترتا چلا جاتا ہے۔ الفاظ کا ظاہری اور معنوی حسن اسے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

حضرت باباجیؒ نے اپنے کلام کے ذریعے جہاں اپنے جذبوں اور معارف کو بیان کیا ہے وہاں انہوں نے ان اشعار کے ذریعے لوگوں کی ذہنی و روحانی تربیت کا کام بھی لیا ہے۔ وہ معاشرے کی گرتی ہوئی اخلاقی اقدار پر دکھ کا اظہار کرنے کے

Marfat.com

ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنانے والوں کی تحسین کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل قطعات میں دونوں پہلوؤں کو جس خوبی سے سمویا گیا ہے وہ باباجی کی قادرالکلامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اک ملدے پر دلوں نہ ملدے نت پئے ملاون سینے
وکھریاں ہو کے کرن برائیاں جیہڑے ہوون یار کمینے
بعضے کئی کئی سال نہ ملدے پر اندروں ہون نگینے
طاہر شاہ اپنا خون بہاون جتھے یار دے وگن پسینے

''کچھ لوگ بڑے تپاک سے بغلگیر ہوتے ہیں لیکن وہ گرم جوشی منافقت کی ہوتی ہے۔ دل سے وہ نہیں ملتے۔ وہ الگ ہو کر غیبت اور برائیاں کرتے ہیں ایسے دوست کمینے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ کئی کئی سال ملاقات نہیں کرتے لیکن وہ ہیرے کی طرح ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ وقت پڑنے پر اپنے دوست کی خاطر وہاں اپنا خون بہانے کے لئے تیار ملتے ہیں جہاں دوست کا پسینہ بہے''۔

دھم جہاندے علم ہنر دی اوہ آپ نہ مونہوں کہندے
اپنی اگ وچ سڑدے رہندے غم جردے دکھ سہندے
نام نمود دی طلب نہ رکھدے اتے پچھے پچھے رہندے
طاہر شاہ جیہڑے لکھ نہ جانن اوہ اگے ہو ہو بہندے

''جن لوگوں کے علم و ہنر کی دنیا میں دھوم مچی ہو انہیں اپنا تعارف کرانے اور فضیلت ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

وہ اپنے دکھوں کو برداشت کرتے ہیں اور زمانے کی زیادتیوں پر کڑھتے تو ہیں لیکن اپنے علم وفن کے وقار پر حرف نہیں آنے دیتے۔ اپنے نام ونمود کی وہ طلب نہیں رکھتے اور تواضع کی بنا پر وہ دوسروں سے پیچھے پیچھے رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور طاہر وہ لوگ جو کچھ

Marfat.com

نہیں جانتے وہ دب کے آگے آگے بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔''

جس نوں رب وڈیانا ہووے

اوہدا محنت وچ دل لادے

جس نوں اُچیاں کرنا ہووے

اوہنوں وچ مشقت پاوے

جس نوں رکھنا ہووے خالی

اوہنوں عیب جوئی سکھلاوے

طاہر شاہ اپنے توں چنگیاں دا

اوہنوں نافرمان بناوے

جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا انسان بنانا ہو اس کے دل میں محنت کا شوق پیدا کر دیا جاتا ہے۔اور جسے اعلیٰ مقام عطا کرنا ہو اسے مشقت میں ڈال دیتا ہے۔(یعنی وہ مشقت کی بھٹی سے کندن بن کر نکلتا ہے) بابا جی فرماتے ہیں جس کو خالی یعنی محروم رکھنا ہوتا ہے اسے دوسروں کی عیب جوئی پر لگا دیتا ہے یعنی اپنے عیبوں پر اس کی نظر نہیں پڑتی وہ دوسروں کے عیب تلاش کرتا رہتا ہے اس طرح وہ اپنی اصلاح سے محروم رہ جاتا ہے۔اسے جب کوئی اچھا آدمی یا بزرگ سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔تو وہ ان کی نافرمانی کی راہ اختیار کرتا ہے اور یوں بدبختی اور محرومی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

اپنی اصلاح کے جذبے سے عاری انسان دراصل تکبر اور خود پسندی کی بیماری کا شکار ہوتا ہے۔اپنی ہر بات اور رویے کو درست سمجھتا ہے اس لئے وہ اپنی حرکات اور رویوں پہ نظر ثانی نہیں کرتا۔یہی انا پرستی اسے صحیح راستے پر چلنے سے روک دیتے ہیں۔

''میں'' مردی تے توں نہ مردوں تو مریوں میں نہ موئی

لِف گئی کمر تے سر نہ جھکیا اینویں ضائع وقت گیوئی

Marfat.com

سر جھکیا پر دل نہ جھکیا اجے مشکل حل نہ ہوئی

طاہر شاہ جس دی ''میں'' نہ موئی اونوں وچ درگاہ نہ ڈھوئی

۱) تمہاری ''انا'' (خود پسندی کے رویے) کو مرنا یعنی ختم ہونا چاہیے تھا۔ اور اس طرح تم بچ سکتے تھے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ تم برباد ہو گئے لیکن تمہاری ''میں'' نہیں مر سکی۔

۲) پریشانیوں اور مصیبتوں نے تمہاری کمر دوہری کر دی ہے۔ لیکن تم نے سرِ تسلیم خم نہیں کیا۔ اس طرح تم نے قیمتی وقت برباد کر دیا۔

۳) تم سر جھکاتے ہو دل نہیں جھکاتے یعنی بات کو دل میں جگہ نہیں دیتے۔ اس طرح ابھی تمہاری مشکل کے حل ہونے کی راہ کوئی نہیں۔

۴) طاہر شاہ جس نے انا اور خود پسندی ترک نہ کی اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت بابا جی نے ام الامراض (خود پسندی) اور اس کی تباہ کاریوں کا صرف ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ دیگر روحانی طبیبوں کی طرح اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ مولانا جامیؒ نے ایسی صورت حال میں فرمایا تھا۔

قال را بگزار مردِ حال شو

زیرِ مرد کاملے پامال شو

یعنی باتوں کو چھوڑ و صاحب حال بننے کی کوشش کرو اور اس مقصد کے حصول کے لئے کسی مرد کامل کی غلامی اختیار کرو۔

پیر وارث شاہ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا تھا۔

بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوے

بناں دودھوں رجھدی نہ کھیر میاں

Marfat.com

ہمارے ممدوح شاعر حضرت بابا جی سید طاہر شاہ صاحبؒ بھی خود پسندی اور دیگر اخلاقی امراض کا علاج تجویز کرتے ہوئے فرمایا۔

شیشہ دل دا صاف نہیں ہونا کسے شیشہ گردے باجھوں
عشق دی منزل طے نہیں ہونی کسی دیدہ وردے باجھوں
لا الٰہ دی رمز نہیں لبھنی کسے ذات فقر دے باجھوں
طاہر شاہ یار دی دید نہیں ہونی کسی اہل نظر دے باجھوں

کسی مرد درویش سے تعلق جوڑے بغیر لا الٰہ کی رمز (غیروں اور باطل کی غلامی سے نجات) حاصل نہیں ہوسکتی اور اے طاہر محبوب کی دید کسی نظر والے کی رہنمائی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ رہبر کامل کی ضرورت اور اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن اس میدان میں بہت سے ہوس پرست لوگ صوفیا کا بھیس بدل کر عقل وایمان کے شکاری بن بیٹھے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
در دستِ ہر کس را نہ باید داد دست

یعنی بہت سے ابلیس آدم کے روپ دھارے ہوئے ہیں اس لئے بغیر تحقیق کئے ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ مت دو۔ ان نقلی صوفیا کے بارے میں حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں۔

المستصوف عندالصوفیا کا لذباب و عند غیرھم کالذیاب

صوفیا کے نزدیک نقلی صوفی مکھیوں کی طرح کمینہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کے نزدیک وہ بھیڑیئے کی طرح ہے۔

حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ بھی ان جعلی فقیروں سے بچنے اور ان سے اپنا دین ایمان محفوظ رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اڈیں بچ کے بھولیا پنچھیا اوے
اتھے پھاہی شکاریاں لائی ہوئی اے

Marfat.com

اکھیں والے تکدے رنگ ویکھدے نے
انہاں انھیاں اتھی مچائی ہوئی اے

یعنی اے بھولے پنچھی ذرا تیز اڑ ان یہاں شکاریوں نے جال پھیلا رکھے ہیں۔
آنکھوں والے تو تکتے رہ کر دیکھتے ہیں لیکن اندھوں نے اندھیر مچا رکھا ہے۔

اللہ نبی دے حُب مصطفے نوں
لذت نفس دی صف وچھائی ہوئی اے
نہ کوئی حج نہ زکوٰۃ نہ نماز نہ روزہ
ڈھولک میلہ لا کھڑکائی ہوئی اے

یعنی اللہ اور نبی کے مصطفے کو لپیٹ کر انہوں نے لذت نفس کی صف بچھا رکھی ہے۔
حج نماز روزہ زکوٰۃ کسی پر بھی عمل نہیں بس میلہ لگا کر ڈھولک بج رہی ہے۔

غیر شرع مکاراں فقیراں نے
بنا پرکھوں ای اَت مچائی ہوئی اے
جتھوں منع قرآن حدیث کردے
انھیں اوتھوں دی سنھ لگائی ہوئی اے

غیر شرع مکار فقیروں نے بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے لوٹ مچا رکھی ہے۔ جن مقامات سے قرآن و حدیث نے منع کیا ہے۔ انہوں نے وہاں ہی نقب لگا رکھی ہے۔
غیر شرعی فقیری اک دھوکہ ہے۔ لاکھوں میں کوئی ایک مجذوب ہوتا ہے۔ ان یہاں قدم قدم پر نقلی مجذوب ملتے ہیں۔ کسی نے جڑ سے داڑھی منڈوا رکھی ہے تو کسی نے گھٹنوں تک بڑھا رکھی ہے آخر میں فرماتے ہیں۔

سانگ فقر دا نہیں اوہ نرا دھوکہ
جس تے مہر نہ مدنی نے لائی ہوئی اے

Marfat.com

بندۂ مولا صفات

خاکی و نوری نہاد ، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی ، اس کا دل بے نیاز

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگاہ دلنواز

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں کار کشا کار ساز

Marfat.com

روحانی احوال و کمالات

☆ فخرِ سادات کے روحانی کمالات

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

☆ گل و شہد باتیں

مولانا علی اشرف نقشبندی

☆ صاحب کمالات روحانی

ڈاکٹر سید مرغوب محسن گیلانی

Marfat.com

Marfat.com

فخر سادات کے روحانی کمالات

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

ترجمان حقیقت حضرت خواجہ محمد عمر بیربلوئی اپنی کتاب انقلاب الحقیقت میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''ولی جب بڑھاپے کی عمر میں پہنچتا ہے تو ولایت اپنے کمال پر پہنچ جاتی ہے اور

وللآخرۃ خیر لك من الاولی ٥ ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ ٥

کی صحیح تعبیر ولی کی ذات ہو جاتی ہے۔ اس وقت کسی قسم کی کمی نہیں رہتی۔ ابتلا اور فقر کا زمانہ گزر چکا ہوتا ہے۔ اور فراخی وغنا آ کر پاؤں چومتے ہیں۔''

حضرتؒ کے فرمان کی حقیقی جھلک حضرت باباجی کی ذات گرامی میں نظر آتی تھی۔ امراء دست بستہ کھڑے ہوتے کہ ان کے نذرانوں کو شرف قبولیت نصیب ہو جائے۔ لیکن جن کا ہاتھ اللہ پاک کے خزانوں میں ہو وہ بھلا لوگوں کے سیم وزر کو کب خاطر میں لاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل چند واقعات اس ضمن میں پیش کیے جاتے ہیں۔

آپ نے سرگودھا میں ایک درزی سے واسکٹ (ویسٹ کوٹ) سلائی۔ اس کی اجرت پوچھی اس نے کہا حضور واسکٹ کی سلائی نہیں لوں گا۔ آپ کے لئے واسکٹ سینا میرے لئے سعادت ہے۔ آپ کا اصرار بڑھا تو اس نے دو سو روپے بتائے۔ آپ نے فوراً واسکٹ میں ہاتھ ڈالا اور رقم نکال کر دے دی۔ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ یہ وہی واسکٹ تھی جسے درزی نے سی کر ابھی ابھی آپ کے حوالے کی تھی۔

ایسا ہی ایک واقعہ جناب سید اختر حسین شاہ کو بچپن میں پیش آیا۔ باباجیؒ 4 چک رسالہ تشریف لائے کوٹ اتار کر وضو کیا۔ اور نماز پڑھنے لگے۔ سید اختر حسین صاحب

Marfat.com

بچوں کی عادت کے مطابق کوٹ کی جیبوں کی تلاشی لینے لگے۔لیکن تمام جیبیں خالی تھیں۔نماز پڑھ کر آپ نے کوٹ پہن لیا۔سید اختر حسین شاہ صاحب کی حیرانی کی حد نہ رہی کہ محفل نعت میں بابا جی حضور نعت خواں کو اسی کوٹ سے رقم نکال نکال کر دے رہے تھے۔

صاحبزادہ محبوب حسین صاحب سجادہ نشین بیربل شریف نے بر سبیل تذکرہ کہہ دیا کہ حج کے موقعہ پر بڑے شوق سے ایک جیبی گھڑی خریدی تھی۔لیکن افسوس کہ دو نمبر نکلی۔ یہ سن کر آپ اٹھے۔الماری کھولی اور ایک ڈبہ نکال کر صاحبزادہ صاحب کے سامنے رکھ دیا۔صاحبزادہ صاحب نے دیکھا کہ ڈبہ میں نئی جیبی قیمتی گھڑیاں چمک رہی تھیں۔فرمایا جونسی پسند ہو لے لو۔

جو مردِ خدا استغناء کی دولت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔اسے پھر لینے والا نہیں دینے والا بنا دیا جاتا ہے۔یہی وجہ ہے قبلہ بابا جیؒ کو کسی آنکھ نے نذرانے وصول کرتے نہیں دیکھا۔ بلکہ جب بھی موج کرم کسی کو نوازنے کے لئے اٹھی طلب سے بڑھ کر عطا کر گئے۔

ایک نہایت صالح اور مخلص زمیندار مجلس میں بیٹھے تھے۔انہیں اپنی کسی ہنگامی ضرورت کے لئے بڑی رقم کی ضرورت تھی۔لیکن رقم کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے دل گرفتہ نظر آئے۔آپ چپکے سے اٹھے الماری میں ہاتھ ڈالا۔چند لمحوں بعد مخلص کی ضرورت اس کی جھولی میں پڑی تھی۔

حضور بابا جی کے ایک بہت مخلص عقیدت مند حکیم صاحب کو جانتا ہوں انہیں کسی کاروبار میں خسارے کا سامنا کرنا پڑا۔معاشی طور پر سخت تنگی کے اس دور میں ایک دن بابا جیؒ کی طرف سے کسی دوست کے ہاتھ ایک لفافہ حکیم صاحب کو موصول ہوا۔وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس میں ایک بڑی خطیر رقم موجود تھی۔نہ جانے کتنے لوگ اس طرح نوازے جاتے۔کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔

Marfat.com

روز اول سے خانوادہ اہل بیت کی سخاوت ضرب المثل ہے۔ ایک دفعہ خود فرمایا۔ کہ ایک سخی مرد محفل میں بہت دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجلس میں خاموش بیٹھا تھا۔ ہم نے چپکے سے رقم اس کی جیب میں ڈال دی۔ فرمایا جو خوشی غمی کا ساتھی نہیں وہ سجن نہیں۔ فقیر کو چاہیے کہ اپنی جیب کو ان کی جیب سمجھے۔

کشف

رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اتقوا فراسة المؤمن فانه ینظر بنور اللہ یعنی مومن کی فراست سے محتاط رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور کے ساتھ دیکھتا ہے۔ اہمیت کی حامل ہے۔ جن مردان خدا سے مخلوق خدا کی رہنمائی اور اصلاح کا کام لینا مقصود ہوتا ہے۔ ان کے دل کو آئینہ جہاں نما بنا دیا جاتا ہے۔ اس لئے صوفیا فرماتے ہیں کہ اہل اللہ کے سامنے جاتے ہوئے اپنے دل کو نگاہ میں رکھو کہیں خیالات بھٹکنے نہ پائیں کیونکہ ان کے آئینہ قلب سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں رہتا۔

حضرت پیر محمد اسماعیل حسنی صاحب کے چھوٹے بھائی صاحبزادہ غلام حبیب حسنی فن ثناخوانی مصطفی ﷺ میں کمال رکھتے ہیں۔ مسجد نبوی میں تھے خیال آیا کاش مجھے تاجدار مدینہ علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا سلام پڑھنے کی سعادت مل جاتی۔ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ کسی نے کندھے پر ہاتھ رکھا مڑ کر دیکھا تو حضور بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ صاحب کھڑے مسکرا رہے تھے۔ فرمایا اٹھو آقا علیہ السلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں سلام پیش کرو۔ جالیوں تک پہنچتے پہنچتے اور لوگ بھی شامل ہو گئے۔ بڑے ذوق وشوق سے سلام پیش کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کائنات تھم گئی۔ پولیس اور مطوعین میں سے کوئی بھی مزاحم نہ ہوا۔

حضرت پیر محمد اسماعیل حسنی صاحب بتاتے ہیں کہ میں نے حضور باباجی سے پولیس کے مزاحم نہ ہونے کی وجہ پوچھی آپ خاموش رہے۔ پھر ایک دن فرمایا کہ جب تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود اپنے ایک عاشق کا سلام سننے کی خواہش ہوئی تو کسی کی کیا

Marfat.com

مجال کہ رکاوٹ بنتا۔

ایک دفعہ جوہر آباد مجلس میں بیٹھے تھے کہ فرمایا آج تمہیں دیسی تقریر سنواتے ہیں۔ مولانا علی اکبر صاحب کو اشارہ فرمایا۔ انہوں نے بڑی خوبصورت تقریر کی اور اس تقریر میں برق کے بے شمار اشعار میرے رسول ﷺ کے عنوان سے سنائے۔ مجلس برخواست ہونے کے بعد مولانا علی اکبر نے حلفاً اپنا ایک واقعہ سنایا کہ کچھ عرصہ پہلے حاضری کے ارادے سے چلا تو ویگن میں بغیر لاٹھی کے سوار ہوا۔ خیال یہ آیا کہ چھڑی ہاتھ میں رکھنا اگرچہ سنت ہے۔ لیکن ویگنوں والے ناراض ہوتے ہیں کہ ڈنڈے سے کسی کی آنکھ پھوڑ دو گے۔ سوچا اگر کھونڈی ہوتی تو بہتر تھا۔ باباجی کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا تقریر کرو اور اپنی کھونڈی عطا فرمائی کہ اسے پکڑ کر تقریر کرو۔ تقریر کے بعد فرمایا کہ یہ اب تمہاری ہوگئی۔

حکیم محمد صادق گل صاحب گولڑہ شریف عرس پر حاضر ہوئے۔ محفل کے اختتام پر حضرت پیر سید عبدالحق شاہ صاحب کی زیارت ہوئی تو ان کی چھوٹی داڑھی دیکھ کر دل میں وسوسہ پیدا ہوا۔ باہر نکلے تو حضور باباجی کو گاڑی کے پاس کھڑے منتظر پایا۔ ملتے ہی فرمایا۔ اس طرح کے خیالات شیطان پیدا کرتا ہے۔ ان سے بچنا چاہیے۔ شاہ عبدالحق صاحب اللہ کے ولی ہیں۔

باطن سامنے رکھ دیا

جناب محمد صدیق صاحب میمن ان خوش نصیب مخلصین میں سے ہیں جنہیں اکثر حضور باباجیؒ کی میزبانی کا شرف حاصل رہتا تھا۔ حرمین شریفین کے سفر پر جاتے ہوئے اور واپسی پر حضور باباجیؒ کا اکثر ان کے ہاں قیام رہتا تھا۔

گذشتہ دنوں جوہر آباد ایک مختصر نشست میں انہوں نے پہلی ملاقات کا تاثر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ حضور باباجی دامت برکاتہم سے ملاقات اور تعارف کے بعد ایک جگہ اکٹھے روانہ ہوئے۔ آپ دوسری گاڑی چھوڑ کر میرے ساتھ فرنٹ سیٹ پر تشریف فرما ہوگئے۔ راستے میں میرا باطن کھول کر میرے سامنے رکھ دیا۔ جو جو مجھ میں خوبیاں اور

Marfat.com

خامیاں تھیں سب بتا دیں۔ جو وظائف کرتا تھا آپ نے وہ بھی بتا دیئے۔ پھر نماز باجماعت اور بعض کلمات کی تلقین فرمائی۔

مولانا علی اشرف صاحب راوی ہیں کہ آپ کے خادم حاجی ثناء اللہ کی شادی میں شرکت کے بعد واپسی پر پاکپتن شریف پہنچے۔ فجر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ قیام گاہ پر آپ نے فرمایا۔ سفر طویل ہے اذان کہو اور نماز ادا کر کے روانہ ہو جائیں۔ مولانا نے اذان سے پہلے صلوٰۃ پڑھی تو ایک ضعیف العمر پٹھان مولوی اس پر معترض ہوا۔ بات بڑھ گئی۔ باباجی حجرے میں بیٹھے سن رہے تھے۔ ہمیں بلایا اور فرمایا ہم حضورﷺ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ پڑھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپﷺ سنتے ہیں اور غیب کا علم رکھتے ہیں۔ بلکہ حضورﷺ کے صدقے ہر ولی کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ پٹھان مولوی کہنے لگا یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ فرمایا ہوسکتا ہے اچھا بتاؤ تو نے اپنی پڑوسن کو کیوں چھیڑا تھا؟ کہنے لگا میں نے کب چھیڑا تھا؟ فرمایا پھر اس نے تجھے اتنے جوتے کیوں لگائے تھے؟ یہ سن کر وہ ہکا بکا رہ گیا اور آپ کے پاؤں پر گر گیا۔ فرمایا کسی اللہ والے کے دامن سے لگ جاؤ۔ اس نے آپ کا ٹھکانہ پوچھا تو فرمایا بندیال شریف میں رہتا ہوں۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا۔ اس نے ہمیں تلاش کرنا ہے لیکن ہم نے اس نہیں ملنا۔

Marfat.com

گل وشہد باتیں

مولانا علی اشرف نقشبندی لاہور

حضرت باباجیؒ کے آبائی گاؤں الگوں (حال انڈیا) سے تعلق رکھنے والے حضرت مولانا الحاج علی اشرف صاحب ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہیں جنہیں کئی سفروں میں بلکہ دیار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری میں بھی حضرت باباجیؒ کی رفاقت نصیب رہی۔ آپ حضرت میاں رحمت علی صاحبؒ گھنگ شریف والوں سے بیعت ہیں۔ حضور باباجیؒ بھی خصوصی شفقت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے انہیں گذشتہ بیس سالوں میں ہر سال تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے بلاوا نصیب ہو جاتا ہے۔ آپ نے حضرت باباجیؒ کے حسن اخلاق اور مہمان نواز کا عکس جمیل نظر آتا ہے۔ اس سال دو جولائی کو پنڈی سٹاپ لاہور میں اپنے دولت کدہ پر ایک خصوصی نشست میں حضور باباجیؒ کے بارے میں انہوں نے ڈھیر ساری باتیں سنائی۔ جن کا ملخص قارئین مجلّہ کی نذر ہے۔

''مولانا علی اشرف صاحب نے فرمایا کہ میری پیدائش 1942ء میں حضور باباجیؒ کے آبائی گاؤں الگوں ضلع فیروزپور میں ہوئی۔ الگوں نام کی دو بستیاں ہیں۔ الگوں خورد اس میں میرے ماموں مولانا عبدالعزیز امام مسجد تھے جبکہ الگوں کلاں میں میرے والد حاجی خادم حسین امام مسجد تھے۔ ہندال ضلع قصور کے اکثر باشندے الگوں ہی سے ہجرت کر کے آئے۔ میں نے 1964ء میں ہندال میں امامت کے فرائض سنبھال لیے۔ حاجی شیر محمد راجپوت اور ان کی اہلیہ اکثر حضور باباجیؒ کی باتیں کرتے اس سے میرے دل میں بھی

Marfat.com

باباجیؒ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔

غالباً 1968ء کی بات ہے ظہر کے وقت ایک نورانی ہستی چند احباب کے ساتھ مسجد میں تشریف لائی۔ میں انہیں جانتا تھا۔ بس ان کی صورت دیکھتے ہی قدم چومنے کو جی چاہا۔ قدم بوسی کے بعد میں نے ادب سے نام پوچھا تو فرمایا مجھے طاہر شاہ کہتے ہیں۔ نام سنتے ہی دوبارہ قدموں پر گر گیا۔ نادیدہ شدم مفتون والی کیفیت تو پہلے ہی تھی۔ نماز کے بعد میری دعوت پر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ دعا فرمائی اور بندیال آنے کی دعوت دی۔ میرے پاس دو بچے پڑھتے تھے۔ فرمایا ان کو بھی ساتھ لیتے آنا۔ میں نے ان کے گھر کا نمک کھایا ہے۔ فرمایا آتے ہوئے پریشان نہ ہونا۔

چند دنوں بعد لاہور کے راستے سرگودھا پہنچے۔ سرگودھا سے میانوالی کی بس پر سوار ہوا تو لوگوں سے باباجیؒ کے بارے میں پوچھنا شروع کیا۔ لوگ کہتے وہ تو سیلانی آدمی ہیں تمہیں کہاں ملیں گے۔ پریشان ہوا لیکن جب بندیال پہنچا تو ملک امیر محمد نمبردار کے ڈیرہ پر زیارت نصیب ہوگئی۔ بڑا پر تکلف کھانا کھایا۔ روزانہ ایک بکرا پکتا تھا۔ فرمایا رات چوہانوں والی مسجد کے حجرے میں قیام کرو۔

میری پہلی سرزنش

رات مسجد میں لوگوں سے باباجیؒ کے بارے میں معلومات لیتا رہا کہ باباجیؒ کیا کرتے ہیں۔ ان کے شاہانہ انداز کے لیے پیسے کہاں سے آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ فجر کی نماز کے بعد حجرے میں تشریف فرما ہوئے مجھے مخاطب کرتے ہوئے جلالیت سے فرمایا: رات کے وقت مولوی صاحب لوگوں سے انٹرویو کرتے رہے کہ پیسہ کہاں سے آتا ہے۔ مولوی صاحب جس نے پیدا کیا ہے اس نے روٹی کا انتظام بھی کر دیا ہے۔ تفتیش نہیں کرنی چاہیے۔ اس دفعہ تو معاف کرتے ہیں آئندہ ایسا نہ کریں۔

پھر ایک دفعہ کراچی میں اس راز سے بھی پردہ اٹھا دیا۔ آپ نے ایک الماری کھولی تو یہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ ساری الماری نوٹوں کی گڈیوں سے بھری ہوئی تھی۔ فرمایا یہ

Marfat.com

دنیا ہے اس کے بغیر گزارا نہیں لیکن اس کی حقیقت کچھ نہیں اسے دوام نہیں۔ آخرت کی زندگی اور نعمت ابدی ہیں۔

روحانی تصرفات

اس رات دن کی ملاقات نے میرے اندر انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اب تو ہر وقت ملنے کی آرزو رہتی۔ ایک دن مغرب کے وقت شدید اشتیاق ہوا۔ پتہ چلا کہ آپ طاہر آباد سانگلہ ہل میں تشریف فرما ہیں۔ لاہور جانے کے لیے کوٹ رادھا کشن سٹیشن پہنچا۔ معلوم ہوا کہ آنے والی گاڑی اس سٹیشن پر نہیں رکتی۔ مایوس ہو کر عشق کی دیوانگی میں لائن کے ساتھ ساتھ لاہور کی سمت چل پڑا۔ گاڑی آئی سٹیشن پر نہیں رکی لیکن میرے قریب آ کر رک گئی۔ میں دوڑ کر اس پر سوار ہو گیا۔ لاہور سے دوسری گاڑی میں سوار ہو کر بارہ مومن سٹیشن پر اترا۔ راستہ معلوم نہ تھا۔ لوگوں نے ڈرایا لیکن عشق کا قافلہ بھی کبھی رکا ہے۔ سحری کے وقت منزل پر پہنچا تو پتہ چلا حضور باباجیؒ ٹبی مومن چلے گئے ہیں۔ صبح جب روئے انور کی زیارت سے مشرف ہوا تو آپ کی شفقت و عنایت نے سفر کی ساری تکلیف بھلا دی۔

ظہر کے وقت ناچنے والے گاڑیاں لے کر آ گئے۔ سواروں نے انہیں نچانا شروع کر دیا۔ فرمایا اس طرح نچوانے کا کیا مزہ۔ سوار پھر باگیں چھوڑ کر پیچھے ہٹ جائیں۔ پھر گھوڑوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ناچ کر دکھاؤ اور گھوڑے ناچنے لگے۔

ایک مرتبہ ہندال کے قریب دال پورہ تشریف لے گئے۔ ایک آدمی بچھڑے (گھوڑے کے بچے) کو سدھار رہا تھا۔ آپ نے اس سے 6,000 ہزار میں خرید لیا۔ آپ نے فرمایا اسے کون لے جائے گا۔ حیوانات کا ایک نوجوان ڈاکٹر وہاں موجود تھا۔ جلدی سے بولا میں لے جاؤں گا لیکن جب وہ سوار ہوا تو گھوڑے نے اسے گرا دیا۔ پھر ہندال میں عمر دراز کے گھر میں بیٹھے تھے۔ آپ نے گھوڑے کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تو نے بڑی زیادتی کی۔

Marfat.com

تو نے ہمارے ڈاکٹر صاحب کو ناراض کر دیا ہے۔ چوہان سے معافی مانگو اور گھوڑے نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔

یہ گھوڑا بڑی اعلیٰ نسل کا تھا۔ حضور نے فرمایا مرد کامل اور گھوڑے کی شناخت کسی کسی کو ہوتی ہے یہ گھوڑا بعد میں ایک لاکھ کا فروخت ہوا۔

ایک دفعہ حضور باباجی خواب میں ملے۔ صبح حاجی ثناء اللہ صاحب کے والد فرزند علی صاحب نے بتایا کہ مجھے بھی ملے ہیں۔ آپ ان دنوں کراچی میں قیام پذیر تھے۔ ہم دونوں کراچی روانہ ہو گئے۔ آپ حاجی فاروق پراچہ صاحب کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ آپ کریم آباد چلے گئے ہیں لیکن فرما گئے ہیں کہ پنجاب سے دو آدمی آ رہے ہیں انہیں کریم آباد ہمارے پاس پہنچا دینا۔ جب حاضر ہوئے تو فرمایا مولوی صاحب تم اور فرزند علی مجھے خواب میں ملے تھے۔ میں نے سوچا تم آ رہے ہو گے اس لیے کہہ آیا تھا کہ انہیں بھیج دینا۔

یہاں ایک مجلس میں بیٹھے تھے حضور باباجی نے اپنی انگلی زبان پر رکھ کر فرمایا یہ میٹھی ہے کسی نے کہا کہ شاید چینی لگ رہی ہے۔ میں حقیقت کو تاڑ گیا۔ میں نے حضور کی کلائی کو بوسہ دیا تو وہ بھی میٹھی تھی۔ پھر حضور کی پنڈلی مبارک کو چوما تو وہ بھی میٹھی تھی۔ حضور مسکرائے فرمایا مولوی صاحب شہد کیسے بنتا ہے۔

میں نے مولانا جامی کی کتاب ''شواہد النبوۃ'' میں لکھا ہوا ایک واقعہ پیش کر دیا کہ تاجدار مدینہ ﷺ نے شہد کی مکھی سے پوچھا کہ تم شہد کیسے بناتی ہو۔ اس نے عرض کیا رس چوس کر بیٹھ جاتی ہوں اور آپ پر درود شریف پڑھتی ہوں اس کا کڑوا پن مٹھاس میں بدل جاتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اگر حشرات الارض درود شریف پڑھتے ہیں تو مٹھاس پیدا ہو جاتی ہے اگر حضور ﷺ کا غلام پڑھے تو مٹھاس پیدا نہیں ہو گی۔

کراچی میں تین دن رہنے کے بعد ہم تیز گام کے ذریعے واپس روانہ ہوئے۔

Marfat.com

یہ گاڑی بھی کوٹ رادھا کشن نہیں رکتی تھی۔اس سے پہلے میں سٹیشن پر کھڑا ہوا تو مسافروں نے پوچھا کیا یہاں اترنا ہے یہ گاڑی تو یہاں کھڑی نہیں ہوتی۔ میں نے کہا جنہوں نے بھیجا ہے وہ کھڑی بھی کر دیں گے۔کوٹ رادھا کشن دونوں سگنل ڈاؤن تھے۔گویا گاڑی رکھنے والی نہیں تھی۔ پہلے سگنل سے گزر گئے اچانک اگلا سگنل اپ ہوگیا گاڑی کھڑی ہوگئی تو آرام واطمینان سے اتر گئے۔

حاجی ثناء اللہ صاحب میرے شاگرد ہیں۔ان کی شادی پر ہم باباحضورؒ کے ساتھ چیچہ وطنی گئے۔ واپسی پر حضور باباجیؒ نے فرمایا کہ پاک پتن میں حضرت باباجیؒ صاحب تشریف فرما ہیں کہ دربار فریدؒ پر حاضر ہوئے۔سلام اورنماز عصر کے بعد حضرت بابا بلھے شاہؒ کے دربا کی حاضری کے لیے روانہ ہوگئے تھے۔گاڑی بند ہوگئی جب اس کو واپس موڑنے کے ارادے سے چلائی تو چل پڑی۔ جب دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا تو فرمایا کہ حضرت بابا گنج شکرؒ اجازت نہیں دے رہے۔گاڑی واپس موڑی اور پاکپتن شریف کی طرف چل پڑے۔چنانچہ اس رات حضرت کرمانوالہ شریف کے ایک مرید کے کارخانے میں قیام فرمایا۔

صبح قصور روانہ ہونا تھا۔آپ نے تہجد کے بعد اول وقت میں فجر کی اذان کہلوائی، میں نے اذان سے پہلے بلند آواز سے صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ ایک سرحدی پٹھان تاجر موجود تھا مجھ سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے پر الجھ پڑا۔حضور باباجیؒ نے فرمایا کہ ہم اس لیے صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ باخبر ہیں۔ ہمارا سلام سنتے ہیں پٹھان کہنے لگا یہ کیسے ہوسکتا ہے۔باباجیؒ کو جلال آ گیا فرمایا ہوسکتا ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کے غلاموں کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ وہ بھی باخبر ہیں۔ بتاؤ تو نے پڑوسن کو کیوں چھیڑا تھا۔ کہنے لگا میں نے کب چھیڑا تھا۔فرمایا پھر اس نے تجھے اتنے جوتے کیوں لگائے تھے۔یہ سن کر وہ مبہوت ہوگیا اور ہاتھ جوڑ دیئے۔آپ نے فرمایا کسی اللہ والے کے قدموں سے لگ

Marfat.com

جاؤ ورنہ دھکے کھاتے پھرو گے۔ اس نے آپ کا پوچھا فرمایا میں بندیال میں رہتا ہوں۔ راستے میں مجھے فرمایا مولوی صاحب ہماری دلیل کیسی تھی۔ فرمایا اس نے ہمیں تلاش کرنا لیکن ہم اسے نہیں ملیں گے۔ ٹوانہ خاتون کے ہاں عورتیں جمع تھیں۔ آپ انہیں نماز کی تلقین فرمارہے تھے۔ فرمایا نمازوں کا خاص خیال رکھا کرو، ایک خاتون بول اٹھی کہ حضور میں ساری نمازیں پڑھتی ہوں آپ نے فرمایا فقیر پردہ پوش ہوتا ہے نمازوں میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔ وہ پھر کہنے لگی حضور میں تو کوئی نماز نہیں چھوڑتی ،فرمایا اچھا کل عشاء کی نماز کا کیا ہوا؟ پوتے کو کھلاتے ہوئے نماز چھوڑ دی۔

آپ فرمایا کرتے ایک عورت سارے محلے کے ساتھ بنا کر رکھے لیکن خاوند کے ساتھ نہ بنائے تو کیا اس کا گھر آباد ہوگا۔ ہم دنیا کے آگے جھکتے ہیں کائنات کے مالک رب کریم سے ہمارا ویر ہے اس کے سامنے نہیں جھکتے ، ہماری کب نجات ہوگی۔

ایک دفعہ مدینہ شریف حاضری ہوئی ،حضور باباجیؒ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا۔ ہمارے ہاں آجاؤ، باقی دن آپ کے ساتھ ٹھہرا، واپسی کے لیے سیٹ کنفرم کرانے کے بعد جب مکان پر پہنچے تو ایسی خوشبو آئی جو روضہ رسول ﷺ سے آتی ہے فرمایا، اجازت ہوگی۔ پھر بارگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہوئے ، میری عجب کیفیت ہو رہی تھی ، سلام عرض کر کے پیچھے ہٹا مسجد میں گر گیا، رونے لگا باباجیؒ میرے قریب آئے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کیوں رو رہے ہو عرض کی غریب ہوں ، پتہ نہیں پھر کب موقع ملتا ہے، آپ نے روضہ رسول ﷺ کی طرف رخ کر کے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں بھی مسکین ہوں یہ بھی مسکین ہے جس طرح مجھ پر کرم کیا ہے اس پر بھی کرم فرما دیں۔ یہ 1985ء کی بات ہے تب سے اب تک سرکار دو عالم ﷺ کے کرم سے کسی سال غیر حاضری نہیں ہوئی۔

Marfat.com

صاحب کمالات روحانی

ڈاکٹر سید مرغوب محسن گیلانی

جناب ڈاکٹر سید مرغوب محسن گیلانی مدظلہٗ میانی شریف فیصل آباد کے گیلانی سادات کے مشہور روحانی وعلمی خانوادے کے چشم و چراغ اور دربا عالیہ غوثیہ گیلانیہ کے سجادہ نشین تھے۔ حضور باباجیؒ کو اس گھرانے سے خصوصی تعلق خاطر رہا۔ آپ اکثر ان کے ہاں قیام فرماتے رہے چنانچہ وہ حضور باباجیؒ کے کمالات کے عینی شاہد ہیں۔ انہوں نے اپنے بعض مشاہدات وتاثرات جو ہدیہ قارئین ہیں۔

حضرت باباجیؒ سے میری پہلی ملاقات

غالباً 1977ء یا 1978ء میں عرس مبارک حضرت قطب الکونین شاہ سید معروف خوشابی کے موقع پر ہوئی۔

میں 9 محرم الحرام 1977ء کو دربار شریف میں سلام کے لیے حاضر تھا مگر عرس مبارک میں ہجوم کی زیادتی کی وجہ سے یکسوئی نہیں ہو رہی تھی۔ چنانچہ دربار شریف سے باہر نکل آیا۔ باہر میدان میں ایک پرانی سی صف پڑی ہوئی تھی۔ اس پر آنکھیں بند کر کے ستانے کے لیے لیٹ گیا۔ اچانک میری آنکھ کھلی تو میرے سرہانے حضرت قبلہ باباجی سید طاہر حسین شاہؒ تشریف فرما تھے۔ میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ میں نے اپنا پتہ بتایا اور آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور میرے پاس کیسے تشریف فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم دربار شریف سے باہر نکل رہے تھے تو مجھے قطب الکونین شاہ معروفؒ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر میرے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ

Marfat.com

یہ اب تمہارے سپرد ہے۔ اگلے روز یعنی 10 محرم الحرام کو آپ سارا دن میرے ساتھ رہے اور نمازوں کے وقت آپ مجھے امام بنا لیتے اور نماز ادا کرتے۔ اسی طرح آئندہ سال بھی عرس مبارک پر ساتھ رہا اور آپ کی طرف سے ناشتہ اور کھانا دربار پر مجھے اور میرے ساتھیوں کو ملتا رہا۔ میں ابھی آپ کے مرتبہ اور مقام سے ناواقف تھا۔

ایک دن حضرت ڈاکٹر فضل الٰہی عاکف کے کلینک پر حضرت باباجی کا کوئی ذکر کر رہا تھا میں نے بھی کان لگائے۔ حضرت ڈاکٹر فضل الٰہی عاکف نے فرمایا کہ وہ بہت بڑی ہستی ہے۔ میں نے مزاحاً کہا کہ وہ بڑی ہستی نمازیں تو میرے پیچھے پڑھتی رہی۔ اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ لوگ اپنا آپ ظاہر نہیں کرتے تم کو ایسے ٹرخاتے رہے ہیں۔ اب تو میرا اشتیاق بہت بڑھ گیا اور مشکل سے سال گزارا مگر دو سال تک طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے عرس حضرت شاہ معروفؒ پر حاضر نہ ہو سکا میں نے خوشاب کے پتہ پر دو چار خط بھی لکھے مگر جواب ندارد۔

آخر میں نے صرف یہ شعر لکھ کر خط پوسٹ کر دیا

اے جنوں کیوں لیے جاتے ہو بیاباں میں مجھے
جب کہ آتا ہے تجھے گھر کو میرے صحرا کرنا

☼ فقط مرغوب محسن ☼

چنانچہ اس خط کے کچھ عرصہ بعد آپ فیصل آباد عرفان پراچہ منیجر مسلم کمرشل بینک کے ہاں تشریف لائے اور مجھے وہاں بلوایا اور ملاقات سے نوازا۔ کچھ عرصہ بعد میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ میرا گھر ہے اب جس نے مجھے ملنا ہو مرغوب شاہ کے گھر آئے۔ چنانچہ فیصل آباد کے بیشتر حضرات کی ملاقات میرے ہی گھر پر ہوئی۔

آپ کی سیماب صفت طبیعت میں قرار نہیں تھا، بس ابھی تشریف لائے، ابھی چل دیئے۔ شام کو پھر تشریف لے آئے جب پوچھا کہ باباجی آپ کہاں تشریف لے گئے تھے۔ تو فرمایا خوشاب چلا گیا تھا یا لاہور وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

ایک مرتبہ آپ میرے غریب خانے پر تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی اور جسم میں بہت نقاہت محسوس کرنے لگے، میں نے فوراً ڈاکٹر شمائلہ صاحبہ (ڈاکٹر شمائلہ میرے محکمہ کے ایک آفیسر چوہدری منظور اللہ کی صاحبزادی اور میری بڑی ہمشیرہ کی شاگرد ہیں) کو بلا بھیجا۔ ڈاکٹر صاحبہ نے تشخیص کے بعد تجویز کیا کہ طاقت کا انجکشن لگایا جائے۔ فوراً انجکشن منگوا کر ڈاکٹر صاحبہ انجکشن لگانے لگیں مگر Vien نہیں مل رہی۔ کئی جگہوں پر تلاش کیا مگر بے سود اس بات پر ڈاکٹر صاحبہ پریشان ہوگئیں اور ان کے آنسو نکل پڑے۔ یہ دیکھ کر آپ مسکرائے اور فرمایا کہ ڈاکٹر صاحبہ میں تو آپ کو آزما رہا تھا، تم تو گھبرا گئی لو اب انجکشن لگالو، فوراً Vien مل گئی اور ڈاکٹر صاحبہ نے انجکشن لگا دیا۔ ڈاکٹر صاحبہ گھبرا گئیں کہ یہ معاملہ تھا، میں نے تسلی دی اور بتایا کہ بزرگوں کو اپنے جسم پر مکمل کنٹرول ہوتا ہے۔ آپ نے جب چاہا انجکشن لگ گیا بس اس دن سے ڈاکٹر شمائلہ کی عقیدت بڑھ گئی۔ جب ڈاکٹر شمائلہ اسلام آباد چلی گئیں تو اکثر اوقات باباجیؒ ان کے ہاں ہی ٹھہرتے۔

ایک دفعہ آپ تشریف لائے، فرمانے لگے کہ لاہور سے آ رہا ہوں لیکن جب لاری اڈہ پر پہنچا تو دیکھا کہ جیب میں کوئی پیسہ نہیں ہے، اسی سوچ میں کھڑا تھا کہ ایک شخص آیا مجھے لاری اڈہ کے ایک کمرہ میں لے گیا اور خوب خاطر تواضع کی۔ یہ کبھی ہمارے علاقے میں تھانیدار رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے بسیں کمپنی میں ڈالی ہوئی ہیں اور اسی سلسلہ میں یہاں آیا ہوں جب اس کو پتہ چلا کہ میں فیصل آباد جا رہا ہوں تو اچھی سی سیٹ پر مجھے بٹھایا اور ڈرائیور سے راستہ میں چائے پانی کا کہہ کر رخصت کیا۔ اس طرح اللہ نے فیصل آباد بغیر پیسوں کے پہنچا دیا۔ یہ سارا واقعہ سن کر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ کچھ رقم باباجیؒ کے سلوکے میں ڈال دے جو کہ کھونٹی پر ٹانگا تھا۔ کیونکہ باباجیؒ نے بغیر بتائے کہیں چلے جانا ہے۔ باباجیؒ نے میری بیوی کو سلوکے میں کچھ ڈالتے دیکھ لیا اور پوچھا کہ بیٹی میری جیب میں کیا ڈالا ہے۔ پہلے تو میری بیوی نے کہا کچھ نہیں مگر مزید استفسار پر عرض کیا کہ باباجیؒ کچھ رقم 500 روپے کرایہ وغیرہ کے لیے رکھے ہیں۔ آپ نے مسکرا کر میری

Marfat.com

بیوی کو فرمایا کہ بیٹی دیکھنا میری جیبوں میں کچھ نہیں ہے۔ اس نے ہاتھ ڈالا اور بتایا کہ جیبیں خالی ہیں، آپ نے پھر فرمایا ذرا دھیان سے ہاتھ ڈالو تو بیٹی کے ہاتھ نوٹوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اسی طرح باقی جیبیں بھی نوٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ میں فوراً اٹھا اور جیب میں جو پانچ سو ڈالے تھے نکال لیے اور کہا کہ باباجی آپ کے پاس تو نوٹ بنانے والی مشین ہے۔ میری اس حرکت پر آپ بہت ہنسے ایسے مذاق بچوں کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔

بڑے بھائی جان سید مقبول محسن گیلانی کے پاس دھابے جی گئے جہاں پر بھائی صاحب ایک ٹیکسٹائل مل میں جنرل مینجر تھے۔ وہاں سے انہیں ان کو ساتھ لے کر ٹھٹھہ مکلی قبرستان میں حضرت عبداللہ مشہور بہ اصحابی کے مزار پر حاضری کے لیے گئے۔

وہاں مانگنے والے فقیر بہت ہوتے ہیں، باباجی ہر ایک فقیر کو ایک ایک روپیہ دیتے جاتے اور ان کے پیچھے پیچھے بھائی جان بھی فقیروں کو ایک ایک روپیہ دیتے جاتے کہ آخر بھائی جان نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو پیسے ختم ہو چکے تھے۔

باباجی نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور فرمایا شاہ جی خیرات دیتے جائیں، اب انہوں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو نوٹوں سے بھری ہوئی تھی لیکن جب سب فقیروں کو خیرات مل گئی تو بھائی جان کی جیب پہلے کی طرح خالی تھی۔

حضرت عبداللہ صحابی کے دربار پر وہ لوگ جن پر جنات کا سایہ ہوتا ہے۔ یہاں لوگ بکثرت آتے ہیں اور اتنی زور سے دیوار کے ساتھ ٹکریں مارتے ہیں کہ دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ سر ابھی پھٹ جائے گا مگر کچھ دیر کے بعد لوگ پرسکون ہو کر چلے جاتے ہیں۔ یہ منظر خاصا خوفناک تھا چونکہ بچے ساتھ تھے وہ منظر دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے لیکن جب باباجی نے سحر زدہ لوگوں کی طرف دیکھا تو وہ سب پرسکون ہو کر بیٹھ گئے۔

واپسی پر دربار کے احاطہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آنکھیں بند کیے مراقبہ میں بیٹھا تھا۔ باباجی اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر مؤدب ہو کر کھڑے ہو گئے کہ اچانک اس

Marfat.com

شخص نے آنکھ کھولی اور کھڑے ہو کر باباجیؒ سے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ جب کار میں بیٹھنے لگے تو بھائی جان نے باباجیؒ سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا، باباجیؒ نے فرمایا کہ وہ اس وقت کا حاکم ہے۔ بھائی صاحب نے کہا اس بزرگ کی میں بھی زیارت کرلوں، آپ نے ہنس کر فرمایا، وہ آپ کو نہ ملے گا۔

بھائی جان کے ایک دوست جو کراچی میں رہتے تھے۔ باباجیؒ کو ملنے آئے، شام کو سیر کے لیے باباجیؒ نکلے تو وہ سب بھی ساتھ ہو گئے۔ کچھ دیر چلنے کے بعد باباجیؒ نے اس شخص کو کہا کہ پیچھے مت چلو برابر چلو، جب کوٹھی واپس آئے تو وہ سب آپ کے پاؤں دبانے لگے، آپ اس پر بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ وہ فوراً یہاں سے چلا جائے، بھائی جان کے استفسار پر بتایا کہ یہ شخص مجھ کو آزما رہا تھا۔ پہلے جب میرے پیچھے چل رہا تھا تو درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اب جبکہ وہ میرے پاؤں دبا رہا تھا تو بھی درود شریف پڑھ رہا تھا۔ اس کو کسی نے بتایا ہوگا کہ اگر تم کسی بزرگ کے عقب میں درود شریف پڑھو گے تو فوراً پتہ چل جائے گا۔

۱۹۸۸ء دسمبر کے مہینہ میں دوپہر کا کھانا کھانے کے لیے کلینک سے گھر آیا تو باباجیؒ تشریف لائے ہوئے تھے۔ کھانے کے دوران باباجیؒ نے فرمایا کہ شاہ جی عمرہ پر چلیں میں نے عرض کیا کہ اس سے اچھی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ آپ نے فوراً بڑے بیٹے معروف محسن گیلانی کو کہا کہ وہ تین ٹکٹ کراچی کی شام فلائٹ کے لیے لے آئے۔ تمہارے ابو، امی اور میں آج ہی کراچی جائیں گے۔ میں اس اچانک پروگرام پر حیران تھا کہ شاید باباجیؒ مذاق کر رہے ہیں، میں نے عرض کیا کہ قبلہ والد صاحب ملتان تشریف لے گئے ہیں۔ ان سے بھی اجازت نہیں لی اور نہ کوئی ہماری تیاری ہے۔ باباجیؒ نے فرمایا ابا جی کو فون پر مطلع کریں اور دو جوڑے کپڑوں کے ساتھ لے لو چنانچہ قبلہ والد صاحب سے فون پر اجازت اور دعائیں لیں۔ بچوں کو اللہ کے سپرد کر کے ہم میاں بیوی باباجیؒ کے ہمراہ کراچی روانہ ہو گئے اور تین چار روز مختلف گھروں میں دعوتیں کیں اور دل میں بار ہا اسے

Marfat.com

خیال آتا تھا کہ نہ کوئی احرام لیا ہے اور نہ کوئی ایسی چیز جو وہاں کام آنے کی ہے۔ ہمارا زندگی میں پہلا سفر تھا، اس لیے سوچ سوچ کر پریشان ہو رہے تھے کہ ایک دن اچانک فرمایا کہ شاہ جی آپ کے بڑے بھائی صاحب پنڈی میں ہیں۔ ان کو مل آئیں۔ میں اس بات پر بہت خوش ہوا کہ بڑے بھائی جان سے عمرہ پر جانے سے پہلے ملاقات ہو جائے گی۔ چنانچہ ہم صاحب پنڈی پہنچ گئے۔ بھائی صاحب اور سب اہل خانہ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور حیران بھی کہ اچانک بغیر اطلاع کے خیر سے آئے ہو۔ جب ان کو بتایا کہ عمرہ پر جا رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے اور بھائی صاحب فوراً دو احرام میری بیوی کے لیے اور دو احرام میرے لیے لے آئیں اور بتایا کہ پندرہ دن پہلے ہم دونوں میاں بیوی عمرہ کر کے آئے ہیں۔ آج احرام دھلوا کے صندوق میں رکھے تھے۔ باباجی نے ہنس کر فرمایا کہ شاہ جی جس بات کی آپ کو فکر تھی وہ کام ہو گیا ہے نا؟

اگلے سال ۱۹۸۹ء میں آپ کے ساتھ حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس سال چوہدری عمر دراز کی بیگم صاحبہ چوہدری نثار اکبر کی بیگم صاحبہ اور نثار اکبر، بھائی انعام اکبر اور دوسرے کل بارہ لوگ آپ کے ہمراہ تھے۔

باباجیؒ کا حضرت قبلہ والا صاحب مرغوب العارفین سید تصدق حسین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ چشتی سلمانی سے بہت پیار تھا۔ آپ اگرچہ والد صاحب کے ہم عمر تھے مگر والد صاحب کو اباجی کہتے تھے اور والد صاحب آپ علیہ الرحمہ کو باباجی کہہ کر پکارتے۔ باباجیؒ فرمایا کرتے کہ اباجی ولایت کے بہت اونچے مقام پر فائز ہیں مگر انہوں نے اپنے آپ کو عجز و انکساری میں چھپایا ہوا ہے۔

باباجی علیہ الرحمۃ عمرہ پر جا رہے تھے اور والد صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ باباجیؒ اور اباجی بہت تپاک سے بغل گیر ہو کر ملے تو اباجی نے فرمایا کہ باباجیؒ یہ آخری ملاقات ہے دونوں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

عمرہ سے واپسی پر باباجیؒ نے مجھے کراچی سے فون کیا کہ مدینہ شریف میں میں نے خواب میں دیکھا کہ اباجی پھولوں کے ہاروں سے لدے پھندے میانی شریف کی

Marfat.com

طرف پیدل جارہے ہیں اوران کے ساتھ خلقت کا بڑا ہجوم ہے۔

میں نے عرض کیا واقعی اباجی کا وصال ہوگیا ہے اوران کا جنازہ میانی شریف بھیجا کہ والدین کے پہلو میں دفنایا گیا ہے۔

آپ کئی سال تک بزرگوں کے عرسوں میں شرکت کے لیے میانی شریف تشریف لاتے رہے اور محفل سماع میں شریک ہوتے، کئی دفعہ آپ پر وجد کی کیفیت بھی طاری ہوئی۔

ایک مرتبہ محفل سماع میں بھائی جان مقبول محسن گیلانی کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ باباجیؒ نے انہیں پوچھا کہ پیسوں کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا ضرور دیں۔ آپ نے ہزار روپے کی کاپی جیب سے نکال کر عطا کی۔ پھر پوچھا اور چاہیں انہوں نے کہا دے دیں۔ اس طرح باباجیؒ پوچھتے رہے اور بھائی جان لیتے رہے حتیٰ کہ آپ 80,000 اسی ہزار روپے عطا فرما چکے تو بھائی جان نے کہا اب بس کریں۔ قوالی کے اختتام پر باباجیؒ رخصت ہونے لگے تو بھائی جان نے وہ رقم واپس کرنا چاہی تو فرمایا شاہ جی رکھ لیں اور چاہیے تو اور دے دوں۔ بھائی جان نے کہا یہ پیسے تو میں نہ رکھوں گا، کوئی دائمی بندوبست کریں، آخر آپ نے بیگم چوہدری عمر دراز سے فرمایا کہ شاہ جی سے رقم لے لو، آپ کا یہ کمال تھا کہ جب چاہتے جیب سے جتنی رقم ضرورت ہوتی نکال لیتے۔

آپ کے وصال پر میں اور میرے بچے شام تک جوہرآباد پہنچ گئے اور تجہیز وتکفین میں شریک ہوئے۔ وصیت کے مطابق جنازہ حضرت مولانا مظہر قیوم صاحب نے پڑھایا۔ خوشاب کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ امراء کے تعلقات کا پتہ ان کے ہاں شادیوں میں دیکھنے میں آتا ہے اور فقیر کے تعلقات دیکھنے ہوں تو اس کے جنازے پر دیکھو۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

یادیں اور ملاقاتیں

- یادوں کی مہک — صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین
- یادگار اسلاف — ڈاکٹر علی اکبر الازہری
- میری یادگار ملاقاتیں — ڈاکٹر خضر حیات ورک
- گلشن طریقت کا مہکتا پھول — مرزا امداد حسین
- یادگار اسلاف — علامہ عمر حیات الحسینی
- فخر سادات کی حسیں یادیں — حکیم عبدالرحیم طاہر
- سیاح حرمین بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ — اعجاز احمد بھٹی

Marfat.com

Marfat.com

یادوں کی مہک

صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین

بیربل شریف ضلع سرگودھا کی خانقاہ کا شمار صدیوں سے علم اور روحانیت کے عظیم مراکز میں ہوتا ہے۔ دور حاضر میں اس روحانی خانوادے کے ایک فرزند جلیل پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین صاحب نے اپنے اسلاف کے علمی و روحانی ورثے کے احیاء اور فروغ کے لئے جس قدر جدوجہد کی ہے موجود خانقاہی نظام میں اس کی مثال شاذ و نادر ہی ملے گی۔ وسائل سے محروم اس دور افتادہ علاقے میں انہوں نے خدمت دین اور اشاعت علوم اسلامیہ کی جو شمع روشن کی ہے اس کی کرنیں اب ملک کے گوشے گوشے میں پہنچ رہی ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی انہیں خدمات اور خلوص کی بناء پر شیخ المشائخ حضرت باباجی سیدنا طاہر حسین شاہ ان پر جو خصوصی نظر شفقت رکھتے تھے اس سے حضرت باباجیؒ کے سب متوسلین آگاہ ہیں۔ جناب صاحبزادہ صاحب بھی آپ سے بڑی نیازمندی اور محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔

آپ نے اپنے ایک انٹرویو میں حضور باباجیؒ کے حوالے سے اپنی یادوں کی مہک سے قارئین کے مشام جاں کو معطر کرنے کا سامان کیا ہے۔

جناب صاحبزادہ صاحب نے فرمایا ۱۹۸۵ء کی بات ہے خوشاب کے محلہ پراچگان میں ایک شادی پر قاری منیر احمد صاحب نے حضرت باباجی سرکار کا غائبانہ تعارف کراتے ہوئے ملاقات کا شوق دلایا۔ اس سے پہلے سن رکھا تھا کہ ایک سیلانی بزرگ ہیں جو کہیں مستقل قیام نہیں کرتے۔ بس مقدر سے ہی ملتے ہیں۔ اب جو قاری صاحب نے حضور باباجی کا ذکر کیا تو فوراً خیال اس طرف گیا کہ شاید یہ وہی بزرگ ہوں۔ چنانچہ دل میں

Marfat.com

زیارت کا شوق بھڑک اٹھا اور حاضر خدمت ہوگیا، تعارف ہوا۔ جب خانوادہ مرتضوی سے آپ کو میرے تعلق کا پتہ چلا اور والد ماجد رحمۃ اللہ کا ذکر آیا تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا کہ وہ تو میرے بڑے دوست تھے۔ میں جب بھی حضرت خواجہ محمد عمر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کے لئے بیربل شریف حاضر ہوتا تو قیام آپ کے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں کرتا تھا۔ گولڑہ شریف میں عرس کے موقعہ پر بھی ان سے ملاقات رہتی تھی۔

اس پہلی حاضری پر حضرت باباجیؒ نے اتنی شفقت فرمائی کہ جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ میں نے آپ کو بیربل شریف آنے کی دعوت دی جسے آپ نے قبول فرما کر کسی مناسب وقت پر آنے کا وعدہ فرمالیا۔ اگلے دن میں 11 بجے شاہ پور کالج میں ہی تھا اطلاع ملی کہ حضرت باباجیؒ کالج کے گیٹ پر کھڑے یاد فرما رہے ہیں۔ حاضر ہوا تو فرمایا لو ہم نے آنے کا وعدہ پورا کر دیا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا اتنی جلدی ایفائے وعدہ فرمائیں گے۔

خوشی کی انتہا نہ رہی میری درخواست پر آپ بیربل شریف تشریف لائے۔ ادارہ معین الاسلام کے شعبہ جات کا معائنہ فرما کر بہت خوش ہوئے اور تعریفی کلمات سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ میرے دل میں خیال تھا کہ میرا چشتی سلسلہ ہے جبکہ باباجیؒ نقشبندی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں پتہ نہیں خصوصی توجہ فرمائیں گے یا نہیں۔ لیکن آپ نے لطف و کرم کے پانی سے دل کے تمام وسوسے دھوڈالے۔ میں دل سے آپ کا گرویدہ ہوگیا۔

کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا ایں جا است

پہلی ملاقات کے موقعہ پر آپ نے اتنے اعلیٰ اخلاق، شفقت اور اپنائیت کا مظاہرہ فرمایا کہ ایسا محسوس ہوا گویا میں اپنے مہربان باپ سے مل رہا ہوں اس کے بعد بھی ہر ملاقات پر مجھے آپ کی صورت میں اباجی رحمۃ اللہ علیہ کا عکس نظر آتا تھا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ سب سے زیادہ محبت میرے ساتھ ہی فرماتے ہیں۔

میرے ساتھ آپ کی محبت اور شفقت للّٰہیت کی بنا پر تھی۔ میں نہ دولت مند ہوں نہ بڑی زمینوں کا مالک بس دین کی ٹوٹی پھوٹی خدمت ہے جو حضور باباجیؒ کے دل کو بھا گئی۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ اپنے ملنے والوں سے اکثر اس حوالے سے میرا تعارف کراتے رہتے تھے۔

ایک دفعہ میرے ہاں کوئی تقریب تھی جس میں حضرت بابا جی خصوصی طور پر مدعو تھے۔ ہم دعوت کے انتظامات میں مصروف تھے کہ آپ وقت مقررہ سے کافی دیر پہلے اچانک تشریف لے آئے فرمایا میں مہمان بن کر نہیں آیا۔ میں تو برادری کے طور پر آیا ہوں۔ آپ لوگ بے فکر ہو کر اپنے کام میں مصروف رہیں۔

الحمد للہ مجھے حضرت کی خدمت میں اکثر حاضری کا شرف حاصل ہوتا رہتا تھا۔ میری آنکھوں نے آپ کو ہمیشہ لینے والا نہیں دینے والا دیکھا۔ اہل دین کی خدمت، دینی درسگاہوں کی امداد اور غریب پروری میں آپ سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔

گورنمنٹ کالج شاہ پور کے سابق پرنسپل پروفیسر راجہ عبدالوحید صاحب نے بتایا کہ انہوں نے خود دیکھا کہ شاہ پور کے بازار میں حضور بابا جی محتاجوں اور معذوروں کو راہ چلتے ہزار ہزار کا نوٹ دیتے جارہے تھے۔

دینی درسگاہوں کے لئے چندے کی اپیل اور جھولی پھیلانے کو آپ سخت ناپسند فرماتے تھے۔ ہم بھی ابتداء ہی سے اس طرز کے خلاف رہے ہیں اور کبھی کسی جلسہ پر چندہ جمع کرنے کا معمول نہیں تھا۔ کئی سال پہلے کی بات ہے۔ کہ ایک جلسہ پر کسی مقرر نے جسے ہمارے معمول کا پتہ نہیں تھا۔ از خود حاضرین کو امداد کے لئے توجہ دلانا چاہی۔ اس جلسہ میں حضور بابا جی بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے انہیں اپیل اور اعلان کرنے سے منع فرمادیا۔ اور فرمایا بزرگوں سے نسبت رکھنے والے دست سوال دراز نہیں کرتے۔

ادارہ معین الاسلام کی نئی بلڈنگ ''اجمیری بلاک'' کی تعمیر کے مرحلے میں آپ نے خطیر رقم کی امداد فرمائی۔ اس کے علاوہ بھی ہر مرحلہ پر آپ کی عنایات کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ بابا جی اپنی مرضی سے تعمیر و ترقی دیکھ کر تعاون فرماتے تھے۔ میں نے آج تک آپ سے گزارش نہیں کی نہ ہی ہمت تھی۔ ہمیشہ دعا کا طلب گار رہتا تھا۔ مجھے آپ نے کئی دفعہ فرمایا کہ تعارف دیر سے ہوا۔ اگر پہلے پتہ چل جاتا کہ بیربل شریف میں دین کی خدمت

Marfat.com

کا کام اس قدر ہو رہا ہے تو ادھر ادھر کی بجائے ساری توجہ یہاں لگا دیتے۔

ایک دفعہ اپنے ادارے کے لیے میں نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔آپ نے پچاس ہزار روپے میرے سامنے رکھ دیے اور فرمایا دل چاہے تو دعا لے لو یا رقم اُٹھا لو میں نے عرض کی کے حضور مجھے آپ کی دعا چاہیے۔آپ بڑے خوش ہوئے ادارہ کے معاملات میں پریشان نہ ہونے کی تلقین فرمائی۔فرمایا یہ کام اللہ کا ہے اللہ کی طرف سے اسباب بنتے رہیں گے۔

دینی مدارس کی سرپرستی اور مالی اعانت آپ کی زندگی بھر کا معمول رہا۔آپ جہاں بھی قیام فرما رہتے۔وہاں مسجد اور مدرسہ تعمیر کراتے اس کے علاوہ بے شمار مساجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔لیکن دیکھنے میں آیا کہ آپ کا دست سخا اسی جگہ اٹھتا جہاں آپ کو اخلاص دکھائی دیتا۔پیشہ ورانہ اور روایتی قسم کے مدرسہ سازوں کی طرف دست کرم بڑھانے سے پرہیز فرماتے۔اس سلسلے میں دو واقعات میرے علم میں ہیں۔

ایک مولانا صاحب نے اپنے مدرسہ کے لئے امداد چاہی۔فرمایا مولوی صاحب تمہارے اتنے لاکھ روپے فلاں بینک میں جمع ہیں پہلے انہیں نکلواؤ، جتنے تم خرچ کرو گے اتنے مجھ سے لے لینا۔

ایک زیر تعمیر مسجد میں نماز پڑھنے گئے اس کے متولی مولانا صاحب نے کہا بابا جی اس مسجد کی تعمیر ہم آپ کے سپرد کرتے ہیں۔آپ نے یہ کہہ کر کہ ہم تو درویش آدمی ہیں، جیب سے پچیس روپے نکال کر پیش کر دیئے مولوی صاحب مصر ہوئے کہ حضرت ہم تو بڑی رقم کی توقع کر رہے تھے۔آپ نے فرمایا، فلاں جگہ جو تمہاری کوٹھیاں ہیں اور ان کا اس قدر کرایہ وصول کرتے ہو، پہلے اسے خرچ کرو پھر ہم سے بھی مطالبہ کرنا، ان دونوں واقعات سے حضور بابا جیؒ کشف اور مومنانہ فراست کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت بابا جیؒ کی شخصیت میں جمال غالب تھا۔اکثر گفتگو کرتے وقت زیر لب تبسم رہتا۔طبیعت میں خشونت نام کو نہ تھی۔احباب سے خوش طبعی بھی فرما لیتے اور گفتگو کرتے

Marfat.com

وقت موقع محل کے مطابق نصیحت آموز اشعار استعمال فرماتے جس سے گفتگو کا لطف اور تاثر دوبالا ہوجاتا تھا۔

لیکن دین کی عزت و ناموس کا معاملہ ہو یا دینی وقار کے احترام کا مسئلہ آپ کوئی نرمی نہ برتتے اور بڑے سے بڑے آدمی کے سامنے حق بات بلاخوف وخطر کہہ دیتے۔ اس وقت آپ علامہ اقبال کے اس شعر کی عملی تفسیر نظر آتے تھے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضور باباجیؒ نے بڑے بڑے خاندانوں کے باہمی اختلافات آپس میں طے کرادیئے اور ان میں صلح کرادی۔ صلح کراتے وقت آپ جو بھی فیصلہ فرمادیتے کسی کو آپ کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ ہوتی۔ ایک دفعہ شاہ پور میں پولیس کے ہاتھوں ایک آدمی کی موت واقع ہوگئی۔ پولیس والے باباجیؒ کے پاس معاملہ رفع دفع کرانے اور صلح کے لئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا میں ایسے ہی صلح نہیں کراؤں گا۔ مقتول کے ورثا کو دیت ادا کرو۔ چنانچہ انہیں دیت ادا کرکے صلح کرنا پڑی۔ حضور باباجیؒ نے بعض امیر گھرانوں میں عرصہ سے بیٹھی ہوئی بیٹیوں کی شادیاں حکماً طے کرادیں۔ اور آپ کے فیصلے پر والدین نے سر تسلیم خم کردیا۔

آپ کا حسن خلق ہی زائر کے دل کی دنیا بدل دیتا تھا اور وہ آپ کا گرویدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ آپ کی مجلس کا ماحول بڑا خوش گوار ہوتا اس لئے پہلی دفعہ حاضر ہونے والا بھی اجنبیت نہیں محسوس کرتا تھا۔

حضور باباجیؒ ہر شخص کے ساتھ اس کے مزاج اور مقام و مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرتے۔ جہاں غرباء کی دلجوئی اور دلنوازی آپ کا معمول تھا وہاں امیر لوگوں سے بھی ان کے سٹیٹس اور مرتبہ کے مطابق روابط رکھتے تھے۔ کسی کو قیمتی زری جوتا عطا کیا۔ ایک کو چنیوٹ کی بنی ہوئی خاص کرسیاں تحفہ میں دیں کسی کو گھوڑا اور کسی کو مویشی، یوں بھائی چارے

Marfat.com

اور محبت کا تعلق استوار کر کے انہیں نیکی کی طرف راغب کیا جاتا۔ یہ بات میرے ذاتی علم میں ہے کہ آپ کی مجلس میں آنے والے بظاہر دنیا دار اور امیر کبیر لوگ ایسے بھی ہیں جو پانچ ہزار درود پاک روزانہ پڑھتے ہیں اور ان کی تہجد کی نماز کبھی بھی قضا نہیں ہوئی۔ باباجیؒ کے حسن سلوک نے ان کے دلوں میں عشق مصطفی ﷺ کی شمع روشن کر دی ہے۔

ایک بار میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا صرف فقیری نہیں امیری بھی ہونی چاہیے۔ آپ درویشی میں بھی بے مثل تھے اور امیری میں بھی۔ دستر خوان پر امراء اور دنیا داروں سے بڑھ کر اہتمام فرماتے۔ اعلیٰ قسم کے مویشی رکھتے۔ بھینسوں اور گائیوں کی اعلیٰ اقسام کی پرورش فرماتے کہ بڑے بڑے زمیندار حیران رہ جاتے۔ جب آپ گھوڑوں کے پاس جاتے تو گھوڑے فوراً ارد گرد جمع ہو جاتے یوں کہیے کہ وہ زبان حال سے سلام کر رہے ہوتے۔

چند سال پہلے کی بات ہے گولڑہ شریف میں بڑی گیارہویں شریف کے عرس پر مجھے آپ کے ساتھ محفل میں حاضری کی سعادت ملی قوالوں نے حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی منقبت ''مرحبا مرحبا'' پڑھنا شروع کی تو آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ آپ اٹھے اور ایک آدمی کا سہارا لے کر حضرت پیر صاحبؒ کے مزار اقدس پر چلے گئے کچھ دیر بعد واپس آ کر مجلس میں بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر جذب کی کیفیت میں اٹھ کھڑے ہوئے میں آپ کو سہارا دے کر حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے مزار اقدس پر لے گیا۔ آپ پر رقت طاری تھی مزار اقدس پر پہنچے ہی آپ کو سکون مل گیا۔ پھر واپس جانے لگے تو عاجز نے بیربل شریف کی درس گاہ کی کامیابی اور ترقی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے بڑی توجہ اور خشوع کے ساتھ دعا فرمائی اس موقع پر جو روحانی کیفیت اور تسکین نصیب ہوئی اور میری زندگی کے یادگار لمحات ہیں۔

۱۹۹۷ء میں اللہ تعالیٰ نے حج کی سعادت عطا فرمائی۔ اپنے دوست جناب محمد یونس چشتی کے ساتھ مبارک سفر کا پروگرام تھا۔ دلی تمنا تھی کہ حضور باباجیؒ کے ساتھ اس

Marfat.com

ارضِ مقدس پر چند گھڑیاں نصیب ہو جائیں۔ لیکن آپ سے رابطہ نہ ہو سکا۔ آپ پہلے ہی تشریف لے جا چکے تھے۔ حضور باباجی کے خاص عقیدت مند محترم جناب فاروق پراچہ صاحب کی معرفت مدینہ شریف میں حضور باباجی سے ملاقات ہوئی۔ آپ بڑے خوش ہوئے اور بڑی شفقت فرمائی۔ اسی ملاقات میں آپ نے کمال محبت سے اجمیر شریف کی ایک خوبصورت کڑھائی والی سفید ٹوپی عطا فرمائی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ گویا آپ اس مقدس سرزمین پر چشتی سلسلہ کا فیض عطا فرما رہے تھے۔

وصال سے پہلے آخری ہفتہ میں دو دفعہ بیربل شریف تشریف لائے۔ بدھ کے دن جوہر آباد حاضر ہوا۔ رات گئے تک مجلس جاری رہی۔ اجازت چاہی تو فرمایا کہ ہمارا دل تو آپ سے باتیں کرنا چاہتا ہے اور آپ جانا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کے آرام کی خاطر رخصت چاہتا ہوں لیکن آپ نے اجازت نہ دی۔ کچھ دیر مزید مجلس رہی۔ پھر فرمایا ہم صبح آپ کے پاس بیربل شریف آنا چاہتے ہیں لیکن ہمیں گڑ والے چاول کھلانا ہوں گے۔ اگلے دن ہم نے تین دیگیں گڑ والے چاول پکالئے۔ آپ تشریف لے آئے۔ آپ کی فرمائش پر ہی محفلِ نعت منعقد ہوئی۔ بعد میں تمام طلباء اور مہمانوں کو لنگر تقسیم کیا گیا۔

محفل کے دوران آپ پر ذوق اور رقت کی کیفیت طاری رہی۔ پھر آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے۔ میری اہلیہ اور بچیوں کو عطیات عطا فرمائے اور دعاؤں سے نوازا۔ چار دن بعد یعنی وصال سے ایک دن قبل منگل کے دن اچانک پھر تشریف لے آئے اور مسجد گنج شکر کے لئے عطیہ عطا فرمایا۔ ادارہ معین الاسلام کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ میاں رحمت علی سے ملے اور اس کی تعلیم میں کامیابی کے لئے دعا فرمائی اور چند نصیحتوں سے نوازا۔ ہمارے ہاں آپ کی آخری دن کی تشریف آوری ہمارے لیے بڑا اعزاز ہے۔ وصال سے قبل اس آخری ہفتے میں جتنا کرم اور نوازش باباجی سرکار نے فرمائی یہ میرے لئے سرمایہ حیات اور زندگی کے یادگار ترین لمحات ہیں۔

Marfat.com

یادگار اسلاف

ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ملک عزیز کے ممتاز دانشور، ماہنامہ منہاج القرآن کے ایڈیٹر اور روزنامہ نوائے وقت کے کالم نگار جناب ڈاکٹر علی اکبر الازہری کی معلومات افزا اور ایمان افروز تحریر۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کی تصدیق غیر مسلم محققین و مورخین نے بھی کی ہے کہ ''سیاسی اسلام'' میں نشیب و فراز اور عروج و زوال کے برعکس ''روحانی اسلام'' میں ہمیشہ تسلسل، دوام اور تر و تازگی برقرار رہی ہے۔ مراد یہ کہ حکومت و ریاست بادشاہوں کے پاس رہی۔ بادشاہ نیک تھا تو حکومت بھی اچھی رہی، اس کے دل میں اسلام کی حمیت و غیرت موجود رہی تو اسلام کی عزت و تمکنت بھی برقرار رہی۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہوں اور حکمرانوں کے کردار کے ساتھ اسلام کی حکومت و ریاست کا ڈھانچہ بڑھتا اور سکڑتا رہا لیکن روحانی اسلام حضور تاجدار کائنات کے چہارگانہ فرائض نبوت کا تسلسل ہے، ارشاد رب العزت ہے

یتلوا علیهم آیاًیته ویز کیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة۔

یہ رسول ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا کرتا ہے۔

فیضان نبوت کے امین یہ چاروں طبقات جن میں مصلحین، صوفیاء، علماء اور مفکرین شامل ہیں ہر دور میں اپنے دائروں میں حتی المقدور روبہ عمل رہے۔ علم اور تزکیہ دراصل تذکیر و تعمیر کا فریضہ ہے جس کے لئے ہر دور میں امت کے بہترین لوگ سامنے آتے رہے اور انشاء اللہ قیامت تک آخری رسول ﷺ کے اس آخری دین کی حفاظت کا یہ

Marfat.com

قدرتی اہتمام یہ تمام و کمال جاری رہے گا۔ صوفیاء کا عالی قدر طبقہ اسی روحانی اسلام کا نمائندہ، فعال اور باصلاحیت طبقہ ہے جو ہر دور میں عظمت اسلام کا حقیقی امین رہا ہے۔

حضرت باباجی سید طاہر شاہ رحمتہ اللہ علیہ اسی برگزیدہ گروہ کے فرد فرید تھے۔ باباجی کی بہت سی خصوصیات قابل ذکر ہیں لیکن ہم ذیل میں اپنے مشاہدات کی روشنی میں آپ کی حیات طیبہ کے چند نمایاں پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت باباجیؒ کا ذکر میں نے کئی دوستوں سے سن رکھا تھا۔ نمایاں دلچسپی کا پہلو یہ تھا کہ آپ کثرت کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت فرماتے تھے، اس لئے لوگ آپ کو سیاح حرمین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ان کی شخصیت کا دوسرا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ وہ کافی طویل العمر تھے۔ میں نے جب ان کی پہلی مرتبہ نیشنل ہاؤس لاہور میں زیارت کی تو وہ سو برس سے کچھ اوپر ہی تھے مگر دیکھنے میں ۶۰ سال سے زیادہ کے نہیں لگتے تھے۔ چہرہ مبارک منور اور خوش باش تھا۔ چہرے کی ضیاء باریاں زائر کے لئے جاذب نظر تھیں۔ گفتگو فرماتے تو پرانی یاداشتوں کے خزانے انڈیلتے چلے جاتے۔ لوگوں کے نام، جگہوں کے نام اور واقعات کی ترتیب زمانی کا پورا پورا اہتمام فرماتے یہ خوبی ان کی قوتِ حافظہ اور صحت استحضار کی علامت تھی۔

ان کا شمار بلاشبہ ان پاک طینت اشخاص میں ہوتا ہے جن پر قدرت بچپن سے اپنی محبت و اطاعت کی فراوانی نچھاور کر دیتی ہے۔ وہ زمین پر جتنا وقت بھی گزارتے ہیں ان کا وجود اہل دنیا کے لئے اللہ رب العزت کی حجت بن جاتا ہے۔ وہ دعوتِ دین کے پیغمبرانہ اسلوب کو اختیار کرتے ہوئے عوام و خواص کی رہنمائی اور تعلیم و تربیت میں حیات کی ایک ایک سانس لگا دیتے ہیں۔

حضرت باباجیؒ کے بچپن اور آپ کی جوانی کے احوال اس نظام قدرت کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ خصوصاً آغاز شباب میں جب انسان عموماً کھیل کود اور مجازی محبتوں کا اسیر ہو جاتا ہے، انہوں نے حصولِ علم کے ساتھ ساتھ حصولِ تربیت و سلوک کا سفر بھی

Marfat.com

شروع کر دیا۔

ان کی حسن طلب انہیں اپنے وقت کے مرد قلندر عظیم صوفی بزرگ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے فیوضات کے امین حضرت شیر محمد شرقپوری قدس سرہ کی بارگاہ فیض رساں تک لے آئی۔ میاں صاحب نے نوجوان سید زادے کو بیعت کر کے کچھ دن اپنی صحبت میں رکھا اور اسلاف طریقت کی سنت پر عمل کرتے ہوئے انہیں ان کے مزاج اور ذوق کے عین مطابق اپنے ہم عصر قطب ولایت قسیم فیضان غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت پیر سید مہر علیؒ کے دربار گہر بار میں بھیج دیا۔

بابا جی فرمایا کرتے تھے کہ جب میں پہلی مرتبہ گولڑہ شریف گیا تو رات لنگر خانے سے ملحق قیام گاہ میں ہی ٹھہر گیا۔ جاتے ہی پیر صاحب کے پاس اس لئے نہیں گیا کہ ان کے آرام میں خلل نہ پڑے۔ صبح ہوئی تو پیر صاحب نے خود ایک خادم کے ہاتھ بلوا بھیجا کہ ایک جوان شرقپور شریف سے آیا ہے اسے تلاش کر کے لے آؤ۔ بہر حال یہ نسبت اور نصیب کی بات ہے مخلص لوگوں کو نیک صحبتیں مل ہی جاتی ہیں بشرطیکہ تلاش میں للہیت اور خلوص ہو۔

معلوم نہیں بابا جی حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے پاس کتنا عرصہ رہے بہر حال اعلیٰ حضرت گولڑویؒ نے تربیت کے بعض گوشوں کو مزید جلا بخشنے کے لئے آپ کو ضلع اٹک میں حضرو کے قریب واقع ایک اور روحانی خانقاہ ''دریا شریف'' بھیج دیا۔ جہاں درویش صفت حضرت حافظ عبدالغفور تعلیم و تربیت کا فریضہ سر انجام دے رہے تھے۔ دریا شریف نقشبندی خانقاہ ہے اور یہاں آج بھی سالکان طریقت، علم شریعت کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں۔ چپڑاں شریف میانوالی میں حافظ مظہر قیومؒ ایک معروف روحانی شخصیت تھے جن کا دو سال قبل وصال ہوا۔ یہ اسی خانقاہ کے فیض یافتہ تھے۔ حضرت بابا جیؒ جب بھی حافظ خواجہ مظہر قیومؒ کو دیکھتے تو فرماتے ان میں مجھے میرے مربی حافظ عبدالغفور کی تصویر نظر آتی ہے۔ فی الحقیقت تھا بھی ایسا ہی حافظ مظہر قیومؒ کی تعلیم و تربیت اسی خانقاہ سے ہوئی

Marfat.com

تھی۔ باباجی نے اپنی زندگی میں ان سے کہہ دیا تھا کہ میرا جنازہ آپ نے ہی پڑھانا ہے چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ قبلہ حافظ صاحب نے ہی پڑھایا۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت باباجی نے عہد شباب میں اپنے وقت کے تین جلیل القدر اولیاء اللہ سے فیوضات سمیٹے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی طبیعت مبارکہ میں نقشبندیوں کی اطاعت شعاری، اہل چشت کی مستی احوال اور قادریوں کا جمال وجلال بیک وقت رچا بسا تھا۔ یہ جامعیت ہر شخصیت کا نصیب نہیں ہوتا بلکہ ایسے لوگ خال خال ہی ہوتے ہیں جن پر قدرت اتنی فیاضی سے مہربان ہوتی ہے۔ وہ اہل سلوک کو ان کے ذوق کے مطابق مختلف سلاسل میں بیعت کرتے ہیں اور بیک وقت تمام چشموں سے اکتساب فیض کرتے ہوئے متوسلین ومتعلقین میں حسب ضرورت کیفیات تقسیم کرتے ہیں۔

باباجی ایک عہد کی زندہ تاریخ تھے۔ وہ علامہ اقبال کے جلسوں اور خصوصی محافل میں بھی شریک رہتے تھے جن سے متعلق ہم کتب میں پڑھتے ہیں مثلاً انہوں نے مجھے خود اقبال کے حوالے سے بیان فرمایا جس میں شہر کے اکثر علماء نے اقبال پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اقبال نے اپنے خلاف علماء کے اس ''اتحاد'' کو اہل ایمان کے لئے مبارک قرار دیا تھا۔

یہ اتفاق مبارک ہو مومنوں کے لئے
کہ یک زباں ہیں اہل شہر میرے خلاف

باباجی فرماتے ہیں کہ ہم بھی ان نوجوانوں میں شامل تھے جو اس مقدمے میں اقبال کے ہمراہ عدالت میں جج کے سامنے حاضر ہوئے تھے اسی طرح کے ان گنت واقعات ہیں جو تاریخی بھی ہیں اور دلچسپ بھی۔ باباجی ان کے چشم دید گواہ تھے۔

زیارت کی پہلی سعادت اعظم گارڈن ملتان روڈ شیخ دوست محمد صاحب کے دولت کدے نیشنل ہاؤس پر ہوئی۔ اس ملاقات میں میرے ساتھ میرے محترم دوست سید نوید قمر اور ان کے والد گرامی حضرت پیر سید حفیظ شاہ صاحب بھی تھے۔ میں نے عمداً باباجیؒ سے ملاقات کے لئے سادات کی سنگت کا سہارا لیا تھا۔ سید حفیظ شاہ صاحب خود اہل اللہ میں

Marfat.com

سے ہیں اور صاحب ارشاد و اجازت بزرگ ہیں اور میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے ان کی شفقت حاصل رہی ہے۔ چنانچہ اس یادگار ملاقات میں دونوں سادات بزرگوں کی باہمی گفتگو اور احترام قابل رشک تھا۔

سید نوید قمر ایک خوش الحان قاری اور نعت خواں بھی ہیں، میری درخواست پر شاہ صاحب نے جب ایک پنجابی نعت پڑھی تو حضرت باباجیؒ بہت خوش ہوئے اور دیر تک جھومتے رہے۔ اس کے علاوہ لاہور میں یکے بعد دیگرے دو تین ملاقاتیں مزید ہوئیں اور ان دونوں میں میرے یہ نعت خواں دوست میرے ساتھ تھے بلکہ دوسری ملاقات اس وقت ہوئی جب حضرت باباجیؒ حج پر تشریف لے جا رہے تھے۔ وقت کم تھا اور مہمانوں کی آمد و رفت بھی زیادہ تھی لیکن باباجیؒ نے حسب عادت ان سے نعت سنی اور عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر حاضرین کو خوبصورت احوال واقعات بھی سنائے۔

پیران کرام کی اکثریت (الا ماشاء اللہ) پر تکلف ہوتی ہے اور بعض خصوصیات کو ان حضرات نے ''نظریہ ضرورت'' کے تحت اختیار کر رکھا ہوتا ہے لیکن باباجیؒ سے ہماری جتنی ملاقاتیں ہوئی ہم نے انہیں فی الحقیقت ایک سچا درویش، عاشق رسول ﷺ اور امت کا خیر خواہ پایا۔ آپ کی وفات تقریباً ۱۰۳ سال کی عمر میں ہوئی لیکن آخری عمر تک آپ صحت مند، ہشاش بشاش اور تر و تازہ شخصیت کے مالک رہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا آپ کی ایک شہرت، ''سیاح حرمین'' کی بھی تھی۔ یہ ان کے عشق کی پختگی اور مستقل مزاجی کی اعلیٰ علامت تھی۔ آپ نے ہمیں خود فرمایا: میں آج تک کسی ہوائی جہاز کے دفتر نہیں گیا، نہ کبھی ویزا لینے کے لئے سعودی سفارت خانہ کی شکل دیکھی ہے بس یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا کرم ہے کہ وہ سال میں ایک دو یا تین مرتبہ بھی فقیر کو اپنے پاس بلا لیتے ہیں۔

''درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست''

کے مصداق دراصل یہ ان کی طلب صادق تھی کہ انہیں روحانی تشفی کے لئے حرمین کی زیارت اور روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے مسلسل مواقع ملتے رہے بلکہ یہ واحد شخصیت

Marfat.com

تھے جنہیں ہر قسم کے سفر کے مواقع ملے یعنی پیدل چل کر بھی حج و عمرہ کی سعادت حاصل کرتے رہے اور بس کے ذریعے بھی، بحری جہازوں پر بیٹھ کر بھی اور ہوائی جہاز پر بھی۔

مجھے محترم شیخ دوست محمد صاحب مرحوم کے ہمراہ ہی آپ کی مہمان نوازی کا مشاہدہ کرنے کا موقع بھی ملا۔ ہم لاہور سے مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے چہلم پر میانوالی جاتے ہوئے خوشاب باباجی کے آستانے پر حاضر ہوئے۔ لاہور سے چلتے ہوئے آپ کے ہاں حاضری پروگرام میں شامل تھی لیکن ہم نے عمداً اطلاع نہیں دی تھی۔ گرمی کا موسم تھا ظہر کے وقت ان کے آستانے پر پہنچے۔ شیخ دوست محمد صاحب ایک مخلص اور اولیاء و صلحائے امت سے محبت کرنے والے صاحب ذوق لوگوں میں سے تھے۔ مسلک کا درد، عقیدے کی طہارت اور نسبت کا احترام ان کو ورثے میں ملا تھا۔ وہ گذشتہ چار پانچ سالوں سے باباجی کے پاس آتے جاتے تھے اور حسب حیثیت دربار شریف میں خدمت بھی کرتے رہتے تھے۔ باباجی جب بھی لاہور آتے تو شیخ صاحب اور ان کے اہل خانہ کی محبت کے پیش نظر ان کے گھر ضرور تشریف لاتے تھے۔ باباجی ان سے خاصی محبت فرماتے تھے۔

خیر ان کے آستانے پر پہنچنے کے بعد خادم کے ہاتھ پیغام بھیجا تو آپ نے ہمیں فوراً ہی اندر اپنی آرام گاہ میں ہی طلب فرمالیا آپ کی طبیعت کچھ ناساز تھی اس لئے بستر پر آرام فرمارہے تھے، بہت خوشی، محبت اور جوش سے ملے، بیٹھتے ہی خادم کو لنگر لانے کا حکم دیا، آپ نے فرمایا: ''آپ نے چونکہ اچانک چھاپہ مارا ہے اس لئے ہم بھی بلاتکلف تناول ماحضر پر ہی اکتفا کریں گے۔''

جب کھانا دسترخوان پر سجایا گیا تو ماشاء اللہ بہت مزیدار اور پرتکلف تھا ہم نے ان کے ساتھ ہی نماز ظہر ادا کی بعد ازاں ناسازی طبع کے باوجود ہمارے ساتھ ہی آپ بھی نیازی صاحب کی مجاہدانہ زندگی کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے تقریب چہلم میں تشریف لے گئے۔ میں نے باباجی اور شیخ دوست محمد صاحب کی ہمراہی میں پہلی مرتبہ میانوالی میں قدم رکھا اور مرد حق، مرد غازی مولانا عبدالستار خان نیازی کے مزار پر فاتحہ

Marfat.com

خوانی کی سعادت حاصل کی۔ ان کا نوتعمیر شدہ گھر دیکھا جہاں وہ بہت کم قیام پذیر رہے۔ معلوم نہیں اب اس گھر میں کون ہوتا ہے۔ باباجیؒ پورے راستے آتے جاتے گاڑی میں نیازی صاحبؒ کے مجاہدانہ کردار اور صاف ستھری زندگی کی تعریف فرماتے رہے۔

اسی موقع پر ہم نے باباجیؒ کا نظام تعلیم و تربیت بھی دیکھا۔ آپ کا قائم کردہ ادارہ دیکھنے کا موقع ملا۔ جواب ماشاءاللہ جاری و ساری ہے اور اسی ادارے کے جوار میں باباجیؒ کا مزار پرانوار واقع ہے۔ باباجیؒ کی گفتگو سے ہی معلوم ہوا کہ آپ متعدد دیگر اداروں کی سرپرستی بھی فرماتے ہیں اور طاہر آباد اور سانگلہ ہل کا ادارہ تعمیر کر کے منہاج القرآن کے سپرد کر چکے ہیں۔ یہاں منہاج القرآن کا ذکر آیا تو اس تحریک کے بانی کے ساتھ آپ کے تعلق محبت کی ایک جھلک بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

حضرت باباجیؒ ۲۰۰۳ء میں جب فالج کے حملے کے بعد لاہور میو ہسپتال میں زیر علاج تھے تو پروفیسر محمد نصر اللہ معینی صاحب کے ذریعے مجھے خبر ملی۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور قائد محترم شیخ الاسلام حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کو بھی مطلع کر دیا، بالخصوص جب میں نے قائد محترم کو یہ بتایا کہ باباجیؒ اس وقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے آخری زندہ خلیفہ ہیں اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ اور علامہ اقبالؒ کی مجالس میں اٹھتے بیٹھتے رہے ہیں تو قائد محترم نے فوراً آپ سے ملنے اور ہسپتال جا کر حال پوچھنے کا پروگرام بنا لیا۔ ان دنوں قائد محترم کی کمر میں بھی خاصی تکلیف تھی اور مصروفیات بھی حسب معمول بہت زیادہ تھی۔ لیکن انہوں نے آپؒ کی زیارت کو غنیمت جانا میں اور پروفیسر نصر اللہ معینی صاحب اس ملاقات میں حاضر تھے۔ باباجیؒ نے بڑی شفقت فرمائی پہلے وہ کھانے پر انتظار کرتے رہے لیکن تاخیر کی وجہ سے کھانا کھا لیا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام سے وہ بہت محبت فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہ شخص ہمارے عہد میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ کیونکہ ان کی وجہ سے وہاں وہاں دین کو فائدہ پہنچ رہا ہے جہاں دوسروں کی دسترس نہیں۔

Marfat.com

قائد محترم جو واپسی پر آپ نے پچاوں کی پیٹیاں ساتھ دیں۔ قائد محترم حسب عادت معذرت کرتے رہے لیکن باباجی نے بہت اصرار کیا اور فرمایا کہ یہ آپ کی دینی خدمات کے لئے میرا ادنیٰ سا نذرانہ ہے۔ آپ حضور ﷺ کے عشق و محبت کا پیغام دیتے ہیں اس لئے ہم بھی آپ سے محبت کرتے ہیں لہٰذا آج آپ کو خلافِ معمول اسے قبول کرنا ہو گا۔ چنانچہ قائد محترم نے سیب کی ایک پیٹی باباجی کا تبرک سمجھتے ہوئے گاڑی میں رکھوائی۔ اسی ملاقات میں باباجی نے فرمایا کہ پروفیسر صاحب! ہم آپ کے سامعین میں شامل ہیں۔ اتفاق مسجد میں کئی مرتبہ ہم خاموشی سے نماز جمعہ پڑھنے جاتے رہے اور خطاب سن کر چپکے سے واپس آ جاتے تھے۔ ہمیں آپ کے اسلوب دعوت سے اس لئے محبت ہے کہ آپ لوگوں کو حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کی طرف علم اور دلیل کے ساتھ بلاتے ہیں۔ ہمیں آپ کی علمی خدمات بھی اس لئے عزیز ہیں کہ آپ دوسرے علماء سے ہٹ کر حکمت و بصیرت کے ساتھ عشق و محبت رسول ﷺ کی خیرات تقسیم کر رہے ہیں۔

جب باباجی کا وصال ہوا اور وصال کی خبر بھی حضرت شیخ الاسلام کو میں نے ہی دی۔ ان دنوں مرکزی نظامت دعوت کے تحت پورے ملک کے منہاجینز اور خواتین پر مشتمل تربیتی کیمپ منعقد ہو رہا تھا اور قائد محترم اس وقت بھی اسی کیمپ میں شرکاء سے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ نے راقم کے علاوہ احمد نواز انجم (امیر تحریک پنجاب) اور محترم مفتی عبدالقیوم خان صاحب پر مشتمل اعلیٰ سطحی تعزیتی وفد اپنی طرف سے باباجی کے جنازے میں شرکت کے لئے بھیجا۔ گذشتہ اعتکاف کے اجتماع میں باباجی کا خصوصی تذکرہ فرمایا، اجتماعی دعا کی اور باباجی کی خدمات پر ہزاروں معتکفین کی موجودگی میں خراج تحسین پیش کیا۔

یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ باباجی علم پرور اور علم دوست بزرگ تھے۔ انہوں نے جہاں طویل عمر پائی تھی وہاں طویل اور کثیر الجہات تجربات بھی حاصل کئے تھے۔ اس لئے طریقت کی مطلوبہ خدمات اور تقاضوں کو تعلیم و تربیت سے مشروط سمجھتے

Marfat.com

تھے۔ صاحبانِ علم کی قدر فرماتے تھے۔ فرقہ پرستی کے سخت مخالف اور امت مسلمہ کی پستی پر دکھ کے ساتھ اظہار کرتے ہوئے اس حقیقت پر برملا تبصرہ فرماتے کہ ہم نے دراصل اپنے پیغمبر نبی اکرم ﷺ سے رشتہ محبت واطاعت کمزور کر دیا ہے اس لئے بطور امت اس زوال سے عروج کا سفر بھی خاصا دشوار اور دقت طلب ہوگا۔

باباجی حضرت پروفیسر محبوب حسین چشتی مدظلہ سے خصوصی محبت فرماتے تھے جس کا ثبوت یہ ہے کہ وصال سے چند سال پہلے آپ نے ایک دن صاحبزادہ صاحب کو نماز فجر سے پہلے ٹیلی فون کیا اور فرمایا میں بیمار ہوں زندگی کا کوئی پتہ نہیں فوراً جوہر آباد آ کر مل جائیں۔ چنانچہ نماز فجر پڑھتے ہی صاحبزادہ صاحب خدمت میں حاضر ہوگئے۔ باباجی نے ان کی آمد پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ پھر علیحدہ کمرے میں لے جا کر انہیں ایک جبہ زیب تن کرایا اور فرمایا یہ جبہ ہمیں حضور غوث پاکؒ کی بارگاہ سے ملا تھا۔ پھر آپ نے چاروں سلاسل کی خلافت کا پروانہ جناب صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کو عطا فرمایا۔ رخصت کرتے وقت فرمایا کہ یہ جبہ اتارنا نہیں پہن کر بیربل شریف جانا۔

حقیقت یہ ہے کہ خانوادہ مرتضوی بیربل شریف کے قابل فخر وارث حضرت محبوب حسین دیگر کمالات ظاہری و باطنی کے ساتھ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کے فیوضات کے بھی امین ہیں اور معین الاسلام کی یہ خصوصی اشاعت بھی اسی تعلق عقیدت ومحبت کا ایک خوبصورت اور باوقار اظہار ہے۔

Marfat.com

میری یادگار ملاقاتیں

ڈاکٹر خضر حیات ورک

سہ ماہی مجلہ ''معین الاسلام'' پڑھا واقعی یہ اسلامی تصوف کا ترجمان ہے۔ باباجیؒ کے متعلق جو کتاب لکھ رہا ہوں، اس کے چند اوراق آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں، اگر مجلہ میں جگہ پا گئے تو بندہ کی خوش نصیبی ہوگی۔ باباجیؒ مجھ ناچیز سے بڑی محبت فرماتے تھے۔ اب بھی ان کی شفقت ویسی ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ان سے روبرو ملاقات نہیں ہوتی۔ ایک بات جس کا یہاں ذکر کرنا چاہوں گا۔ حضور باباجیؒ کا وصال ہوا تو مجھے علم نہ ہو سکا، اگلے دن معلوم ہوا تو دل بہت رنجیدہ ہوا اور کسک نے بے چین کر دیا کہ میں دیدار نہ کر سکا۔ دن بدن بے چینی بڑھتی رہی آخر ایک رات نماز عشاء کے بعد نوافل ادا کیے اور اسی کسک کے ساتھ سو گیا۔ میں تو سو گیا مگر قسمت جاگ گئی، حضرت باباجیؒ سے خواب میں ملاقات ہوگئی اس طرح جیسے پہلے باقاعدہ ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ باباجیؒ قبرِ انور میں آرام دہ بستر پر سفید لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں ڈاکٹر صاحب پریشان کیوں ہوتے ہیں اب مل لیں۔ باباجیؒ نے اپنے سرہانے والی طرف سے مجھے بلوایا اپنے ہاتھ مبارک میرے چہرے اور سر پر پھیرے تو مضطرب دل کو سکون آ گیا اور میں نے یہ کیفیت بیدار ہونے کے بعد بھی محسوس کی۔

میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایات سے باباجیؒ آج بھی اسی طرح رہنمائی فرماتے ہیں۔ جس طرح ظاہری حالت میں فرماتے تھے۔

پہلی ملاقات......

مجھے تاریخ تو اچھی طرح یاد نہیں مگر شاید 1998ء کے آخر کی بات ہے کہ

Marfat.com

باباجیؒ سے میری پہلی ملاقات ہوئی۔ میں 1995ء سے ملازمت کے سلسلہ میں فیصل آباد میں ہوں۔ میرے ایک پھوپھی زاد بھائی مولانا امجد علی پہلے سے ہی فیصل آباد میں ہیں ایک دن ان سے سنا کہ انہوں نے اپنے شاگرد جناب ضیاء الاسلام قمر کو حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ کی بیعت کروایا ہے اور آج باباجیؒ سرکار چوہدری عمردراز صاحب کے گھر تشریف لائے ہوئے تھے۔ فون پر اجازت طلب کرنے کے بعد ہم تینوں لوگ مولانا امجد علی امجد، ضیاء الاسلام قمر اور میں حاضر خدمت ہوئے۔ باباجیؒ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب سنا ہے آپ آج کل پریشان رہتے ہیں میں نے اثبات میں جواب دیا تو باباجیؒ نے یہ شعر پڑھا۔

پریشانیوں سے لپٹ کر میری جاں
پریشانیوں کے سوا کیا ملے گا
پریشانیاں چھوڑ دیتی ہیں پیچھے
پریشانیوں سے کیا صلہ ملے گا

اس دن کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آج تک کبھی پریشان نہیں ہوا ہوں۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد باباجیؒ نے اجازت دے دی اور ہم لوگ واپس چلے آئے۔ دل تھا کہ پھر...... اس کے بعد میں مہینے میں ایک دفعہ یا دو دفعہ حاضری کے لیے جاتا رہا۔ ہر ملاقات کا نرالا ہی رنگ ہوتا تھا۔ باباجیؒ ہر بار پہلے سے زیادہ شفقت فرماتے۔ فیصل آباد آتے تو بھی ملاقات ہوتی۔ ہر ملاقات ایک نئی ملاقات ہوتی، ہر ملاقات پر ایک نیا جذبہ جنم لیتا، ایک نیا سرور ہوتا، دل تو کیا روح بھی باغ باغ ہو جاتی اور ہر بار جو چیز فراوانی سے ملتی وہ تھی عشق رسول کریم ﷺ اور حقیقت میں جو چیز کسی انسان کو مسلمان بناتی ہے وہ بھی ہے عشق رسول کریم ﷺ اللہ رب العزت سب کو مسلمان بنائے۔ آمین! ملاقاتوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

Marfat.com

اور دل مضطرب تسلی پا گیا

بابا جیؒ سے ملاقات کے بعد جی مچلتا تھا کہ باباجیؒ سے کہوں کہ وہ مجھے بیعت کر لیں مگر نہ جانے کیوں ہر بار زبان خاموش رہتی یا پھر کہنے کی ہمت نہ پڑتی۔ ہر ملاقات پر باباجیؒ کوئی نہ کوئی نصیحت فرماتے جس سے دل کو ایک خاص قسم کا سکون ملتا جیسے بے چین دل کو چین آ جاتا ہے۔

دل تھا کہ مسلسل مضطرب رہتا اور ہمیشہ یہی خواہش رہتی کہ باباجیؒ سے پکا تعلق ہو جائے۔ باباجیؒ کسی طرح مجھے اپنی فرزندی میں لے لیں۔ آخر ایک دن میں نے ہمت کر کے مولانا امجد علی امجد سے کہا کہ اب ہر حال میں باباجیؒ کی بیعت کرنی ہے۔ مولانا صاحب، ضیاء الاسلام قمر اور میں صبح صبح فیصل آباد سے اپنی گاڑی پر جوہر آباد روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ باباجیؒ صبح ہی سرگودھا یا پھر فیصل آباد تشریف لے گئے ہیں۔ ہم لوگ واپس فیصل آباد آ گئے۔

شام کو چوہدری عمر دراز صاحب کے گھر فون کیا تو باباجیؒ تشریف رکھتے تھے، ملاقات کے لیے اجازت طلب کی۔ مولانا امجد علی امجد اور میں حاضر ہوئے میں نے ڈرتے ڈرتے باباجیؒ سے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا تو باباجیؒ نے فرمایا کہ۔ ''کیا دوستی اچھی نہیں جس کو چھوڑ کر تم بیعت ہونا چاہتے ہو؟'' یار حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے بھی مرید کم اور ویسے پیار اور الفت والے بہت تھے اور پھر بیعت کا مطلب سمجھتے ہو'' اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا باباجیؒ نے خود ہی فرمایا کہ ''بیعت کا مطلب ہے بیع ہو جانا، پھر اپنی مرضی نہیں چلتی پھر تو حکم کا غلام ہونا پڑتا ہے۔'' خیر میری شدت خواہش کو باباجیؒ نے عملی جامہ پہنایا اور کہا کہ ''اگر تم ضد کرتے ہو تو لاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور دھیان اپنے قلب کی طرف کرو۔'' کچھ دیر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا کچھ پڑھتے رہے اور پھر مجھ پر پھونک دیا، میرے مضطرب دل کو روحانی سکون ملا۔ میں اپنے آپ پر بڑا ناز کر رہا تھا کہ آج میری بہت بڑی خواہش پوری ہو گئی تھی۔ مجھے دنیا جہان کا خزانہ جو مل

Marfat.com

گیا تھا مجھے ایک کامل رہبر مل چکے تھے۔

بیعت کے بعد میرے دل میں ایک انجانی سی خوشی تھی اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو سکتی ہے کہ ایک ولی کامل کے ہاتھ میں ہاتھ ہو۔ یہ تو زندگی کا حاصل ہے۔ اس موقع باباجیؒ نے مجھے تلقین کی کہ

☆......ڈاکٹر صاحب پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرنا۔

☆......کوشش کرنا کہ تمہاری وجہ سے کسی کو کوئی دکھ اور تکلیف نہ ہو۔

☆......اپنے والدین کی ہمیشہ قدر کرنا اگر تمہارے والدین خوش ہو گئے تو سمجھنا کہ تم نے دنیا جہاں کی دولت پالی ہے۔ میرے پاس آنا یا نہ آنا مگر والدین کو خوش رکھنا۔

☆......کبھی بھی کسی سے مناظرہ نہ کرنا کیونکہ یہ تو دوسرے کی بات کو نہ ماننے کی ضد ہے عمل سے ثابت کرنا کہ اصل کیا ہے۔

تربیت کا ایک انداز

ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا، ہر ملاقات پر نیا شوق، ایک نیا جذبہ جنم لیتا، دین سے لگاؤ اور عشق رسول کریم ﷺ کا جذبہ زور پکڑتا، ہر ملاقات پر چاہے وہ فون پر ہی کیوں نہ ہو۔ باباجیؒ بڑی شفقت فرماتے۔ باباجیؒ کا معمول تھا کہ وہ گیارھویں شریف کا ختم بڑے اہتمام کے ساتھ دلاتے تھے۔ ختم پاک پر محفل صبح آٹھ بجے شروع ہو جاتی تھی اور نماز ظہر تک جاری رہتی تھی جس میں بڑے بڑے علماء دین اور گدی نشین حضرات ہوتے۔ ہر بار باباجیؒ بندۂ ناچیز کو ان علماء دین اور سجادہ نشین کے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے اور اکثر سب سے تعارف بھی کرواتے۔ میں ہمیشہ اپنی قسمت پر بڑا نازاں ہوتا تھا۔ ناز بھی کیوں نہ کرتا ایک ایسی ہستی مجھ ناچیز کو اپنے پاس بلا کر شفقت کرتی تھی۔ جس کے دیدار کے لیے لوگ دور دراز سے سفر کر کے آتے تھے۔ کئی کئی دفعہ کی حاضری کے بعد دیدار نصیب ہوتا تھا۔ ہر بار کوئی نہ کوئی نکتہ سمجھا دیتے تھے اگرچہ وہ بات تو علماء سے کر رہے ہوتے تھے مگر اس میں تعلیم سب کے لیے ہوتی تھی۔ میں ہمیشہ ان موتیوں کو سمیٹتا رہا۔ باباجیؒ کی شفقت سے

Marfat.com

دل بہت لاڈلا ہو گیا تھا۔ مگر ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ گیارھویں شریف کے ختم پاک پر کسی نے پوچھا ہی نہیں اس بار تو شاید یہ شخص اجنبی لگ رہا تھا۔ گویا کوئی جان پہچان ہی نہیں میں شاید پہلی بار اس جگہ پر آیا تھا وہ جس کو ہمیشہ لاڈ پیار سے رکھا گیا ہو اور پھر اس کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہو تو پھر دل پریشان تو ہوتا ہی ہے۔ اس ملاقات میں میرے ساتھ قاری سلیمان بھی تھے! میں نے قاری صاحب سے اپنے دل کی کیفیت کو چھپانے کی بہت کوشش کی مگر انہوں نے میری اس کیفیت کو بھانپ لیا اور تسلی دی کہ ڈاکٹر صاحب کوئی بات نہیں۔ کبھی کبھار ایسا ہو بھی جاتا لیکن میرے مضطرب دل کو کون سمجھاتا جس نے لگائی تھی وہ ہی اس کا معالج تھا۔ کافی دیر اسی طرح گزر گئے پھر ایک دن باباجیؒ فیصل آباد تشریف لائے۔ ٹیلی فون پر ملاقات کے لیے اجازت طلب کی۔ شام کی نماز کے بعد قدم بوسی کے لیے حاضر ہوا، باباجیؒ اپنے کمرے میں اکیلے ہی تشریف فرما تھے اور ہاتھ میں ایک کتاب تھی مجھے دیکھ کر کہا ''ڈاکٹر صاحب آ گئے ہو'' میں نے کہا جی باباجیؒ فرمایا ''ساتھ بھی کوئی ہے'' میں نے کہا نہیں باباجیؒ فرمایا ''اچھا کیا جو اکیلے ہی آئے ہو'' اور وہ کتاب جوان کے ہاتھ میں تھی دے کر اشارے سے کہا یہاں سے پڑھو میں نے پڑھنا شروع کیا۔ اس عبارت کا مفہوم کچھ اس طرح تھا کہ پہلے بے قدری ہوتی اور بعد میں قدر ملتی ہے۔ پہلے رسوائی ہوتی ہے اور پھر عزت ملتی ہے۔ حضرت یوسف کو پہلے کنویں میں پھینکا گیا۔ مصر کے بازاروں میں بیچا گیا مگر بعد میں اس ملک کا بادشاہ بنایا گیا وہ کتاب غالباً صوفی برکت علیؒ کے کسی مرید کی لکھی ہوئی تھی۔

میں پڑھتا جاتا تھا اور ساتھ ساتھ اپنی کم علمی اور نادانی پر شرمندہ ہو رہا تھا کہ باباجیؒ نے پیار سے میرے کندھے پر تھپکی دے کر کہا کہ ''ڈاکٹر صاحب کچھ سمجھ آئی گھبرانا نہیں چاہیے یہ تو تربیت کا ایک حصہ ہے تھپکی دی دل بے قرار کو چین آ گیا

Marfat.com

گلشن طریقت کا مہکتا پھول

مرزا امداد حسین

سلسلہ نبوت و رسالت چونکہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوا۔ اس لیے اب رشد و ہدایت، عشق و مستی اور سوز و گداز کی نعمتوں کے وارث امت کے اولیاء و صوفیاء ہیں۔ جو فیضانِ نبوت کے حقیقی وارث اور آپ ﷺ کے نائب ہیں۔ یہ نفوس قدسیہ جب اس گلستانِ رنگ و بو میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو ان کی ہستی پوری رعنائیوں کے ساتھ حسن ازل کی مظہر بن کر سامنے آتی ہے۔

موجودہ دور میں اسی برگزیدہ گروہ صوفیاء میں ایک قد آور نام حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ کا ہے۔ آپ گلشن طریقت کے ایسے مہکتے پھول ہیں جس کی خوشبوئے دلنواز سے ایک عالم معطر رہا۔ آپ کی حیات مبارک ان اکرمکم عنداللہ۔ کے نورانی زیور سے آراستہ، اور اتقاکم کے حسن کا شاہکار تھی۔ سیروافی الارض کی عملی تفسیر بن کر سیاح حرمین کہلائے۔

عرصہ پہلے حضرت باباجیؒ سے نیاز مندی کی سعادت مدینہ منورہ میں حاصل ہوئی۔ آپ اپنے چند احباب کے ساتھ بارگاہ سرورعالم ﷺ میں حاضری کے لیے مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے۔ سفید لباس، سفید دستار، کالی واسکٹ پہنے، خاموش، دست بستہ، نظریں جھکائے ادب و احترام کا مجسمہ بنے، خراماں خراماں اپنے جد کریم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہونے کے لئے مواجہ شریف کی طرف جارہے ہیں۔

Marfat.com

جو شناسا ہیں وہ اس انداز الفت پر رشک کناں، جو نا آشنا ہیں وہ اس انداز دلبری پر حسرت زدہ، نیاز مندی، نیاز مندانہ اداؤں پر نثار ہو رہی ہے۔ حاضری کے بعد صحن مسجد میں جملہ عقیدت مندوں سے ملتے ہوئے جس جگہ حقیر پر تقصیر معتکف تھا۔ تشریف لائے۔ میں نے دست بوسی کی سعادت حاصل کی۔ آپ تشریف فرما ہو کر فرمانے لگے۔ حضرت صوفی برکت علی صاحب سے نسبت ہے؟ میں نے عرض کی کہ جی! انہیں کا غلام ہوں۔ بہت خوش ہوئے اور دیر تک میرے آقائے نعمت سیدی و مرشدی تاجدار دارالاحسان حضرت ابو انیس محمد برکت علی قدس سرہٗ کا ذکر فرماتے رہے۔ فرمایا اتنے پائے کا فقیر کہیں کہیں ملتا ہے۔ فقیر جتنا عظیم ہوتا ہے اتنا ہی لجپال ہوتا ہے۔ بے حد شفقتوں اور دعاؤں سے نوازا۔ کرم بالائے کرم کہ پھر یہ سلسلہ آپ کی وفات حسرت آیات تک بدستور قائم رہا۔ حرمین طیبین میں ہر سال رمضان المبارک میں دوران اعتکاف ملاقات سے نوازتے رہے۔

میں نے اکثر دیکھا کہ حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہونے تک کسی سے بات نہ کرتے سلام کے بعد آپ کو پتہ ہوتا کہ فلاں آدمی فلاں جگہ پر معتکف ہے۔ جتنے شناسا تھے سب کے پاس جاتے۔ علماء کی مالی خدمت بھی کرتے۔ میں نے ریالوں کے بڑے نوٹ خود دیکھے تھے۔ آپ افریقی سیاہ فام لوگوں کو بھی چلتے چلتے مٹھی میں رقم تھما دیتے۔ چنانچہ بعض یمنی اور حبشی جو آپ کے مزاج آشنا تھے، خود بھی ملنے آیا کرتے۔

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت باباجیؒ سے ملتے دیکھا عجب انکساری کا منظر تھا وہ بڑی دھیمی آواز میں ادب کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے۔ مولانا محب اللہ نوری، مولانا فیض احمد اویسی اور دیگر علمائے اہلسنت بھی بڑے احترام سے ملتے۔

آخری مرتبہ رمضان شریف میں دو مرتبہ مدینہ منورہ گئے اول رمضان میں اور آخر رمضان میں۔ میرے پاس بھی تشریف لائے۔ مجھے ایسا لگا کہ میرے شیخ تشریف لائے۔ اس دفعہ فرمایا بھئی میرا وہیل چیئر کا ڈرائیور کہاں گیا۔ میں آپ کو خود باب فہد کی

Marfat.com

طرف لے چلا۔ دروازے پر پہنچے تو مسکرا کر فرمایا کہ تم بغیر لائسنس کے ڈرائیور ہو؟ عرض کی حضور کیا ابھی تک بغیر لائسنس کے ہوں؟ مسکرا کر گلے لگا لیا۔ فرمایا نہیں نہیں۔ میں تو خوش طبعی کر رہا تھا۔ آپ کی شخصیت میں جلال و جمال کا ایک حسین امتزاج تھا۔ اہل دل سے ملتے تو تڑپ کی دولت سے نوازتے۔ علماء سے ملتے تو علم و حکمت کے موتی بکھیرتے،

جب صاحبزادہ پیر خالد محمود بخاری صاحب، جناب محمد زبیر بھٹہ صاحب اور جناب حکیم محمد معصوم صاحب کے ساتھ خاکسار کا تعارف ہوا تو باباجیؒ نے شفقتوں اور عنایتوں سے نہال کر دیا۔ محترم سید خالد محمود بخاری صاحب جن کے حضرت پیر سید عنایت اللہ شاہ گیلانی صاحب کے ساتھ گہرے دوستانہ اور محبانہ روابط و مراسم ہیں، ان کی مہربانی سے ہی مجھ ناکارہ کو ایسے ارباب کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ بخاری صاحب کے ہمراہ ملک خدا بخش بوسن بھی اس سے قبل باباجیؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف پا چکے تھے۔ ان کی زبانی حضرت باباجیؒ کی الیلیٰ کہانی اور تذکرہ سنتا رہتا تھا۔ اس طرح زیارت کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ غالباً پہلی حاضری 2003ء میں ہوئی تھی۔ اس حاضری کا تاثر آج بھی دل و دماغ میں تر و تازہ ہے۔ کھلتا ہوا گندمی رنگ، چمکتی ہوئی مقناطیسی نگاہیں، اونچی بینی، عریض پیشانی، باریک ابرو، ہموار رخسار، شاداب دہن، داڑھی سفید، میانہ قد، خوبصورت دندان، کشادہ سینہ، سر پر عمامہ باندھے روحوں میں سما جاتے تھے۔ پیرو کلاں اور خورد و جواں آپ کے سامنے بیٹھے تھے اور آپ کی زبان سے حسین افکار کے خوبصورت کلماتی پیکر ڈھل رہے تھے۔ چاند سے مکھڑے، حسین ہونٹوں پر ہمہ وقت ہلکا سا تبسم، تصنع و تکلف اور ریا سے پاک تھکا تھکا لہجہ، بار حیا سے جھکی جھکی اور ذکر رسول ﷺ سے بھیگی بھیگی بڑی بڑی آنکھوں کے گلابی ڈورے شفقت و محبت اور مروت و عنایت سے لبریز وہ پہلی ملاقات تادم زیست یاد رہے گی۔

جب ان سے پہلی ملاقات ہوئی تھی
اس دن قیامت کی شروعات ہوئی تھی

حضرت باباجیؒ صوفیانہ مشرب اور مسلک حقہ اہل سنت کے عظیم ترجمان تھے۔

Marfat.com

آپ کے وجود سے اہل سنت کا بھرم قائم تھا۔ آپ کے مزاج میں صوفیانہ محبت و مروت اور اعتدال کا عنصر غالب تھا۔ آپ کے ہاں دوسرے مسالک سے خواہ مخواہ الجھنے کو کبھی بھی پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ باباجیؒ تواضع و انکساری کا مجسمہ تھے۔ آپؒ نے اپنے احباب و متعلقین کو راہ وفا و محبت میں چلنا سکھایا۔ آپؒ کے دل کی دھڑکنوں میں اللہ کے نام کا نور اور روح کی گہرائیوں میں عشق رسول ﷺ کی روشنیاں جگمگاتی تھیں۔

ویسے تو محبت رسول ﷺ ہر مسلمان کے لیے متاع گراں مایہ ہے، مگر مبارک اور سعادت مند ہیں وہ دل جن کی دھڑکن یاد محبوب کے ساتھ دھڑکتی ہے۔ لائق دید ہیں وہ آنکھیں جو ہجر و فراق رسول ﷺ میں برستی ہیں۔ قابل رشک ہیں وہ راتیں جو تصور جاناں سے معمور اور لبریز رہتی ہیں، بلاشبہ یہ بے بہا دولت صرف انہیں میسر آتی ہے جو اس کے اہل ہوتے ہیں۔

بقول عاشق صادق حضرت خواجہ غلام فریدؒ:

دور فرید ہے چیز مہانگی
تھیندے ونج وپار

حضرت باباجیؒ کو یہ دولت وافر مقدار میں نصیب ہوئی تھی۔ آپ کی جلوت کی بے تابیاں اور بے قراریاں سب نے دیکھی ہیں کہ ادھر سرکارِ دو عالم ﷺ کا ذکر چھڑا اور ادھر خوب صورت آنکھوں کے گلابی ڈوروں کا بند توڑ کر آنسوؤں کی جھڑی موتیوں کی لڑی میں بدل گئی۔ باباجیؒ کو سی کا پیار اور اخلاص حد درجہ پسند تھا، آپ کا شعری مجموعہ ''سی حرفی'' پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی عارفانہ شاعری درد و سوز میں ڈوبی ہوئی ہے۔ آپ کی شاعری جہاں آپ کے باطنی درد و سوز کی غماز تھی وہاں غموں کا مداوا تھی اور ٹوٹے دلوں کا سہارا تھی۔

حضرت باباجیؒ مساجد اور دینی مدارس کی سرپرستی اور مالی اعانت فرض سمجھ کر کرتے تھے۔ آپ نے جہاں بھی قیام فرمایا وہاں مسجد اور مدرسہ ضرور تعمیر کرایا۔ آپ

Marfat.com

کا دستِ سخا اسی جگہ اٹھتا جہاں آپ کو اخلاص دکھائی دیتا۔ چندے کی اپیلیں کرنا اور جھولی پھیلانے کو آپ سخت ناپسند کیا کرتے تھے۔ غریب پروری، مسافر نوازی اور مسکین دوستی آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ یتامیٰ کے ساتھ ہوتے تو عرفان کا بحرِ ذخار لگتے۔ سائلین کے جمگھٹے میں مظہر گنج بخش لگتے۔ میں نے آپ کو کبھی بھی غمگین نہیں دیکھا۔ چہرے کی تبسم ریزیاں وصال یار کی راحت افزاء عنایت کی غماز ہوتیں۔

وصال مبارک سے کچھ عرصہ پہلے میں نے چک شیخوپورہ میں ایک محفل میں پہلی بار آپ کے چہرہ اقدس پر "ولیبکو کثیرا" کے انوار کی ضیاء پاشیاں ملاحظہ کیں تو دل مضطرب نے گواہی دی کہ اب وصل الی الحبیب کی منزل قریب ہے۔ آپ کی محفل میں حاضر ہونے والے آپ کے چہرۂ اقدس پر انوار شرقپور شریف، تجلیات گولڑہ شریف، برکات علی پور شریف اور فیضان میرا شریف کا اکثر مشاہدہ کرتے۔ آپ کی گفتگو قادری وچشتی حلاوت، نقشبندی طراوت اور قلندری ظرافت کا حسین مرقع ہوتی۔ اہل علم کی قدر کرتے اور وارثان فیضانِ اولیاء کی عزت افزائی فرماتے۔ مرکز علم وعرفاں ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے ساتھ آپ کی دلی وابستگی مثالی تھی۔ بانی ادارہ معین الاسلام حضرت صاحبزادہ محبوب حسین چشتی مدظلہٗ واقعی آپ کے محبوب ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نہ صرف فیوضات فخر ومعین رحمہ اللہ کے وارث وقاسم ہیں بلکہ اب آپ فیضان طاہرؒ کے بھی امین ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ چشمۂ فیض آباد اور ہمیشہ جاری رکھے۔ (آمین)

Marfat.com

یادگارِ اسلاف

مولانا محمد عمر حیات الحسینی بوسن   مدیر مجلّہ الحقائق، ملتان

ان کی محفل میں بڑھ کر دیکھو
زندگی کتنی خوبصورت ہے

کسی امیر و بادشاہ اور عالم و رہنما کی باتیں لکھنا سہل و آسان ہوتی ہیں۔ لیکن دیوانوں، آشفتہ حالوں، بوریا نشینوں، فقیروں، حال مستوں، درویشوں اور خدامستوں کی باتیں لکھنا دریا الٹا بہانا ہوتا ہے۔ وہ جذبے اور خیالات جو درد چشیدہ سینوں، آشنائے رازمکینوں، زخمی دلوں، سرد آہوں اور بھیگی اور برتی آنکھوں سے پھوٹتے ہیں انہیں حنوط اور قلم بند کرنا آسان نہیں ہوتا۔ وادیٔ فقر وجنون میں مست رہنے والوں کی جذب بھری اداؤں کو قلم کی نوک تک لے جانا آسان نہیں ہوتا۔ سچ تو یہ ہے کہ عشق پیشہ صلحاء کی باتیں کرتے وقت زبان و قلم کو یارا نہیں رہتا کہ ان کے احوال وسیرت کے نقوش اور ان کے حسین پیکروں کو لفظوں کے جامے پہنائے جائیں۔ یادگارِ اسلاف حضرت الحاج باباجیؒ سید طاہر حسین شاہؒ کا تعلق ان عاشقان پاک طینت اور خدامست بزرگانِ دین سے ہے کہ جن کے وجود سے نکلنے والی روشنیوں کی قیل وقال میں تحریر از بس دشوار ہے۔ بس اپنی بساط کی حد تک چند یادیں قلم بند کر رہا ہوں۔

حضرت باباجیؒ کی خدمت میں پہلی حاضری پیر طریقت حضرت سید عنایت اللہ شاہ صاحب گیلانی چشتی نظامی تونسوی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ گیلانیہ گنجیال شریف) کے ساتھ ہوئی۔ وہ مساکین اور فقراء کی خدمت کرنا اور بے سہاروں کی کفالت کا انتظام کرنا آپ کا محبوب ترین وظیفہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی

Marfat.com

کفالت کے انتظام پر خصوصی توجہ مرکوز کیے رکھی۔ بے شمار خاندانوں کے بچوں کو آپ نے پالا پوسا اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلوائی اور ان کے مستقبل کو روشن کیا۔

ماضی وحال کے مشاہیر علماء ومشائخ سے برسوں ملاقاتیں اور مدتوں صحبتیں رہیں۔ علماء حق کی دل سے قدر کرتے تھے۔ حضرت باباجیؒ مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب پر حد درجہ مہربان تھے۔ ان کے اسلوبِ دعوت وتبلیغ کو بہت پسند فرماتے تھے۔ 2003ء میں جب آپ پر فالج کا اٹیک ہوا تو آپ میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج تھے۔ حضرت ڈاکٹر پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو باباجیؒ نے بہت اعزاز واکرام فرمایا، پھلوں کی پیٹیاں بطور تحفہ پیش کیں اور فرمایا ہم آپ کے سامعین میں شامل رہے ہیں۔ اتفاق مسجد میں کئی مرتبہ ہم خاموشی سے نماز جمعہ پڑھنے جاتے رہے اور آپ کا خطاب دل پذیر سن کر واپس آجاتے تھے۔ ہمیں آپ کے اسلوبِ دعوت سے اس لیے محبت ہے کہ آپ لوگوں کو حضور سرور کائنات ﷺ کی محبت کی سوغات تقسیم کرتے ہیں۔ دوسرے علماء سے ہٹ کر حکمت وبصیرت کے ساتھ عشق رسول ﷺ کی سوغات تقسیم کر رہے تھے۔ نیز آپ نے انہیں جوہر آباد آنے کی دعوت بھی دی۔

دعوتی وتبلیغی پروگراموں، محافل میلاد اور جلسۂ سیرت ونعت کی صدارت اور سرپرستی کرنا آخری دم تک جاری رکھا۔ ساری زندگی اپنے کاروبار اور اپنی زمینوں کی آمدنی اور فتوحات کو راہ حق میں لٹاتے رہے۔

حضرت باباجیؒ نے قطب دوراں میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے نقشبندی فیض پایا لیکن دیگر سلاسل سے بھی فیضیاب تھے۔ حضرت پیران پیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے حد درجہ عقیدت ومحبت تھی۔ محترم صاحبزادہ سید خالد محمود بخاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے باباجیؒ نے بتایا "سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ میں فیض پانے کا بہت شوق تھا اور میں نے اپنے مرشد گرامی حضرت میاں صاحبؒ کی خدمت میں بھیجا۔ نوجوانی کی عمر میں دربار عالیہ گولڑہ شریف حاضری ہوئی تو حضرت اعلیٰ پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ

Marfat.com

استغراق کے عالم میں تھے۔ بوجہ استغراق خدام نے ملنے نہ دیا۔ مسجد میں ڈیرہ لگا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خادم تلاش کرتا ہوا پوچھ رہا تھا کہ شرق پور سے آئے ہوئے نوجوان سید طاہر کہاں ہیں؟ حضرت پیر صاحب گولڑوی سکر سے صحو میں آ گئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں فیض کے حصول کے لیے بیعت کے لیے عرض کیا تو حضرت اعلیٰ گولڑوی نے فرمایا: ''تمہاری بیعت وہی کافی ہے۔'' مسجد میں دو رکعت نماز نفل پڑھنے کا مخصوص انداز میں طریقہ بتایا۔ حضرت باباجیؒ نے عجیب مسرت آمیز لہجے میں بتایا کہ دو رکعت نماز نفل و حسب تلقین پڑھنے کے دوران کیفیات اور اردات روحانی سے سرشار ہو گیا اور اس طرح حضرت سیدنا پیران پیر کے سلسلہ عالیہ میں فیض کا دروازہ کھل گیا۔ حضرت باباجیؒ نے صوفیاء کی سنگت وصحبت کے فیوض وبرکات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ان کی تربیت کے بغیر عقائد حقہ کا صحیح ادراک نہیں ہوسکتا۔ عقائد ٹھیک نہ ہوں تو عبادتیں عبث اور ریاضتیں فضول ٹھہرتی ہیں۔ عقائد اہل سنت پر یقین مضبوط کرنا زندگی کا اصل مجاہدہ ہے اور پھر عقائد اہل سنت پر ایسی گفتگو فرمائی کہ محفل کا ہر شریک محسوس کرنے لگا کہ وہ نور رحمت کی دہلیز پر بیٹھا ہوا ہے اور کوئی نوازشات عنایات کے پھول اس کے سر پر نچھاور کر رہا ہے۔ اللہ والوں کی باتیں ان کے سچے جانشینوں سے سننے کا لطف ہی سوا ہوتا ہے۔ حضرت باباجیؒ قرونِ اولیٰ کے صوفیاء کی زندہ یادگار اور تصوف کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔

حضرت باباجیؒ کے چہرے پر اس قدر نورانیت اور شخصیت میں ایسی جاذبیت اور کشش تھی کہ نظریں ہٹانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ قرونِ اولیٰ کا بچھڑا ہوا کوئی مسافر ہم سے ہم کلام ہو رہا ہے۔ مزاج مبارک نہایت شگفتہ، چہرہ ہنس مکھ، طبیعت میں ہمہ وقت تازگی، جولانی اور چستی، آنکھوں میں چمک او معصومیت، باتوں میں مٹھاس اور شیرینی ایسی تھی کہ جو ایک بار زیارت کر لیتا وہ بار بار ملنے کو ترستا تھا۔

حضرت باباجیؒ کا دو دفعہ بائی پاس ہو چکا تھا، وہیل چیئر پر بیٹھ کر اپنے ہمراہ اپنی تعمیر کردہ عالی شان مسجد اور مدرسۃ البنات کا وزٹ کرایا۔ مسجد کی زیب و زینت

Marfat.com

اور زیبائش و آرائش کے ایک ایک پہلو کو بیان فرماتے رہے۔ مدرسۃ البنات کے تعلیمی نصاب اور تربیت کے حوالے سے ڈھیر ساری باتیں بیان فرمائیں۔ فالج اٹیک کے باعث زبان پر لکنت کا اثر تھا۔ حضرت پیر سید عنایت اللہ شاہ گیلانی خوبصورت انداز میں ترجمانی فرماتے رہے اور ہمیں باباجیؒ کے رمز واشاروں بھری باتوں سے بھرپور فیضیاب فرمایا۔

سراپا اخلاص حضرت پیر مظہر قیوم صاحب (پپلاں والے) نے محترم سید خالد محمود بخاری صاحب کو دوران ملاقات بتایا کہ باباجیؒ شہباز طریقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے اصطبل میں گھوڑوں کی نگرانی بھی فرماتے رہے اور شیخ کے حکم پر ساری زندگی "قل سیروافی الارض" کا عملی نمونہ بن کر زندگی گزاری۔ اکابر ومشائخ سے ملنا معمول رہا۔ اپنے مرشد کامل کی باتیں جب بھی سناتے دل بھر آتا، آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے، شاید یہ شعر حضرت باباجیؒ کے حال کی کچھ تفسیر ہو سکتا ہے۔

اب نہیں دل کو کسی صورت قرار
اس نگاہ ناز نے کیا کر دیا

سفر در سفر، ہجرت در ہجرت اور "قل سیروافی الارض" کے نشہ میں سرمست رہے۔ مسائل میں آپؒ کی دقت نظر اور تفقہ فی الدین کا اندازہ کچھ مدت آپ کی صحبت وتربیت میں رہنے والے کو بخوبی ہو جاتا تھا۔ حضرت باباجیؒ کا اصلاح وتربیت میں یہ معمول تھا کہ پہلے ساتھیوں اور احباب کو مانوس کرتے اور دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانے چن کر لذت کام ودہن کا سامان فرماتے، ان میں محبت کے جذبات بیدار کرتے، ان سے پیار وشفقت کی باتیں فرماتے، مومن کے دل کو خوش کرنا، جس کو حدیث مبارکہ میں "احب الاعمال" فرمایا گیا۔ یہ حدیث حضرت باباجیؒ کے پیش نظر رہتی۔ جب ملنے والے خوب مانوس ہو جاتے تو پھر ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے۔ مختلف اوقات میں مختلف انداز میں لوگوں کی اصلاح وتربیت فرماتے، دیگر خانقاہوں کے وابستگان ومرید

Marfat.com

ین کی عقیدت پر حملہ آور ہونا آپ کے مزاج کے سخت منافی تھا۔ بلکہ ان کے مشائخ کے ساتھ اپنی دیرینہ وابستہ یادیں تازہ کر کے ان کے تعلق وعقیدت کو مزید پختہ فرماتے تھے۔

صاحبزادہ پیر سید خالد محمود بخاری صاحب جو درگاہ عالیہ گولڑہ شریف کے مرید باوفا ہیں، وہ اپنی حاضری کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ جب وہ حاضر ہوئے تو حضرت باباجیؒ نے حد درجہ عقیدت ومحبت اور وارفتگی کے عالم میں فرمایا کہ '' حضرت بابوجیؒ کو ہم لوگوں نے پہچانا ہے۔ وہ اپنے عظیم باپ کے سچے جانشین تھے۔ ''الولد سر لابیہ'' کے مصداق اتم تھے۔

گولڑہ شریف کا باپ اور بیٹا
جس نے دیکھا دل دے بیٹھا

حقیقت پر مبنی بات ہے۔ حضرت باباجیؒ نے بیان فرمایا کہ حضرت بابوجیؒ کے دور میں سالانہ عرس مبارک کی تقریبات میں حاضری میرا معمول رہا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ حاضر ہوئے اور منہ میں سوزش تھی۔ حضرت والا نے خدام کو حکم ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحبؒ کی تواضع انڈوں کے حلوہ سے کی جائے۔ حضرت لالہ جی صاحبان بھی باباجیؒ قبلہ پر بے حد مہربان تھے اور خصوصی محبت کا تعلق تھا۔ حضرت باباجیؒ کے کھانے میں حضرت بابوجیؒ کے وصال کے بعد بھی جب بھی حاضر ہوتے لنگر میں میٹھا ضرور ہوتا تھا۔

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز تھے اور آپ کی ذات والاصفات کو ہمیشہ مہمانوں سے بہت ہی محبت ہوتی تھی اور بہت ہی خیال واکرام فرماتے تھے اور ہر ایک کو کھانے کے لئے دعوت دیتے اور بار بار چنے ہوئے کھانے اٹھا اٹھا کر دینا آپ کی عادتِ کریمانہ تھی۔ مہمانوں کو اعلیٰ قسم کے کھانے کھلا کر بے حد مسرور ہوتے تھے۔ اپنے احباب اور متعلقین کا بہت خیال فرماتے تھے۔ باطنی عنایات کے ساتھ مادی عطیات اور عنایات کا سلسلہ بھی دراز فرماتے تھے۔ جب ہم حاضر ہوئے تو ہمیں بھی نوازا اور عجیب انداز سے سرشار فرمایا۔

Marfat.com

بخت بہاول پوری نے یہ درد بھرا نغمہ نہ جانے کس حوالے اور پس منظر میں کہا تھا، لیکن مجھے باباجیؒ جیسے اہل دل کی یادوں کی تفسیر لگتا ہے۔

ہا سے تاں جگ وسدے ہا سے اج کلڑے پیوں کر لا سے
اساں سنوڈے ہا سے مٹھیاں گالھیں سونہڑا یار سنڑ یندا ہا سے
ڈیندا ہا دلدار دلاسے تے نکھڑن یاد نہ ہا سے
بختا او ڈینھ چنگیرے آہن جھیڑے سجناں نال نبھا سے

ترجمہ: جب ہم زندہ تھے تو دنیا میں رہتے بستے تھے، لیکن آج ہم تنہا رہ رہے ہیں۔ ہم میٹھی میٹھی رس گھولتی باتیں سنتے تھے اور ہمارا محبوب جاں سناتا تھا۔ وہ ہمارے دکھی دل کی ایسے دلداریاں کرتا تھا کہ ہمیں جدا ہونا یاد بھی نہ تھا۔ اے بخت وہ ایام کتنے روح پرور تھے۔ جب ہم اپنے سوہنے ساجن کے ساتھ تھے۔

باباجیؒ کا رنگ درویشی دوسروں سے انوکھا اور نرالا تھا۔ کچھ لوگ دوسروں سے کھا کر مزہ پاتے ہیں اور دوسروں سے اپنی توقعات پوری کرا کر اس طرح اپنے بڑے ہونے کا خراج وصول کرتے ہیں۔ دوسروں سے لینا اپنا حق سمجھتے ہیں، لیکن خود دوسروں کے کام آنا ندارد، لیکن حضرت باباجیؒ دوسروں کو کھلا کر لطف پاتے اور دوسروں کے کام سنوار کر خوش ہوتے تھے۔

حضرت باباجیؒ کی جدائی نے تمام وابستگان کو دکھی کیا ہے۔ جب صاحبزادہ سید خالد محمود بخاری صاحب کے ہمراہ یہ خاکسار اور ملک خدا بخش بوسن نے حضرت پیر سید عنایت اللہ شاہ گنجیالوی سے تعزیت کی تو آپ سخت ملول ہوئے اور بے اختیار بول اٹھے۔

مجھ سے نہ پوچھ حال دل اب قابلِ بیاں نہیں
زخم کدھر کدھر نہیں درد کہاں کہاں نہیں

Marfat.com

فخرِ سادات کی حسین یادیں

حکیم محمد عبدالرحیم طاہر

فخر سادات حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ قدس سرہ العزیز ولایت کے بدرِ منیر تھے۔ آپ کے فیضانِ نظر سے مستفیض ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ اور ہر ایک کی زبان پر آپ کی محبت وعقیدت کی ایک الگ داستان ہے۔ مدیرِ مجلہ کو ایسے لوگوں سے ملنے کا ہمیشہ اشتیاق رہتا ہے۔

گزشتہ سال (2007ء) مخدومی صاحبزادہ محبوب حسین زیب سجادہ خانقاہ بیربل شریف نے فرمایا۔ آپ کی ملاقات ایک ایسے شخص سے کروائیں گے جو حضور باباجیؒ کے بڑے منظورِ نظر ہیں۔ یہ اپنے حسنِ اخلاق، تواضع، صالحیت اور دین کی خدمت کے حوالے سے حضور باباجیؒ کے حسنِ تربیت کی ایک مثال ہیں۔

چنانچہ ایک شام واں بھچراں ضلع میانوالی کی مشہور دینی وسماجی شخصیت جناب حکیم محمد عبدالرحیم صاحب کے سامنے مہمان خانہ میں ہم دونوں بیٹھے حضور باباجیؒ کی باتیں سن رہے تھے۔ جناب حکیم صاحب سے گفتگو کا ملخص پیشِ خدمت ہے۔

حکیم عبدالرحیم صاحب نے فرمایا!

1996ء میں میرا حضور باباجیؒ سے تعارف ہوا۔ اس سے قبل آپؒ کے بارے سنتے رہتے تھے لیکن ملاقات نہ ہوسکی۔ قائدآباد کے حاجی محمد صدیق کے حاضری کا شرف ملا۔ ملاقات کرنے والوں کا ہجوم تھا۔ جب اجازت طلب کی تو فرمایا: پھر آنا۔ ہر بار فرماتے پھر آنا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حاضر ہوا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ لیکن توجہ میرے دل کی طرف رہی۔ اور پھر دل کی جو کیفیت تھی آپ نے پوری بیان کر دی۔ بعد ازاں فرمایا۔ آتے جاتے رہو اللہ خیر کرے گا۔

ایک دفعہ حاضر ہوا فرمایا۔ جو مدینہ شریف خواب آیا بتاؤ۔ میں نے ہاتھ جوڑ دیے عرض کی مہربانی فرمائیں نہ پوچھیں۔ فرمایا ضرور سناؤ۔ چنانچہ سنانا پڑا۔ فرمایا۔ نمبر لگ گیا ہے۔ نزدیک پہنچ گئے ہو کوشش جاری رکھو۔

ایک دفعہ قائد آباد کے حاجی محمد صدیق صاحب نے حضور باباجیؒ کی دعوت کی۔ مجھے بھی بلایا۔ بندیال چوک پہنچے تو فرمایا چلو صدیق خاں کا باغ دیکھیں۔ مالٹے لگے ہوئے تھے۔ فرمایا مالٹے لاؤ۔ مجھے شدید خشک کھانسی تھی دل میں ڈر رہا تھا کہ آپ مالٹے کاٹنے لگے ایک دو بھانکیں تناول فرماتے باقی مجھے عطا کر دیتے اسی طرح پانچ چھ مالٹے مجھے کھلا دیے۔ میری کھانسی اسی وقت ٹھیک ہوگئی۔

طب کے بارے بھی سوال کرتے رہتے تھے۔ کچھ نسخے بھی عطا فرماتے۔ گھنٹیا کا نسخہ عطا فرمایا، جگر کیلئے مکسچر اور کچھ نسخے بھی عطا فرمائے اور دم کر کے دوا دینے کا حکم بھی عطا کیا۔ ایک دفعہ دار المشک کا تحفہ پیش کیا بڑا پسند فرمایا۔

آپ کی مہربانیاں اور شفقت کی کوئی حد نہ تھی۔ ایک دفعہ یاقوت والی انگوٹھی عطا فرمائی اور اپنے ہاتھ سے پہنا دی۔ کئی دفعہ اپنی نئی قمیض مجھے پہنا دیتے تھے۔

1990ء میں حج کی سعادت ملی۔ وہاں دعا کی تھی کہ دین کی خدمت کی اور عبادت کی توفیق ملے۔ آتے ہی حالات بدل گئے۔ اپنی رہائشی کوٹھی کو مدرسہ بنا دیا۔ دو دفعہ تشریف لائے فرمایا۔ حکیم صاحب جیت گئے۔ میں نے عرض کی آپ کی محبت اور شفقت ہے۔ ورنہ میں اس قابل کہاں تھا۔

میری داڑھی چھوٹی تھی بیعت کی درخواست کرتا رہا۔ ٹالتے رہے۔ ایک دفعہ محفل میں دستار بندی کرانا چاہتے تھے۔ فرمایا داڑھی پوری کر لو۔ ارادہ باندھ لیا تو بیعت فرمایا

Marfat.com

لیا۔ پھر عمرہ شریف کیلئے ارشاد فرمایا۔ مدینہ شریف ملاقات ہوئی وہیل چیئر پر مواجہ شریف لے گیا۔ عرب لوگ ملتے رہے اور دعا کی درخواست کرتے رہے۔ باباجیؒ ان سے دعا کیلئے کہتے۔

دو آدمیوں کے ساتھ خصوصی شفقت کرتے دیکھا۔ ایک چوہدری عمر دراز خان صاحب دوسرے ملک قادر یار خان ٹوانہ۔ فرماتے۔ انہیں بڑے صدمے اٹھانا پڑے ہیں۔ ایک دفعہ کوئی صدمہ تھا وہ حاضر ہوئے تو انہیں دستار بندھائی۔

دریا شریف کے بزرگ حضرت باباجی عبدالغفورؒ کی بڑی تعریف فرماتے۔ فرمایا کہ ان کی قلبی صفائی بڑی تھی۔ ہمیشہ رزق حلال کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ فرمایا کہ تین بزرگ سخاوت اور توکل میں کامل دیکھے۔ حضرت بابا عبدالغفور صاحب، حضرت پیر جماعت علی شاہؒ اور شاہ والا شریف کے حضرت سلطان علیؒ۔

Marfat.com

سیاح حرمین باباجی سید طاہر حسین شاہؒ

جناب اعجاز احمد بھٹی فاریسٹ آفیسر (ریٹائرڈ)

1995ء میں محکمہ جنگلات سے ریٹائرمنٹ کے بعد میرے دل میں بزرگان دین کی زیارت کا شوق بڑھ گیا۔ حضور باباجیؒ کے بارے میں سن رکھا تھا لیکن شرف زیارت نہ مل سکا تھا۔ اب جو محکمانہ مصروفیات سے فراغت ملی تو بڑی عقیدت سے حاضر خدمت ہوا۔ تعارف ہوا تو فرمایا میں آپ کو مدت سے جانتا ہوں مجھے پتہ تھا کہ آپ ایک دن آئیں گے۔ فرمایا یاد کرو 1992ء میں جب سیلاب آیا تھا اور آپ ساتھیوں سمیت جیپ میں نہر کی پٹڑی پر چلے جا رہے تھے۔ ایک بوڑھے نے جیپ روک کر تمہیں بتایا کہ اس راستہ سے نہ جاؤ موضع ڈھل کے پاس نہر بہہ گئی ہے آپ پھنس جائیں گے۔ باباجیؒ نے فرمایا وہ میں ہی تھا۔ یہ سن کر مجھے پسینہ آ گیا اور میں پاؤں پر گر پڑا۔ فرمانے لگے کہ تمہارے والد پیر سید جماعت علی شاہؒ کے مرید تھے اور تم پیر صاحب دیول شریف کے مرید ہو۔ بھٹی صاحب مزید پوچھتے ہو تو سنو تم جڑواں پیدا ہوئے تھے تمہارے ساتھ تمہاری ہمشیرہ بھی ہے۔ پھر فرمایا مجھے وہ نعت سناؤ جو 1953ء میں سرگودھا میں خواجہ قمرالدین سیالویؒ کو سنائی تھی جس کا مصرعہ تھا۔

اے ساقی کوثر شاہ عرب آباد تیرا مے خانہ رہے

باباجیؒ گفتگو فرما رہے تھے اور میری آنکھیں اشک بہا رہی تھیں، فرمایا بس پودا لگا دیا ہے اگر حفاظت کرو گے تو دنیا سائے تلے بیٹھے گی اگر ضائع کر دیا تو ایسے پودے جانتے ہو کہ ایندھن بن جاتے ہیں۔ پہلی ملاقات میں یہ شعر بھی فرمایا تھا۔

Marfat.com

میں نے حج پر جانے کی درخواست دی۔ آپ سے دعا کی درخواست کی تو فرمانے لگے۔ آپ اکیلے پیدا نہیں ہوئے حج پر اکیلے کیسے جائیں گے۔ آپ کے ساتھ آپ کی بیوی اور بڑا لڑکا بھی جائیں گے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ ایک آدمی کا خرچہ ایک لاکھ تیس ہزار آتا ہے۔ تین کیسے جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایسا سامان کیا کہ ہم تینوں اکٹھے حج پر گئے۔

ایک دفعہ حاضر ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ پر بات ہو رہی تھی۔ فرمایا جس طرح خالی برتن میں جتنا ہی بھرا جا سکتا ہے جتنی اس میں گنجائش ہوتی ہے۔ برتن بھر جائے تو اس میں اور کچھ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اگر ڈالا جائے گا تو خود بخود باہر گر جائیگا۔ بالکل اسی طرح جو دل حب رسول کریم ﷺ سے بھرا ہوا ہو۔ اس میں حب دنیا اور حب جاہ داخل نہیں ہو سکتی ہے اس دل میں حسد کینا، انتقام، غصہ اور بدی ٹھہر ہی نہیں سکتے۔

فرمایا: عالم بے عمل کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی خوبصورت آنکھ نور سے خالی ہو۔

فرمایا: کھرا عالم وہ ہے جو آپ کے اندر سے باہر آتا ہے اور وہ نہیں جو باہر سے اندر جاتا ہے۔

فرمایا: آگ کو آگ سے نہیں بجھا سکتے تو غصہ کا جواب غصے میں دینے کا کیا جواز ہے۔

فرمایا: بڑھاپا تمہارے بلا جواز غصے میں آجانے کا نام ہے۔

ایک مرتبہ حاضر ہوا حضور باباجیؒ نے فرمایا میں نے پڑھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے بچوں کی پانچ عادتیں بہت پسند ہیں۔

۱۔ وہ مٹی سے کھیلتے ہیں یعنی غرور اور تکبر کو خاک میں ملاتے ہیں۔

۲۔ وہ رو رو کر مانگتے ہیں اور اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

۳۔ لڑتے جھگڑتے ہیں اور صلح کر لیتے ہیں یعنی دل میں میل نہیں رکھتے۔

۴۔ جو مل جائے وہ کھا لیتے ہیں جمع اور ذخیرہ کرنے کی حرص نہیں رکھتے۔

Marfat.com

۵۔ مٹی کے گھر بناتے ہیں اور انہیں کھیلنے کے بعد گرا دیتے ہیں، اپنے اس عمل سے بتاتے ہیں کہ یہ دنیا بقا نہیں بلکہ فنا ہے۔

مجھ سے اکثر آپ نعت سنانے کی فرمائش کرتے بعض دفعہ اپنے اشعار سناتے اور مجھ سے پڑھواتے ایک دفعہ یہ شعر سنائے۔

آ گیا صدا سجناں ولوں اساں نال خوشی ٹر چلے
یار ساڈا راہ پیا ویکھے ساڈی قسمت بلے بلے
آ گئی رات وصال دی نیڑے ساڈے کیڈے بخت سولے
طاہر شاہؒ یاراں نون کی ہویا ایہہ رودن کہیڑی گلے

آپ کے ان اشعار سے فراق کی بو آ رہی تھی۔ مجھے ضبط نہ رہا روتے ہوئے عرض کی حضور مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت دیں، اجازت پر میں نے یہ شعر عرض کیے۔

تم لاکھ سیاحت کے ہو دھنی اک بات ہماری بھی مانو
کوئی جا کے وہاں سے آتا نہیں اس دیس نہ جائیں باباجیؒ
بکھیراؤ سونا حرفوں کا تم چاندی جیسے کاغذ پر
پھر ان میں اپنے زخموں کا مت زہر ملائیں باباجیؒ
اک رات تو کیا ہم زندگی تلک رکھیں گے کھلا دروازے کو
کب لوٹ کے پھر گھر آؤ گے ہم کو تو بتاؤ باباجیؒ

Marfat.com

انٹرویوز

☆ محترمہ ڈاکٹر گلشن ناصر

☆ محترمہ ڈاکٹر شمائلہ مبشر

☆ محترمہ باجی مسرت عمر دراز

انٹرویو نگار

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

Marfat.com

Marfat.com

یادوں کے دریچے

انٹرویو ۔ ۱۔ محترمہ ڈاکٹر گلشن ناصر جوہر آباد

۲۔ محترمہ ڈاکٹر شمائلہ مبشر اسلام آباد

تحریر .... پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
تسبیح و سجادہ و دلق نیست

یعنی طریقت تسبیح پڑھنے، سجادہ پر بیٹھنے اور گودڑی زیب تن کرنے کا نام نہیں بلکہ طریقت سراسر خدمتِ خلق ہے۔

انسانیت کی خدمت کرنا اور ان کے دکھ درد بانٹنا ہمیشہ سے اہل طریقت کا معمول اور شیوہ رہا ہے۔ وہ بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود اور خدمت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیتے تھے۔ ان کے نزدیک خدا کی محبت کی راہ اس کے بندوں کی محبت سے ہو کر گزرتی ہے ان کے پیشِ نظر ہمیشہ سیدِ دو عالم ﷺ کا یہ فرمان مبارک ہوتا ہے۔

" الخلق عیال اللہ فأحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔ "

یعنی ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ چنانچہ اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب شخص وہ ہے جو اس کنبے (مخلوق) کے ساتھ بھلائی کرے۔

قدوۃ السالکین حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ نے محب الٰہی کی اس عملی راہ کو اختیار کر رکھا تھا۔ آپ نے نہ صرف اپنی زندگی خدمت خلق کے لیے وقف کر رکھی تھی بلکہ وہ

Marfat.com

اپنے محبین اور متعلقین میں بھی یہی رنگ دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ لوگ جو کسی ایسے منصب پر فائز ہوتے جن سے لوگوں کی حاجات اور مسائل وابستہ ہوتے تو آپ ان پر خصوصی توجہ فرماتے۔ ان کی دلجوئی اور خاطر داری فرماتے اور ان کے دلوں میں اللہ کے بندوں کی خدمت کا جذبہ بیدار کرتے۔ مشائخ ،علماء، وکلا، ڈاکٹرز، جج حضرات، اعلیٰ افسران اور دوسرے شعبہ جات کی اہم شخصیات آپ کی نگاہ لطف وکرم کے پروردہ ہیں۔ مجلّہ معین الاسلام نے ان اہم اور خوش قسمت شخصیات کے انٹرویوز کی اشاعت کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ زیرِ نظر شمارہ میں ڈاکٹر گلشن ناصر خان اور محترمہ ڈاکٹر شمائلہ مبشر کے انٹرویوز ہدیہ قارئین ہیں۔

ا......محترمہ ڈاکٹر گلشن ناصر خان

محترمہ ڈاکٹر گلشن ناصر خان ممتاز گائنا کالوجسٹ ہیں۔ جوہر آباد ڈسٹرکٹ ہسپتال میں خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ ان کے شوہر جناب ناصر خان صاحب بھی ڈاکٹر ہیں اور علاقے کی ممتاز سماجی شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کے والد صاحب بڑے مرد صالح تھے۔ گھر کے دینی ماحول کا ہی اثر ہے۔ کہ ان کی تین بہنیں اور پانچ بھائی سب حضور باباجیؒ کے بڑے عقیدت مند ہیں اور حضور باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر فیضیاب ہوتے رہے ہیں۔

11 جنوری 2005ء کو جوہر آباد حاضر ہوا۔ محترم جناب حاجی ثناء اللہ صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ کو فون کر کے میری طرف سے انٹرویو کے لیے وقت مانگا۔ یہ ان کا حسن اخلاق ہے فرمایا کہ میں خود ہی حضور باباجیؒ کے در اقدس پر حاضر ہو رہی ہوں۔ چنانچہ کچھ ہی دیر میں وہ تشریف لے آئیں اور حضور باباجیؒ کی نشست گاہ میں محترمہ باجی سیداں صاحبہ کی موجودگی میں اپنی ایمان افروز یادوں کے خزانے لٹانے لگیں۔

Marfat.com

☆ حضور باباجیؒ سے آپ کا تعارف کب اور کیسے ہوا؟

اکتوبر 1987ء میں میری شادی ہوئی۔ دسمبر 1987ء میں حضور باباجیؒ سرکاری کوارٹر میں ہمارے گھر تشریف لائے۔ میں اپنے کمرے میں تھی کہ میرے خاوند ڈاکٹر ناصر خان کی آواز سنائی دی وہ میری اماں جان کو پکار کر بڑے ادب سے بتا رہے تھے کہ حضور باباجانؒ تشریف لائے ہیں اور پھر چند لمحوں بعد باباجیؒ میرے کمرے میں داخل ہوئے۔ فرمایا تمہاری کار میرے پاس سے گزری تھی میں نے کہا نیک روح جا رہی ہے آج میں سپیشل تمہیں ملنے آیا ہوں۔

میرے والد صاحب 1985ء میں وفات پا چکے تھے وفات سے پہلے نومبر 1984ء کی بات ہے۔ ابا جان جمعہ کی نماز ادا کر کے گھر آئے تو تکیہ لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے سیب کاٹ کران کے سامنے رکھے تو وہ مسکرا دیئے۔ وہ محبت اور شفقت بھری مسکراہٹ مجھے آج بھی یاد ہے۔

اب جس وقت باباجانؒ میرے کمرے میں تشریف لائے تو آپ کے سامنے بھی سیب رکھے گئے۔ آپ نے بھی میرے والد مرحوم کی طرح سیب کی ایک قاش مجھے عطاء فرمائی۔ میرے خاوند اور ساس نے کہا گلشن تم بڑے مقدر والی ہو کہ حضور باباجیؒ خود اپنے ہاتھ سے عطا فرما رہے ہیں۔ باباجیؒ مسکرا دیئے۔ وہی مسکراہٹ تھی والد صاحب والی، شفقت بھری مسکراہٹ اور باباجیؒ کے روپ میں مجھے ایک شفیق باپ مل گیا۔ چنانچہ آپ کے ہاں آنا جانا شروع ہو گیا۔

حضور باباجیؒ کی مجلس کا انداز کیا ہوتا تھا؟

ان دنوں میں حضرت باباجیؒ خوشاب میں محترم فاروق پراچہ کے ہاں قیام فرماتے تھے۔ ہم لوگ وہیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپ بڑے حسن اخلاق سے پیش آتے، بڑی مہذب گفتگو فرماتے۔ نماز کی پابندی اور نیکی کی تلقین کرتے۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے بعض نمازیں رہ جاتی ہیں۔

Marfat.com

فرمایا: نماز چھوڑو نہیں۔ قضا ہو جائے تو بعد میں ضرور ادا کر لیا کرو۔ میں اپنے مریضوں کے لیے دعا کی درخواست کرتی تو فرماتے سب ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر دعا فرماتے۔ کبھی درود شریف اور الحمد شریف پڑھنے کا حکم دیتے۔ کئی دفعہ مریضوں کے لیے گڑ دم کر دیا کرتے۔ اس گڑ کی بڑی برکات مشاہدے میں آئیں۔

حضور باباجیؒ کے ساتھ آپ کو حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی؟

ایک دفعہ فرمایا گلشن بیٹی! مبارک ہو۔ تم بڑی خوش نصیب ہو۔ میں نے تمہیں اور ڈاکٹر ناصر خاں کو اپنے ساتھ مدینے میں دیکھا ہے۔ ان دنوں ڈاکٹر صاحب دین کی طرف اتنی رغبت نہیں رکھتے تھے۔ میں ہنس پڑی۔ بھلا جنہیں جمعہ کے لیے مسجد جانے کا شوق نہیں وہ حرم میں کیا جائیں گے۔ لیکن چند ماہ بعد باباجیؒ کا فرمان پورا ہو گیا۔ ہم حج پر گئے۔ مدینہ منورہ میں ہمارے گاؤں کے جس آدمی نے ہمیں ریسیو (Receive) کرنا تھا۔ وہ نہ مل سکا ہم نے باباجیؒ کو فون کیا کہ پاکستان ہاؤس کے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ پانچ منٹ کے اندر پہنچ گئے۔ ہمیں آپ کے ساتھ چھ دن رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس دوران آپ کی بڑی مہربانی اور شفقت رہی۔

ڈاکٹر ناصر خاں دوسری جماعت میں تھے کہ باباجیؒ نے ان کی والدہ سے فرمایا تھا۔ روشن بانو میں نے خواب میں اسے دودھ پلایا ہے۔ یہ بڑا صاحب علم ہوگا اور بڑا مقام پائے گا۔ الحمد للہ میرے خاوند صاحب علم وفضل ہیں۔ خدمت خلق اور سماجی کاموں کی وجہ سے علاقہ کی معروف شخصیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی عزت دی ہے۔ سیاسی حوالے سے بھی ان کا ایک مقام ہے۔ دل میں تھا کہ باباجیؒ سے کہوں کہ انہیں سیاست سے منع کر دیں۔ لیکن دل کی بات زبان پر نہ لا سکی۔ مدینہ شریف میں تھے کہ ایک دن باباجیؒ نے خود ہی فرمایا: ناصر خاں بچہ سیاست کچھ نہیں۔ لوٹ مار تم نہیں کرو گے اور سیاست میں بڑا خرچہ ہے۔ سب رقم کا ضیاع ہے۔ اس میں سراسر نقصان ہے۔ تم وعدہ کرو کہ سیاست میں حصہ نہیں لو گے اور انہوں نے وعدہ کر لیا۔

Marfat.com

جب پاکستان واپس آئے تو وہ ایک سیاسی جلسہ میں چلے گئے۔ جلسہ سے واپسی پران کی گاڑی کھمبے سے ٹکرا گئی۔ اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی بخشی۔ بازو اور کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی اور گاڑی تباہ ہوگئی۔ ان دنوں باباجیؒ عمرہ پر گئے ہوئے تھے۔ مدینہ منورہ سے باجی سیداں کو آپ کا فون آیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ناصر خاں کا ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ تم پتہ کر کے بتاؤ کہ ان کا کیا حال ہے۔ جب آپ عمرہ کر کے واپس آئے تو میں حاضر خدمت ہوئی۔ فرمایا: ناصر خان نے عہد توڑا لہذا مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق کھانا کھلایا گیا۔

ایک دفعہ باجی سیداں کا رات گئے فون آیا کہ باباجیؒ کی طبیعت خراب ہے۔ میں گھر اطلاع دیئے بغیر ہسپتال سے سیدھی باباجیؒ کے پاس پہنچی۔ دیکھا کہ ایک عورت غالباً زبیدہ نعت پڑھ رہی تھی اور باباجیؒ رو رہے تھے۔ میں نے زبیدہ کو روکنا چاہا باباجیؒ روکنے نہ دیتے۔ جب نعت شریف مکمل ہوئی تو فرمایا یہ بابوجی (حضرت ثانی گولڑویؒ) کا کلام ہے اسے ہم مدینہ شریف کی گلیوں میں پڑھتے تھے۔

کافی دیر بعد آپ کی طبیعت بحال ہوئی۔ رات بھی کافی بیت چکی تھی۔ ادھر ہسپتال میں ایک ایمرجنسی کیس آ گیا۔ انہوں نے میرے گھر فون کیا۔ تب گھر والوں کو معلوم ہوا کہ میں باباجیؒ کی طرف گئی ہوں۔ جب رات ڈیڑھ بجے گھر پہنچی تو خاوند سخت ناراض ہوئے اور کہا آئندہ نو بجے کے بعد باباجیؒ کی طرف نہیں جاؤ گی۔

اگلے دن باباجیؒ کی خبر لینے حاضر ہوئی۔ گذشتہ رات کی خاوند کی ناراضگی کا سوچ کر رونے لگی لیکن باباجیؒ کو کچھ نہیں بتایا۔ آپ خود ہی فرمانے لگے۔ بچہ اس میں محسوس کرنے والی کیا بات ہے۔ ناصر خاں ٹھیک ہی کہتا ہے۔ آئندہ تمہیں نو بجے سے پہلے ہی آنا چاہیے۔

☆ آپ کے پیشہ وارانہ فرائض میں بھی حضور باباجیؒ نے کیسے راہنمائی فرمائی؟

آپ کی شخصیت اور آپ کی گفتگو میں بڑی روحانی کشش ہوتی تھی۔ میں

Marfat.com

دوسرے چوتھے روز زیارت کے لیے حاضر خدمت ہو جایا کرتی۔ آپ کی توجہ سے میرے اندر بڑی تبدیلی آئی۔ آپ فرمایا کرتے بیٹا پیسے کا لالچ نہیں کرنا۔ زندگی بچانی ہے۔ فرمایا کہ جو زکوۃ نکالتی ہو اسے بھی غریبوں کے علاج پر ہی صرف کیا کرو۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں تھا۔ کہ ہر ایک کا علاج مفت کرنے کا کہتے بلکہ فرماتے بیٹا میں تو سب کا سفارشی ہوں لیکن تم اپنا خیال رکھو۔ جو استطاعت رکھتا ہو اس سے پیسے لے لیا کرو۔

ایک دفعہ حاضر ہوئی آپ میانوالی کی ایک فیملی کی صلح کرا رہے تھے۔ لوگوں کا بڑا رش تھا۔ ایک لمبی پگڑی پھیلی ہوئی تھی۔ جس کا ایک کونہ باباجیؒ نے پکڑ رکھا تھا جب جبکہ اس کی ایک جانب کو عورتوں نے اور دوسری جانب کو مردوں نے تھام رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ باباجیؒ انہیں توبہ کرانے کے بعد بیعت کر رہے ہیں۔ آپ نے پھر ان دونوں فریقوں کے درمیان رشتے بھی طے کرائے۔ جب وہ سب لوگ رخصت ہو گئے۔ تو مجھے بلایا۔ میاں رحمت علی کی والدہ کو بھی بلایا۔ اس خاتون کے بچے فوت ہو جاتے تھے۔ مجھے فرمایا کہ اس کا علاج تم نے کرنا ہے اور دعا میں نے کرنی ہے۔ پھر سب کو کہا کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاؤ اور ایک نہیں دو مانگنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر اسی خاتون کو دو ہی بیٹے دیئے ہیں۔

حضور باباجیؒ رحمت علی سے بڑا پیار کرتے۔ گندا منہ ہوتا اسے اٹھا لیتے اس کا پس خوردہ کھانا کھا لیتے اور فرماتے اس کو عام بچہ نہ سمجھو بڑا ہو گا تو تمہیں پتہ چلے گا۔ میں تو نہیں ہوں گا۔ اس کی شان تم دیکھو گی۔۔۔۔۔

۲......محترمہ ڈاکٹر شمائلہ مبشر

محترمہ ڈاکٹر شمائلہ مبشر ان خوش نصیب خواتین میں ممتاز مقام رکھتی ہیں جنہیں حضور باباجیؒ کی خصوصی شفقتیں نصیب رہیں۔ وہ زمانہ طالب علمی سے ہی حضور کے عقیدت مندوں میں شامل ہو گئیں تھیں۔ ۱۹ جون ۲۰۰۸ء کو مخدومی صاحبزادہ محبوب حسین

Marfat.com

صاحب کے ہمراہ مزارات اولیاء کی زیارات کے سفر کے دوران اسلام آباد میں ڈاکٹر صاحبہ سے ایک مختصر نشست رہی۔

راولپنڈی کی مصروفیات سے فراغت پا کر شام ہری پور ہزارہ کا پروگرام طے تھا۔ تین بجنے والے تھے امیر قافلہ نے فرمایا کہ فخر سادات سیاح حرمین حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ اسلام آباد میں ڈاکٹر شمائلہ مبشر کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحبہ آپ کی بڑی عقیدت مند ہیں۔ کیوں نہ چند لمحے ان سے حضور باباجی کا تذکرہ خیر ہی سن لیں۔ فون ملایا ڈاکٹر صاحبہ ہسپتال میں تھیں بہت خوش ہوئیں گھر کا پتہ بتا کر کہا کہ آپ تشریف لے چلیں، میں ابھی پہنچ رہی ہوں۔ اگرچہ گھر تلاش کرنے میں ذرا دقت ہوئی تاہم یہ ساری تکلیف ڈاکٹر صاحبہ کے حسن اخلاق اور مہمان نوازی نے رفع کر دی۔

ڈاکٹر صاحبہ نے بتایا کہ ۱۹۷۸ء میں میں سیکنڈ ائیر میں تھی۔ فیصل آباد سید مرغوب شاہ صاحب کی بہن میری والدہ کی سکول میں کولیگ تھیں ان کے ذریعہ باباجی سے تعارف ہوا۔ بڑی شفقت فرماتے۔ میرے والد صاحب میڈیکل کی تعلیم کے خلاف تھے۔ حضور باباجیؒ کے حکم سے میڈیکل کی لائن اختیار کی۔ فرمایا لندن جا کر ڈگری لو اور خلق خدا کی خدمت کرو میری روح خوش ہو جائے گی۔ ایک دفعہ فرمایا مٹی کے گھروں کی اہمیت نہیں نیکی کا بیج بونے کی اہمیت ہے۔ یہ گھر، یہ کوٹھیاں کچھ نہیں بچوں کی تعلیم کا انتظام کرو۔ خود باباجیؒ نے ۳۹ مدارس اور کئی مساجد بنائیں۔ مجھے فرمایا وعدہ کرو میرے بعد بچیوں کی تعلیم کا مدرسہ بناؤ گی۔

ڈاکٹر صاحبہ نے بتایا کہ جوہر آباد میں باباجیؒ کے آستانے پر ۵۰ بچیاں حفظ کر رہی ہیں۔ ووکیشنل ٹریننگ کے لئے سلائی مشینوں کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ باباجی کے فرمان کے مطابق عورتوں کی سرائے لنگر خانہ اور بچوں کا درس بھی ہے۔ اب ان تمام شعبوں کو منظم کرنے کی لئے کوشش ہو رہی ہے۔

حضور باباجیؒ میرے لئے مشعل راہ تھے ان کے مشورے والدین کی نسبت میری

Marfat.com

بھلائی کے زیادہ قریب ہوتے تھے۔ اکثر مجھے پاس بٹھا کر بزرگوں کے سبق آموز واقعات بھی سناتے۔حضورغوث پاک کے والدگرامی کے سیب کھانے والا واقعہ سنایا۔ کہ کس طرح معاف کرایا۔ اور پھر ایک عفیفہ اور پاکباز بی بی سے شادی ہوئی۔ واقعہ کی تفصیل سن کر میں نے یہ سبق لیا کہ ہم نے اس فیلڈ میں کام کرنا ہےتو کس طرح پاکدمن رہنا ہے۔

ڈاکٹر صاحبہ گفتگو فرما رہی تھیں اسی دوران ان کی والدہ ماجدہ اور والدگرامی جناب منظوراللہ صاحب تشریف لے آئے۔ جناب منظوراللہ صاحب اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں آپ نے پاکستان سے ایم ایس سی کے بعد امریکن یونیورسٹی بیروت سے ایم ایس سی کی ڈگری لی۔ پاکستان میں ایگریکلچر میں ڈائریکٹر رہے۔ اب عمر ڈھل چکی ہے اور کمزوری اور نقاہت غالب آ گئی ہے۔ اس کے باوجود ہمیں الوداع کہنے مین روڈ تک پیدل تشریف لائے۔

ڈاکٹر صاحبہ کی گفتگو جاری تھی کہ اسی دوران ہسپتال سے فون آ گیا۔ کسی ایمرجنسی کے لئے انہیں بلایا گیا تھا۔ اور یوں حضرت باباجیؒ کا تذکرہ دلنواز منقطع ہوگیا۔

اسّی ۸۰ سال کے گُناہ مُعاف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

سہل بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ سرکارﷺ نے فرمایا جو کوئی جمعہ کے روز عصر کے بعد اسی بار یہ درود پڑھے اللہ اسکے اسی برس کے گناہ معاف فرمادیگا۔
(القول البدیع ۱۹۲)

Marfat.com

مہکتی یادیں

چوہدری عمر دارز خاں سابق ایم این اے
اوران کی اہلیہ سے ایک یادگار انٹرویو

یہ 20 جنوری 2002ء کی اس دل نواز صبح کی بات ہے جب ہزاروں لوگوں کو خداشناسی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا درس دینے والے ولیٔ کامل حضرت بابا جی سیدنا طاہر حسین شاہؒ دیار رسول ﷺ کے لئے عازم سفر ہوئے۔ لاہور ائیر پورٹ پر آپ کی الوداعی زیارت کے بعد کینٹ کی ایک کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں تین افراد بیٹھے اس محبوب الٰہی کے روح پرور تذکرہ سے اپنے دلوں کے لئے روشنی کا سامان کر رہے تھے۔

رائے حسن نواز اوران کی اہلیہ طاہرہ حسن کی خوش نصیبی قابل رشک ہے کہ ان کے گھرانے کو ایک ولیٔ کامل کی میزبانی کا شرف حاصل رہتا تھا۔ فیصل آباد سے چوہدری عمر دراز سابق ایم این اے اوران کی اہلیہ باجی مسرت صاحبہ، حضرت باباجیؒ کو سفرِ حج پر روانہ کرنے کے بعد میری درخواست پر اپنی بیٹی کے اسی گھر میں باباجی کی مہکتی یادوں سے مشام جاں کو معطر کرتے رہے۔

چوہدری عمر دراز صاحب اوران کی اہلیہ محترمہ کو حضور باباجی کے منظور نظر لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ وہ باباجیؒ کے ساتھ حج کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ حضور باباجیؒ فیصل آباد میں اکثر ان کے ہاں قیام فرماتے تھے، اسی حوالے سے ان سے انٹرویو کا اہتمام کیا گیا۔

اس سوال پر کہ حضور باباجیؒ سرکار سے آپ کا تعارف کیسے ہوا اور پہلی ملاقات کے تاثرات کیا ہیں؟ باجی مسرت اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکیں ان کے آنسو تھے کہ تھمنے میں

Marfat.com

نہیں آ رہے تھے بڑی مشکل سے گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگیں فیصل آباد کے ایک درویش ڈاکٹر فضل الٰہی کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوا کرتی تھی۔ ان کے وصال کے بعد تسکین کا سامان نظر نہ آتا تھا۔ سخت پریشان تھی ڈاکٹر صاحب مرحوم کے خلیفہ سید محبوب حسین گیلانی سے پوچھا کہ آپ روحانی تسکین کے لئے کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت باباجیؒ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ میرے مرشد مجھے وصال سے پہلے ان کے سپرد کر گئے ہیں۔

حضور باباجی فیصل آباد کی ایک پارسا خاتون نور جہاں کے ہاں تشریف لایا کرتے اور ان کے بچوں پر نگاہ شفقت فرماتے، ایک دفعہ آپ ان کے گھر تشریف فرما تھے، میں حاضر ہوئی، دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہوئی، حضور لیٹے ہوئے تھے، دیکھتے ہی اٹھ بیٹھے فرمایا، مجھے اس خوشبو کا ایک عرصہ سے انتظار تھا۔ آپ کی نگاہ اٹھنے کی دیر تھی، میری بے چین روح کو قرار اور دل کو سکون کی دولت نصیب ہوگئی۔

اللہ والوں کے ہاں کسی کی سماجی منصب و مرتبے اور دولت کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، وہ تو آنے والے کے دل اور اس کی طلب صادق پر نظر رکھتے ہیں، زمین پیاسی ہو تو ابر کرم کو بھی ترس آ جاتا ہے۔ سو بارگاہ ولایت میں سچی طلب لے کر حاضر ہونے والی اس نیک دل خاتون پر ابر ولایت کس طرح برسا، آنسوؤں کی زباں اس کی خوب ترجمانی کر رہی تھی۔

باجی مسرت صاحبہ رندھی آواز میں کہہ رہی تھیں۔ ''پروفیسر صاحب میری تعلیم و تربیت جدید طرز کی اعلیٰ تعلیم گاہوں کے ماحول میں ہوئی تھی، دینی حوالے سے مجھے اپنی کوتاہیوں کا پتہ تھا اور اس پر نادم بھی تھی لیکن اللہ کے بندے تو ستارالعیوب کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ ستاری کی چادر نے آج مجھے بھی ڈھانپ دیا تھا، حقیقت یہ ہے کہ پندرھویں صدی میں ایسی باکمال ہستی کو دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گئی۔

کیا اس موقع پر آپ نے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا؟ میں نے بات آگے

Marfat.com

بڑھاتے ہوئے سوال کیا۔

''میں نے بیعت کی درخواست تو کی تھی لیکن حضور باباجیؒ نے فرمایا لوگ کہتے ہیں پانی پیوچھن کے تے مرشد پھڑو چھن کے۔ ابھی تلاش کرو اپنی تسلی کرو، وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا، میرا دل اگرچہ مطمئن تھا تاہم باباجیؒ کے فرمان پر چپ ہوگئی، یوں کافی عرصہ بیت گیا، پھر ایک دفعہ فیصل آباد سے روانہ ہوتے وقت فرمایا، خوشاب آؤ گی تو تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا، مجھے کچھ سمجھ نہ آئی کہ کون سا مسئلہ کے حل کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔

خوشاب حاضر ہوئی آپ نے بڑی شفقت فرمائی بڑا پرتکلف کھانا تھا، مجلس برخواست ہوئی، آپ باہر جانے لگے، ایک سادہ سی خاتون بیٹھی تھی، اس نے آپ کی چادر کا پلو پکڑ لیا، کہنے لگی باباجیؒ کہاں جا رہے ہیں، میں تو گھر میں بھائی کا جنازہ چھوڑ کر آئی ہوں، آپ نے آج کا وعدہ فرمایا تھا، میں تو بیعت کر کے جاؤں گی۔ باباجیؒ بیٹھ گئے اپنے رومال کا ایک کونہ مجھے اور دوسرا اس خاتون کو پکڑا دیا۔ دوسری سمت رومال کو خود پکڑ لیا اور مسنون طریقہ سے بیعت فرما لیا اور یوں مجھے بھی اس خاتون کے ساتھ بیعت کا شرف حاصل ہو گیا تب مجھے فیصل آباد میں کہی ہوئی بات کی سمجھ آگئی کہ خوشاب آؤ گی تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔

☆ بیعت کے بعد آپ نے کیا محسوس کیا؟

بیعت کے بعد مجھے ایک نئی زندگی کا احساس ہوا جس دن بیعت ہوئی تھی اس رات خواب میں دیکھا کہ جائے نماز پر لیٹی ہوں، کوئی میرے من کی صفائی کر رہا ہے، پھر میں نے کسی کو کہتے سنا کہ کوڑا کچرا نکال دیا ہے اس کچرے کو دفن کہاں کروں۔

☆ حضرت باباجیؒ کی خدمت میں حاضری کا کوئی ناقابل فراموش واقعہ آپ کو یاد ہو تو.......... میں نے ان کی یادداشتوں کے محل پر دستک دیتے ہوئے کہا۔

ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے، مجھے طلب فرمایا، کمرے میں داخل ہوئی، آپ فرش پر لیٹے

Marfat.com

ہوئے تھے، چہرے پر نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کی پیشانی سے نور کا ایک شعلہ نکل رہا ہے، اس نور کا مشاہدہ کرتے ہی مجھ پر رقت طاری ہوگئی، ایسا نور میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، یہ واقعہ میں کبھی نہیں بھول سکتی، میں آج بھی حیران ہوں کہ اس بیماری کے عالم میں جس کے فوراً بعد آپ پر فالج کا حملہ ہوگیا یہ نور کیسا تھا؟

میں نے ان کی حیرانی رفع کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کریم کے دوستوں کو تکلیف اور بیماری صرف اس لئے آتی ہے کہ اس کے ذریعے قرب الٰہی کی مزید منازل طے کرانی اور انہیں اعلیٰ درجات پر فائز کرنا مقصود ہوتا ہے۔ حضور باباجیؒ کی بیماری میں آپ کو ان کی پیشانی سے نکلنے والے نور کی صورت میں اس عطائے ربانی کی ایک جھلک دکھائی گئی۔

☆ حضور باباجیؒ میں جلال و جمال دونوں رنگ تھے۔ آپ کا اس سلسلے میں کیا تجربہ ہے؟

حضور باباجیؒ کا جمالی رنگ غالب ہے اور اکثر و بیشتر ہر ایک کو اس کے حسب حال آپ کے جمال کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا آپ کی مہربانیوں کا کوئی شمار نہیں کس کس کا ذکر کیا جائے۔

جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو آپ کو ہسپتال لے گئے افاقہ ہونے پر ہسپتال سے روانہ ہونے لگے تو ہر شخص کی آرزو تھی کہ وہ آپ کو اپنے گھر لے جائے اور تیمارداری و خدمت کی سعادت حاصل کرے۔ بات قرعہ ڈالنے تک پہنچی اللہ کا کرم ایسا ہوا کہ پرچی ہمارے نام کی نکلی۔ ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔

حضور ہمارے گھر قیام پذیر تھے۔ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہمیں خدمت کی سعادت میسر آئی۔ ہمارے گھر ہر وقت رونق لگی رہتی۔ حضور کی عیادت کرنے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔ لیکن میں اس حوالے سے کڑھتی رہتی کہ دوسرے لوگ مجلس کے مزے لوٹتے اور فیض پاتے ہیں میں مہمان نوازی میں لگی رہتی ہوں اور اس نعمت سے محروم رہتی ہوں ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں آپ نے فرمایا

Marfat.com

رسول کریم ﷺ کے صحابہ تو ہزاروں تھے لیکن کوئی محروم نہیں رہا تھا۔ ہر آدمی کو اس کا مقدر مل جاتا ہے اس خواب سے دل کو اطمینان ہو گیا کہ ہم باباجیؒ کی نگاہ میں ہیں۔ مجھے اس پر بھی فخر ہے کہ دو مرتبہ حضور باباجیؒ کی رفاقت میں حج کی سعادت میسر آئی۔ پہلی مرتبہ حج کے اخراجات باباجیؒ نے ہی ادا کئے تھے۔ یہ تھا آپ کا جمالی رنگ۔

اب آپ کے جلال کے دو واقعات بیان کرنا چاہتی ہوں ایک عالم خواب میں اور دوسرا بیداری کے عالم میں پیش آیا۔

سادات گھرانے کی ایک خاتون ہمارے گھر آئیں وہ حضور باباجیؒ کے خاندان کو ڈسکس کرنے لگیں۔ میری ایک عادت ہے کہ عموماً کسی سے الجھا نہیں کرتی۔ وہ خاتون پلنگ پر اور میں نیچے قالین پر بیٹھی تھی اور اس کی باتیں سنتی رہی اور ہوں ہاں کر کے سر ہلاتی رہی۔ اس کی کسی بات پر نہ تو میں نے انہیں ٹوکا اور نہ روکا۔ حسد کی بھڑاس نکال کر وہ چلی گئی۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ حضور باباجیؒ اس پلنگ پر تشریف فرما ہیں جس پر وہ خاتون بیٹھی تھی۔ مجھے فرمانے لگے۔ تسلی ہوگئی تمہاری؟ ہمارے خاندان کے گلے سن کر تمہارے دل میں ٹھنڈک پڑ گئی؟ آپ کی جلالیت دیکھ کر میں ڈر گئی بیدار ہوئی تو سخت افسوس ہو رہا تھا کہ کیوں نہ اس خاتون کو میں نے روکا ہوتا۔

دوسرا واقعہ باباجی سرکارؒ کے ایک عمرے کے موقعہ کا ہے آپ کے ساتھیوں کا عمرہ ویزہ ہمارے ذمے تھا۔ کچھ ایسے حالات ہوئے کہ ان لوگوں کے ویزے نہ لگ سکے۔ کسی نے مجلس میں کہہ دیا کہ ان سے ویزا لگوانے کی توقع نہ رکھیں۔ آپ کو جلال آ گیا۔ فرمایا یہ نہیں لگوائیں گے تو کیا ویزے لگیں گے نہیں اب تم دیکھنا ویزے کیسے لگتے ہیں اور واقعی چند دنوں میں ان کے ویزے لگ گئے۔ حضرت باباجیؒ کی ناراضگی کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ میری بڑی اصلاح ہوئی میرے پندار پر بڑی ضرب لگی یہ کہتے ہوئے غالباً حضور باباجیؒ کی ناراضگی کا تصور کر کے باباجیؒ کے آنسو بہہ نکلے وہ اپنی چادر کے پلو سے آنکھیں پونچھنے لگیں اور میرا ذہن شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے خلیفہ حضرت خواجہ

Marfat.com

محمد عمر کی کتاب ''انقلاب حقیقت'' کی طرف منتقل ہو گیا جس میں وہ جلالی تربیت کے باب میں فرماتے ہیں۔

''میرا تو خیال ہے کہ اگر تربیت جلالی نہیں تو اس کا سلوک ہی ناتمام ہے...... سالک تو اس (محبوب) کی ہر ادا اور شان پر فریفتہ ہوتا ہے چنانچہ جو بھی اس سے مہر یا بے مہری کی جائے اس میں اپنی سعادت سمجھتا ہے...... سب سے لطیف تر وہ تربیت جلالی ہے جو عزیز ترین ہستی سے دلائی جائے، یہ تربیت اکسیری حکم رکھتی ہے...... جو اس تربیت میں کامیاب ہو جاتا ہے، وہ آناً فاناً منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے۔''

اقبال جیسے دانا راز نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں سمویا ہے۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

اب اپنی گفتگو کا رخ چوہدری عمر دراز کی طرف موڑتے ہوئے میں نے پوچھا ''آپ کو باباجیؒ کے ساتھ کئی حج اکٹھے ادا کرنے کا شرف حاصل ہوا، اس دیار مقدس میں آپ کے احوال و معمولات پر کچھ روشنی ڈالیں۔

چوہدری صاحب جو ابھی تک ہماری باتیں غور سے سن رہے تھے۔ دبے لہجے میں کہنے لگے، حرمین شریفین میں حضور باباجیؒ پر بڑی عاجزی کی کیفیت طاری ہوتی ہے، کوئی دعا کے لئے عرض کرے تو فرماتے ہیں، بھئی یہاں بڑے گھر میں آئے ہوئے ہیں، یہاں سب اسی در کے سوالی ہیں، میں بھی مانگتا ہوں تم بھی مانگو۔

آپ وہاں اکثر محفلیں جمانا پسند نہیں کرتے، زیادہ وقت حرم پاک میں گزارنے کو ترجیح دیتے تھے، ہمیں بھی حکم ہوتا کہ زیادہ وقت حرم شریف میں گزارا جائے لیکن جب لوگ ملنے والے جمع ہو جائیں تو پھر محفل بھی کرتے ہیں۔ محفل میں کوئی خصوصی رکھ رکھاؤ یا تکلف نہیں ہوتا تھا، پند و نصیحت کی گفتگو کے ساتھ ساتھ آپ خوش طبعی کی باتیں بھی کرتے رہتے ہیں جس سے محفل میں بوجھل پن کا احساس نہیں ہوتا تھا۔

Marfat.com

مسجد نبوی شریف میں تہجد کے لئے جاتے تھے تو پھر نماز فجر کے بعد ہی واپس آتے تھے، نماز فجر اور ظہر قد مین شریفین میں باب جبریل والے برآمدے میں ادا کرتے تھے، مغرب اور عشاء کی نماز صحن مسجد میں خصوصاً درمیان والی چھتری کے آس پاس ادا کرتے تھے، یہاں نگاہوں کے لئے گنبد شریف کا طواف کرنا آسان رہتا تھا۔ جونہی آپ صحن مسجد میں بیٹھنے کے لئے مخصوص جگہ کا رخ کرتے لوگ آپ کے لئے جگہ چھوڑ دیتے تھے کیونکہ اکثر آنے والے زائرین آپ کو جانتے تھے۔

چوہدری عمر دراز چند لمحوں کے لئے رکے تو باجی مسرت نے اپنی یادوں کا دریچہ کھولتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ حج کے موقعہ پر ہم باباجیؒ کے ساتھ جبل احد کی زیارت کے لئے گئے تو فرمایا اگر حضور ﷺ سے کچھ مانگنا ہو تو آپ کے چچا جان حضرت امیر حمزہؓ کے وسیلہ سے مانگو، فرمایا مدینہ شریف کی حکومت حضرت حمزہؓ کے پاس ہے۔ حضور ﷺ ان کی سفارش کبھی رد نہیں فرماتے۔

حضرت باباجیؒ نے اپنا واقعہ بیان فرمایا تھا کہ ایک دفعہ جبل احد پر گئے تو سستانے کے لئے ایک جگہ لیٹ گئے۔ ایک عورت آئی کہنے لگی کیا آپ کو پیاس لگی ہے؟ اس کے ہاتھ میں پانی کا برتن تھا، میں نے ہاتھ کا چلو بنا کر پانی پینے کا اشارہ کیا۔ وہ میرے چلو میں پانی ڈالنے لگی، پانی پی کر میں اسی جگہ لیٹ گیا، نیند آ گئی، وہاں (حضرت حمزہؓ کے مزار کے قرب میں) جو اس دن عطا ہوا بیان نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

اہل طریقت کے لئے نوید جانفزا

الحمد لِلّٰہ

قدوۃ الکاملین شیخ المشائخ حضرت خواجہ احمد میروی کے روح پرور حالات
نادر واقعات اور بصیرت افروز ملفوظات پر مشتمل ایک گراں قدر کتاب

فیضانِ میروی

جسے ایک ولی کامل شیخ طریقت حضرت خواجہ محمد فخر الدین چشتی بیر بلویؒ
نے ذوق عرفاں میں ڈوب کر تحریر کیا۔ یہ کتاب حسن طباعت
سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آگئی ہے۔

اہل نسبت اور صاحبان ذوق کے لئے ایک منفرد اور نادر تحفہ ہے۔ یقیناً
آپ کو اس کتاب کی سطر سطر اور لفظ لفظ سے میروی فیضان کی خوشبو پھوٹتی
اور دل کے آنگن میں اترتی محسوس ہوگی۔ اس ارمغان معرفت کا
خود مطالعہ کیجئے اور اپنے احباب کی خدمت میں بطورِ تحفہ پیش کیجئے۔

رابطہ: المکتبۃ المرتضویہ
بیربل شریف ضلع سرگودھا

0300-4699863
0300-6049157

Marfat.com

مشاہدات وتاثرات

مرتب

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

Marfat.com

Marfat.com

☆ حضرت میاں فیض عالم صاحبؒ کوٹلہ شریف

کوٹلہ شریف ضلع شیخوپورہ کے شیخ المشائخ حضرت باباجی میاں امیر الدینؒ وہ مرد کامل تھے جن کی نگاہ فیض نے شرقپور کو کعبہ عشاق بنا دیا۔ اس کعبہ عشاق کے گرد طواف کرنے والوں میں حضرت صاحبزادہ مظہر قیومؒ مکان شریف، حضرت سید محمد اسماعیل بخاری کرمانوالہ شریف، حضرت سید نور الحسنؒ کیلیانوالہ شریف، حضرت خواجہ محمد عمر بیربل شریف، حضرت میاں رحمت علیؒ گھنگ شریف اور حضرت عبدالرحمان قصوریؒ جیسی باکمال ہستیوں کے نام آتے ہیں۔ ہمارے ممدوح حضرت سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شیر ربانیؒ کی اسی دکان عشق کے خریداروں میں سے تھے۔

حضرت باباجی میاں امیر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے اور سجادہ نشین حضرت میاں فیض عالمؒ اپنے اسلاف کے سچے جانشین ان کے فیوضات کے امین اور ان کے حسن خلق وحسن کردار کا کامل نمونہ ہیں۔ دو سال قبل صاحبزادہ نور الزماں اویسی صاحب کے ساتھ کوٹلہ شریف حاضری کا شرف ملا۔ آپ کی بیٹھک میں فخر سادات حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کی فریم شدہ تصویر آویزاں دیکھی۔ جہاں دادا پیر کے آستانے میں یہ عزت افزائی ان کی عظمت، شان اور بلند روحانی مقام کا مظہر تھی، وہاں حضرت میاں فیض عالمؒ اور حضور باباجیؒ کے مابین قریبی تعلق اور باہمی الفت ومحبت کی بھی غماز تھی۔ چنانچہ اسی حوالے سے حضور باباجیؒ کے وصال پر حضرت میاں صاحب مدظلہ نے درج ذیل تاثرات کا اظہار فرمایا۔

''میں نے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ کے تمام خلفاء کی زیارت کی اور ان کی محافل میں بیٹھا ہوں۔ جب یہ لوگ کوٹلہ شریف عرس پر تشریف لاتے تو انہیں کھانا پیش کرنے کی سعادت بھی مجھے ملتی رہی یہ سب باکمال ہستیاں تھیں لیکن جب حضرت سید طاہر حسین شاہؒ سے ملاقات ہوئی تو انہیں ان تمام بزرگوں سے منفرد دیکھا۔

Marfat.com

میں نے یہ تاثر لیا کہ اس زمانہ حال میں ان کے پایہ کی کوئی اور شخصیت ایسی نہیں جن کے پاس آ کر سکونِ قلبی اور راحتِ ذہنی نصیب ہو۔ میں جب بھی حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس گیا تو آپ نے نہایت شفقت فرمائی اور وہ حضرت خواجہ میاں امیر الدینؒ سے میری نسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے بہت ادب کرتے۔

ایک دفعہ جوہرآباد حاضر ہوا۔ صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف بھی وہاں موجود تھے۔ حضرت شاہ صاحب نے نہایت محبت سے فرمایا کہ حضرت میاں فیض عالم کا تعلق حضرت بابا امیر الدینؒ سے ہے جو میاں صاحب شرقپوریؒ کے پیر و مرشد ہیں جو ہم سب کے پیر ہیں۔ پھر ہمیں مسجد میں لے گئے چادر بچھائی تکیہ لگوایا اور مجھے وہاں بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں نے احتراماً انہیں وہاں بیٹھنے کے لئے کہا لیکن وہ مجھے ہی وہاں بٹھانے پر اصرار کرتے رہے۔ اور پھر میرا کندھا دبا کر مجھے وہاں بٹھا دیا اور فرمایا اب مجھے سکون ملا ہے۔ پھر دیگر حاضرین سے میرا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ یہ ہمارے دادا پیر ہیں۔

میں نے بڑی عاجزی سے کہا کہ حضرت آپ واحد پیر ہیں کیونکہ میں پاکستان کے موجودہ تمام پیروں کو جانتا ہوں۔ آپ کے مماثل کوئی نہیں ہے۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب کے چہرے سے نور اس طرح ٹپک رہا تھا۔ جیسے اوس کے قطرے چمکتے ہیں۔

حضرت قبلہ باباجیؒ نہایت مشفق، مہربان، سخی اور بردبار تھے۔ آپ کے اخلاق اور کمال میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ملتا۔ جس سے ملتے اتنا پیار دیتے کہ آدمی بس ان کا ہو کر رہ جاتا۔ ''لاریب وہ اس دور میں درجہ قطبیت پر فائز تھے''۔ جہاں بھی گئے اتنا فیض پہنچایا کہ سنبھالا نہ گیا۔ وصال کے بعد میں جس سے بھی ملا اسے مضطرب اور بے قرار دیکھا۔ ہر آدمی آنکھوں میں آنسو بھر لاتا اور کہتا مجھ سے حضرت بہت پیار کرتے تھے۔

Marfat.com

حضرت شاہ صاحبؒ کے وصال سے طریقت کی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے۔ وہ بڑی دیر کے بعد پر ہوگا۔ میری دعا ہے کہ آستانہ عالیہ سید طاہر حسینؒ کو اللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک آباد و شاد رکھے۔ خلق خدا یہاں سے فیضیاب ہوتی رہے اور متوسلین فیض سے جھولیاں بھرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر زائر کی مرادیں پوری فرماتا رہے۔

☆ صاحبزادہ پیر سید عنایت اللہ شاہ صاحب سجادہ نشین گنجیال شریف

حیف کہ در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

رئیس المتوکلین والکاملین، سیادت پناہ، فخر سادات حضرت باباجی سرکار سید طاہر حسین شاہؒ کی شخصیت کو احاطہ تحریر میں لانا مجھ جیسے نارسا ذہن رکھنے والے شخص کے بس کا روگ نہیں۔ بہر حال حضرت باباجیؒ کی ذات والا صفات آج سے سینکڑوں سال پہلے مشائخ عظام جن کے تذکرے انسان تصوف کی کتابوں میں پڑھتا ہے۔ جب باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ وہی ماحول ملتا تھا اور جتنا وقت بھی آپ کی محفل میں گزرتا تھا عجیب و غریب قسم کے انوار و اسرار قلب و دماغ پر نزول کرتے تھے اور جس سلسلہ سے بھی تعلق رکھنے والا درویش حضور باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ باباجیؒ اس طالب کیلئے اسی سلسلہ کا شیخ بن کر اسے دکھاتے تھے اور اجنبیت محسوس نہیں ہوتی تھی جیسا کہ موجودہ دور میں کم فہم ذہنوں نے سلاسل میں تفریق پیدا کردی ہے۔ آپ مزاجاً نرم بھی تھے اور موقع کے مطابق رسم شبیری کا مظاہرہ بھی فرماتے تھے۔ سخاوت، محبت، ایثار، قربانی، شریعت مطہرہ اور عشق مصطفیٰ ﷺ جیسی نعمتیں باباجیؒ کے رگ و ریشہ میں رچی بسی ہوئی تھیں۔ حتی الوسع کشف و کرامات کا اولیائے کاملین کی روش

Marfat.com

کے تحت اظہار نہیں ہونے دیتے تھے۔

ایک موقع پر ارشاد فرمانے لگے کہ شاہ صاحب ہم نے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دینے کی کوشش کی ہے۔اور پھر ہتھیلی کا اس طرح کا انداز بنایا جس طرح دینے والے کا ہوتا ہے اور لینے کو پسند نہیں کیا ہے۔

باباجیؒ کی ہر شخص کے ساتھ محبت وشفقت کا یہ عالم ہوتا تھا۔جس شخص کا باپ نہیں تھا۔آپ اس کے لئے ایک باپ کی حیثیت رکھتے تھے۔اور جس کی والدہ نہیں تھی باباجیؒ کے وجود میں اسے والدہ کی شفقت مہیا ہوتی تھی۔حتیٰ کہ جس شخص کو جن رشتوں کی ضرورت ہوتی تھی باباجیؒ کے وجود اقدس سے انہیں وہی شفقتیں حاصل ہوجاتی تھیں۔ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے ساتھ اور صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب کے ساتھ آپ کی دلی محبت حد سے بڑھ گئی تھی۔اکثر و بیشتر صاحبزادہ صاحب کی غیر موجودگی میں بھی ان کا ذکر فرماتے رہتے تھے۔حضرت باباجیؒ کے وصال کے بعد اہل علاقہ تو درکنار، زمانہ ایک عظیم شیخ اور نجیب الطرفین آلِ مصطفیٰ سے محروم ہوگیا۔اصلاح احوال کے ساتھ ساتھ درس شریعت اور اتباع شریعت کی سختی سے تاکید اور عقائد کی درستگی کا ایک منفرد انداز تھا اور وہی انداز کچھ دنوں بعد مؤثر ثابت ہوتا تھا۔حضرت باباجیؒ کے متوسلین کے علاوہ اور بھی لوگ اس بات کے شاہد ہیں کہ سینکڑوں افراد جو شریعت اور طریقت سے جداگانہ زندگیاں بسر کررہے تھے۔باباجیؒ کی مشفقانہ توجہات کے نتیجہ میں انہیں بھی صراط مستقیم نصیب ہوئی۔

۱۹۸۲ء میں پہلی مرتبہ حضرت کی زیارت بارگاہ معلیٰ تونسہ مقدسہ میں نصیب ہوئی۔پھر اس کے بعد وقفے وقفے سے ملاقاتیں ہوئیں۔غالباً پھر 1994ء سے آپ کے فرمان کے مطابق آنا جانا بڑھ گیا۔آپ بھی کرم فرماتے تھے۔گنجیال شریف میں عرسوں کی محافل میں شمولیت فرماتے اور دیگر رسومات میں بھی تشریف لاتے۔آخری ملاقات وصال سے ایک ماہ قبل ہوئی۔اس سے پہلے بھی جس روز باباجیؒ مکمل صحت کے عالم

Marfat.com

میں بیٹھے تھے۔ایک ملاقات کے دوران جبکہ میرے ساتھ ملتان اور ڈیرہ غازی خان سے آئے ہوئے مہمان جو کہ باباجیؒ کی زیارت کے مشتاق تھے،کی رفاقت میں ہوئی۔اس روز باباجیؒ نے آج سے چار سال پہلے والی کیفیت طبعی کا اظہار فرمایا،کافی پند ونصائح کے بعد ہمیں مسجد اور مدرسہ کی زیارت کروائی اور ساتھ ہی دبے الفاظ میں ایک دو باتیں ارشاد فرمائیں جن سے آپ کے فراق کی گھڑی کا ظہور محسوس ہو رہا تھا۔ بہر حال آپ چشتی،قادری اور نقشبندی مشائخ کی سیرت کی ایک جامع کتاب تھے۔اللہ تعالیٰ باباجیؒ کے درجات بلند فرمائے اور ان کے فیوض و برکات کا سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رکھے اور باباجیؒ کی تعلیمات پر ہم تمام لوگوں کو عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ زیبا لے کر

بعض اوقات جب میں اپنے آپ کو پڑھتا ہوں تو مجھے شرم آتی ہے کہ کہاں میں اور کہاں ایک درویش کامل کی اتنی عنایات۔بہرحال بہت ہی غریب نواز شخصیت ہیں۔

اے خسروِ حسیناں اے شاہِ ناز نیناں
شاہ اگر نوازی درویش بے نوا را

☆ حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سردار احمد عالم صاحب قادری مدظلہ
سجادہ نشین کھر پیڑ شریف (قصور)

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ بڑے صاحب کمال بزرگ تھے آپ کی طبیعت میں سلوک اور جذب دونوں کا رنگ دکھائی دیتا تھا۔حضورﷺ کی شریعت مطہرہ کی پوری پابندی تھی۔کشف کمال درجہ کا تھا۔زائر کی دلی کیفیت سے فوراً آگاہ ہو جاتے۔ بڑے اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ابتدائی دور میں حجرہ شاہ مقیم میں مراقب رہے۔وہاں دادا جان سے ملاقات ہوئی تھی۔جس کا اکثر ذکر فرماتے تھے۔جن دنوں بندیال شریف زیر

Marfat.com

تعلیم تھا، آپ کی زیارت ہوتی رہی۔ بہت ہی شفقت فرماتے تھے۔ طریقت کی دنیا میں آپ کے وصال سے بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے۔

☆ حضرت پیر سید قلندر شاہ صاحب مدظلہ .... جوہر آباد

حضور باباجیؒ کے ہاں ماہانہ محفل میں پہلی مرتبہ حاضری دینے والے زائرین آپ کے پہلو میں بیٹھے ایک فرشتہ صورت انسان کو دیکھ کر اکثر پوچھے بغیر نہ رہتے کہ بزرگ کون ہیں، تب انہیں معلوم ہوتا سادات اور آل رسول ﷺ کے اس پیکر کا نام پیر قلندر شاہ صاحب ہے۔ سید قلندر شاہ صاحب کے والد مسلکاً اہل سنت تھے اور حضور باباجیؒ کے دوستوں میں شامل تھے۔ لیکن ان کے فرزند نے اپنے دیگر شیعہ رشتہ داروں کا اثر لے کر شیعہ مذہب اختیار کر لیا۔ لیکن پھر ایک دن اس ولی کامل کی نگاہ اٹھی اور یہ اپنے بزرگوں کے مسلک کی طرف لوٹ آئے اس انقلاب کی کہانی خود ان کی زبانی سنی ہے۔

''میرے والد ماجد اہل سنت تھے لیکن میں رشتہ داروں کی صحبت سے متاثر ہو کر شیعت کی طرف مائل ہو گیا۔ یہاں تک کہ نماز بھی شیعہ مسلک کے مطابق پڑھنے لگا۔ میرے والد صاحب بیمار ہوئے تو حضور باباجیؒ ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے والد صاحب نے میرا ہاتھ حضور باباجیؒ کو تھما کر کہا اس کا خیال رکھنا میں نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی۔ میرے معمولات چلتے رہے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد باباجیؒ کبھی کبھی تشریف لاتے میں انہیں کبھی ملنے نہیں گیا تھا۔ ایک دفعہ فرمانے لگے قلندر شاہ ہم تمہیں ملنے آتے ہیں تم بھی ملنے آیا کرو۔ میں نے وعدہ تو کر لیا لیکن قریب ہونے کے باوجود ایک سال کے بعد حاضر ہوا آپ نے بڑی آؤ بھگت کی اور پھر اپنے قیمتی گھوڑے کی باگ تھما دی۔ فرمایا یہ لے لو۔ میں نے معذرت کر لی۔

یوں میری ملاقاتوں کا سلسلہ چل نکلا اس دوران اگر نماز کا وقت ہوتا تو فرماتے تم ہمارے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو۔ خواہ اپنے طریقے کے مطابق ہی پڑھو۔ پھر ایک دن

Marfat.com

میرے بخت کی بیداری کا لمحہ آ پہنچا۔ فرمایا شاہ جی ایک بات بتائیں آپ کے والد صاحب صحیح تھے یا غلط میں نے کہا صحیح تھے۔ فرمایا اور تمہارے دادا؟ میں نے عرض کی کہ وہ بھی ٹھیک تھے۔ فرمایا پھر یہ کیا ہے؟ آپ کی نگاہ اٹھی اور مجھے یوں لگا کہ میرے دل کی تختی سے شیعت کی ساری تحریریں دھل گئیں ہیں۔ مجھے اندازہ نہیں کہ لجپال سید میرے والد رحمۃ اللہ کے تھمائے ہاتھوں کی لاج اس طرح نبھائے گا۔

☆ محترم جناب سید ولایت شاہ صاحب .... جوہر آباد

ضلع گڑگاؤں انڈیا سے تعلق رکھنے والے ولایت شاہ صاحب واں بھچراں آباد ہوئے اور پھر جوہر آباد منتقل ہو گئے۔ باباجیؒ حضور کی محبتوں اور مہربانیوں کا حال یوں بیان کرتے ہیں۔

حضور باباجیؒ کے بارے میں سنتا رہتا تھا جب حاضر ہونے کا ارادہ کیا تو ایک شخص نے کہا ان کے ہاں گاڑی پر بیٹھ کر جاؤ کیونکہ وہاں گاڑی والوں کی بڑی عزت ہوتی ہے۔ میں نے اس بات پر توجہ نہیں دی اور حاضر ہو گیا۔ آپ صحن میں تشریف فرما تھے میں سلام کر کے ایک طرف صف پر بیٹھ گیا آپ نے انگلی کے اشارے سے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا اگلے دن تفصیلی گفتگو فرمائی اور فرمایا یہ گھر تمہارا اپنا ہے پھر تو بقرعید پر سب گھر والوں کو کپڑے اور تحفے تحائف عطا فرمایا کرتے کئی مرتبہ ہمارے غریب خانہ پر بھی تشریف لے گئے۔

☆ حضرت پیر سید افضال حسین شاہ سیفی صاحب ریحان والا ضلع ننکانہ

پہلی دفعہ حاضر خدمت ہوا آپ لیٹے ہوئے تھے۔ پوچھا کہاں سے آئے ہیں۔ ریحان والا بتایا تو فرمایا کس کے بیٹے ہو۔ سید عبداللہ شاہ کا نام سنتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئے۔

Marfat.com

فوراً ایک قالین منگوایا۔ بااصرار اس پر بٹھایا۔ بڑا پرتکلف کھانا کھلایا۔ فرمایا عبداللہ شاہ سے دوستی مدینہ منورہ میں ہوئی تھی وہاں کی دوستی ٹوٹتی نہیں۔ اس کے بعد جب بھی حاضر ہوا بڑی شفقت فرماتے رہے۔ آپ کی طبیعت والد صاحب سے ملتی جلتی تھی۔ جب بھی ملا ان کے روپ میں وہی محبت وشفقت نظر آئی۔

ایک دفعہ مفتی سعید احمد ہاشمی صاحب کے ساتھ حاضر ہوا۔ مفتی صاحب کی یہ پہلی حاضری تھی۔ وہ خاموش بیٹھے تھے۔ میں نے تعارف کرایا۔ باباجیؒ فرمانے لگے یہ جو خاموش بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی عام آدمی یا عام مولوی نہیں یہ بڑے مفتی صاحب ہیں پھر ان کا پورا تعارف خود کرادیا۔ فرمایا میں نے کشف کی کبھی طلب نہیں کی۔ بس اللہ پاک کی مرضی ہوتی ہے تو کرم فرمادیتا ہے۔

☆ حضرت صاحبزادہ عبدالرحمان الحسنی سجادہ نشین شاہ والاشریف ضلع خوشاب

فخر سادات، پیکر استقامت وحریت، مجسمہ جودوعطا، مظہر الفت و وفا، زینت مشائخ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ صاحب قدس سرہ العزیز کی پوری زندگی دین متین کی اشاعت، سنت کے احیاء اور ذکر خدا کی تلقین سے عبارت تھی۔ حقیقتاً آپ کی زندگی سنت مصطفوی ﷺ کی تفسیر تھی۔ آپ نے عملاً عشق مصطفیٰ ﷺ کا درس دیا۔ آپ کے اخلاق عالیہ اور فیض صحبت سے لوگوں کی تقدیر بدل جاتی۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ اولیاء سلف کی سچی تصویر اور اخلاقِ محمدی کی تنویر تھے......

Marfat.com

☆ جناب ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی صاحب (لاہور)

روزنامہ نوائے وقت کے ملی ایڈیشن کے سابق انچارج، معروف دانشور اور نامور سکالر ڈاکٹر خواجہ محمد عابد نظامی کی شخصیت علمی وروحانی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ ماہنامہ ضیائے حرم اور ماہنامہ درویش آپ کی زیر ادارت شائع ہوتا رہا۔ آپ کی کئی بلند پایہ کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اور اہل علم سے خراج تحسین پا چکی ہیں۔ جناب نظامی صاحب نے فون پر حضرت باباجیؒ کے متعلق حسب ذیل تاثرات کا اظہار فرمایا۔

حضرت سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ ہمارے اس دور کے ایسے ولی تھے جن کی صحبت میں بیٹھ کر خدا یاد آ جاتا تھا۔ بلاشبہ وہ اولیاء کاملین کی ایک عمدہ یادگار تھے۔ میں نے حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور حضرت قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کا زمانہ نہیں پایا لیکن ان کے بعض صحبت یافتگان کی زیارت سے مستفید ہوا ہوں ان میں میرے پیرومرشد مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامیؒ دہلوی کے علاوہ حضرت سید عثمان علی شاہؒ کرمانوالہ شریف، حضرت خواجہ نظام الدین تونسویؒ، حضرت پیر سید محی الدین المعروف حضرت بابوجی رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی، حضرت پیر عبدالغفور ہزارویؒ حضرت سید ذوالفقار علی چشتی صابری میرٹھیؒ، خطیب اسلام حضرت محمد مسلمؒ بی اے جیسے بزرگ شامل ہیں۔ ان حضرات کو حضرت شرقپوری یا حضرت گولڑویؒ دونوں میں سے کسی ایک سے فیض صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ قدس سرہٗ العزیز اس سلسلہ کی آخری کڑی تھے۔ اور اس لحاظ سے منفرد تھے کہ انہوں نے حضرت شرقپوریؒ اور حضرت گولڑویؒ دونوں سے فیض حاصل کیا۔ الحمد للہ میں بھی ان خوش نصیب افراد میں شامل ہوں جنہیں کبھی کبھی حضرت کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کرنے کا موقعہ ملتا رہا۔

☆ جناب سید پرویز شاہ صاحب قندھاری ڈی ایس پی لاہور

غالباً 74-1973ء کی بات ہے کہ میں تھانہ لنڈیانوالہ ضلع فیصل آباد میں بطور

Marfat.com

ایس۔ایچ۔ او۔ فرائض انجام دے رہا تھا کہ ایک دن کار میں ایک بزرگ تشریف لائے۔ ملاقات ہوئی مجھے غور سے دیکھا اور فرمایا کیا تمہارا نام پرویز شاہ ہے۔ حیران ہوتے ہوئے میں نے کہا جی ہاں میرا نام پرویز شاہ ہے۔ فرمایا کیا تم نے کبھی طاہر شاہ کا نام سنا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ یہاں تھانے کے سامنے سے کئی بار گزرتے ہوئے عجیب سی کشش ہوتی تھی۔ آج بھی گزر رہا تھا کشش ہوئی میں نے خیال کیا ضرور کوئی اپنا آدمی ادھر رہتا ہے۔ چنانچہ ملنے چلا آیا۔

حضرت باباجیؒ گذشتہ صدی ہجری میں اپنی روحانی منازل کی تکمیل کے لئے وقت کے کاملین کی خدمت میں حاضری دیتے رہتے تھے۔ میرے دادا جان حضرت خواجہ کی نسبی عظمت وشان کے باوجود تواضع کا یہ عالم تھا کہ ہمہ وقت خدمت میں مصروف رہتے۔ صبح کے وقت چھڑکاؤ کرتے جھاڑو دیتے۔ تاندلیانوالہ شہر میں لنگر کے لئے سبزی کا بورا اپنے سر پر اٹھا کر لاتے۔ ان دنوں میری عمر دو سال کے لگ بھگ تھی۔ میں نے بزرگوں سے سنا کہ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ صاحب مجھ سے بڑا پیار کرتے اور اکثر مجھے گود میں اٹھا کر کھلاتے بھی تھے۔ چنانچہ اسی محبت اور تعلق کا اعجاز تھا کہ حضرت شاہ صاحب آج مجھے ملنے کھنچے چلے آئے۔ میں جھاوریاں سرگودھا میں تعینات تھا۔ شاہ صاحب قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ مجھے اکثر ہمارے بزرگوں کے حالات سناتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ خود مجھے بتایا کہ حضرت قندھاریؒ نے مجھے فرمایا کہ تم نے آخر کار جوہر آباد میں سیٹل ہونا ہے۔

حضرت شاہ صاحب شخصیت سے بڑھ کر ایک ادارہ تھے۔ علمی، سماجی اور روحانی حوالوں سے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کسی سے کچھ لیتے نہیں بلکہ ہمیشہ دیتے تھے۔ سخاوت کے پیکر تھے۔ ہر دکھی کو حوصلہ دیتے۔ پریشان حال کی ڈھارس بندھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ولی کی نشانی ہے کہ ہر آدمی سمجھتا ہے کہ مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ میں بھی ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جن

Marfat.com

سے بابا جی بہت پیار کرتے تھے۔

☆ حضرت علامہ صاحبزادہ نصرت نوشاہی صاحب شرقپور شریف

انتہائی حزن وملال اور رنج وغم کی کیفیت کا عالم طاری ہے کہ روحانی دنیا کی محبوب شخصیت حضرت سید طاہر حسین شاہ صاحب ہم سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے میں ان کے عہد جوانی سے لے کر قریب رہا ہوں۔ مجھے ہمیشہ آپ کی محبتیں اور شفقتیں نصیب رہی ہیں۔کئی مرتبہ جوہرآباد آنے کی آپ نے دعوت دی لیکن علالت طبع کی بناء پر سفری صعوبتیں برداشت نہ کرسکا۔چنانچہ حاضری سے محروم رہا۔چند دن قبل تشریف لائے۔ مجھے گلے لگایا۔پانچ سو روپے عطا فرمائے اور فرمایا۔میری یہ آخری ملاقات ہے۔میں غمزدہ ہوا تو فرمایا۔کیا انسان نے آخر اپنے مولا کی بارگاہ میں پیش نہیں ہونا پھر آپ نے دعا فرمائی اور مجھے فرمایا کہ تم بھی اپنے بزرگوں کے آستانے کے سامنے کھڑے ہو۔دعا کرو کہ جو سرمایہ برکات بزرگوں سے مجھے ملا۔میں اس کا زادِراہ ساتھ لے جاؤں۔

حضرت بابا جیؒ اگرچہ حضرت شیر ربانیؒ سے بیعت تھے لیکن والد ماجد حضرت میاں نیک محمدؒ سے بھی عقیدت رکھتے اوران کی خدمت میں حاضر ہوکر اکتساب فیض کرتے رہے تھے۔اس لئے ہمیشہ بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ ان کا ذکر کرتے تھے۔

☆ صاحب صدق ووفا۔۔۔محترم حاجی محمد ثناءاللہ

چند سال پہلے حضور باباجیؒ کے آستانہ پر حاضر ہوا تو نکلتے قد کے ذہین، خوش اخلاق اور آداب مہمان نوازی سے آگاہ ایک خوبصوت جوان سے ملاقات ہوئی حضور کے اس خادم خاص کو ثناءاللہ کے نام سے پکار رہے تھے۔ پھر اکثر وبیشتر مختلف مواقع پر

Marfat.com

حاجی ثناءاللہ صاحب سے ملاقاتیں ہوتی رہیں اور ہر ملاقات پہلی سے زیادہ گہرا تاثر دل پر قائم کرتی رہی۔

جب باباجیؒ پر فالج کا حملہ ہوا تو ہندال ضلع قصور کے زمیندار جناب حاجی فرزند علی کے اس فرزند حاجی ثناءاللہ صاحب نے حضور باباجیؒ کی خدمت کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ باباجیؒ کی خدمت کے ساتھ ساتھ مہمانوں اور عیادت کرنے والوں کی خاطر مدارات کا فریضہ بھی انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ جونہی باباجیؒ اٹھنے کا ارادہ کرتے تو یہ سب کام چھوڑ کر حاضر ہو جاتے اور بڑی محبت اور پیار سے اٹھاتے اور خدمت بجالاتے۔

صاحبزادہ محبوب حسین صاحب نے بتایا کہ باباجیؒ ان کی خدمت سے بہت خوش تھے اور ہر وقت انہیں دعاؤں سے نوازتے رہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنی زندگی کے آخری عمرہ میں حاجی ثناءاللہ صاحب کو اپنے ساتھ دیار مقدس لے گئے۔ دوسری مرتبہ بھی ساتھ لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن عمر نے وفا نہ کی۔ باباجیؒ حضور کے وصال کے بعد عمرے کی چونکہ تاریخ طے تھی احباب سے ساتھ انہیں بادل پریشان اور باچشم گریاں اکیلے ہی عمرے پر جانا پڑا۔

حضور باباجیؒ کے وصال پر ملال کے موقع پر ان کا حوصلہ اور خدمت قابل ستائش ہے۔ راقم نے خود دیکھا کہ جنازے کو آخری آرام گاہ تک پہنچاتے ہوئے اور ہجوم کو کنٹرول کرتے ان کے کپڑے پھٹ چکے تھے۔

حضور باباجیؒ کے وصال کے بعد جناب حاجی ثناءاللہ صاحب نے عرس گاہ کے لیے حضور کے مزار مبارک کے اردگرد لاکھوں روپے کی زمین خریدی یہ ان کی معاملہ فہمی اور صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور باباجیؒ کے تمام مقربین اور احبابِ خاص نے مشورہ کے بعد

Marfat.com

طے کیا کہ چونکہ جناب حاجی ثناء اللہ صاحب اس لنگر کی خدمت اور انتظام چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس لئے قرعہ فعال ان کے نام نکلا اور الحمدللہ وہ حسب معمول بڑی خوش اسلوبی سے تمام خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

حاجی صاحب حسن تواضع کے زیور سے آراستہ اور آداب طریقت سے آشنا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے صدق و اخلاص، مہر و وفا اور عمر میں برکت فرماتے ہوئے انہیں باباجیؒ کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جناب حاجی صاحب کو حضور باباجیؒ کے ساتھ سفر و حضر میں رفاقت کے متعدد مواقع میسر آئے۔

☆ جناب بابر حسن بھروانہ..........ایڈیشنل سیکرٹری......لاہور

خوش اخلاق، ملنسار اور متواضع طبیعت کے مالک محترم جناب بابر حسن بھروانہ سے ان کی رہائش گاہ پر جناب شیخ دوست محمد صاحب کی موجودگی میں حضور باباجیؒ کے حوالے سے ایک نشست ہوئی جناب بھروانہ صاحب کی گفتگو کا ملخص قارئین مجلہ کی نذر ہے۔

حضور باباجیؒ سے پہلی ملاقات فیصل آباد میں چوہدری عمردراز کے ہاں 2000ء میں ہوئی۔ میں ان دنوں وہاں ڈی سی تھا۔ پہلے فون پر بات ہوئی، اس میں اتنی اپنائیت کا اظہار فرمایا کہ ملاقات کا اشتیاق بڑھ گیا۔ پھر جب ملاقات ہوئی تو چہرے پر نظر پڑتے ہی دل کو سکون مل گیا۔ جولائی 2001ء میں موجودہ حکومت خوشاب میں ای ڈی او فنانس اینڈ پلاننگ لگا دیا۔ وہاں تین ماہ قیام کا موقع ملا تو تقریباً روزانہ ہی ملاقات ہو جاتی۔ اکثر شامیں باباجیؒ کے ساتھ ہی گزریں، دو دفعہ اپنے ساتھ پیر بل شریف بھی لے گئے۔ بعض دفعہ ریسٹ ہاؤس میں خود تشریف لے جاتے۔

آپ کا کشف بڑا تھا، کئی دفعہ لوگوں کے دل کی بات بتا دیتے۔ ایک دفعہ

Marfat.com

فرمانے لگے۔ بھروانہ سیاست کدھر جارہی ہے۔ میں نے کہا حکومت کا شجاع خاں کی طرف رجحان ہے۔ فرمایا ٹوانہ ہو جائے گا۔ آپ کی بات سے مجھے یقین ہو گیا کہ احسان ٹوانہ ہو جائے گا اور وہ ہو گیا۔

امریکہ میں 9 نومبر کا واقع ہوا۔ چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے وہ بہت خوش ہو رہے تھے کہ امریکہ کی ایسی تیسی ہو گئی۔ میں خاموش رہا۔ باباجیؒ نے فرمایا بھروانہ تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ دنیا داری کے لحاظ سے تو یوں ہے جیسے بولے کتے کو اینٹ ماردی جائے۔ باباجیؒ نے فرمایا: میں تمہاری تائید کرتا ہوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام پر بڑا بھاری وقت آنے والا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ سورۃ دخان کی آیت پڑھی۔

بڑے جلال سے فرمایا ساری طاقتیں اس کے پاس ہیں۔ امریکہ کو بھی روس کی طرح رسوا کرے گا۔ فرمایا جو لوگ آج زندہ ہیں وہ دیکھیں گے۔

باباجیؒ پریشانیوں اور تکلیف کو خاطر میں نہ لاتے مہمان نوازی اعلیٰ درجے کی تھی۔ اخلاق عالیہ میں اپنی مثال آپ تھے جو جتنا قریب تھا اتنا زیادہ متاثر تھا، جہاں رہے ہر ایک عزت سے ہی نام لیتا تھا کئی دفعہ دیکھا کہ سائل آیا آپ سرہانے میں ہاتھ ڈالتے جتنی رقم ہوتی عطا فرما دیتے۔ مجھے اکثر غریبوں کا خیال رکھنے کی تلقین فرماتے۔ میری اہلیہ پر بڑی شفقت فرماتے۔ اسے فرماتے بڑا نہیں بننا تواضع اختیار کرنا۔ اصلاح کے لیے مشفقانہ انداز ہوتا، ڈانٹ بھی پلاتے لیکن اس میں شفقت پنہاں ہوتی۔ ایک دفعہ مجھے اپنی چاندی کی انگوٹھی اتار کر عطا فرمائی اور فرمایا اسے پہن لیا کرو۔ بچیوں کو بلا لیتے کوئی ڈاکٹر بن رہی تھی، کوئی ایم اے کر رہی تھی، انہیں باباجیؒ سے سکون اور روشنی ملتی تھی۔ بیٹے زیرک حس سے بڑا پیار کرتے تھے اور فرماتے یہ بیٹا میری دعا کا اثر دکھائے گا۔

وصال کے بعد اہلیہ کو خواب میں ملے فرمایا کون کہتا ہے کہ میں نہیں ملتا؟ اس سے دو دن پہلے میں نے کہا تھا کہ باباجیؒ فوت ہو گئے اب وہاں جائیں تو کس سے ملیں گے۔

Marfat.com

آج ایک اور برس بیت گیا اس کے بغیر
جس کے ہوتے ہوئے ہوتے تھے زمانے میں

☆حکیم محمد صادق گل ضلع قصور

جناب حکیم محمد صادق گل سائن کوٹ مہتاب خان تحصیل و ضلع قصور، سیاح حرمین سیدنا حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ کے منظور نظر مخلصین میں شمار ہوتے ہیں۔ حکیم صاحب حضور باباجی کے وقت سے آستانہ عالیہ پر منعقدہ ہونے والی تقریبات اور لنگر کے منتظم ہیں۔ اس پیرانہ سالی کے باوجود ان کی مستعدی اور انتظامی صلاحیتیں دیکھ کر رشک آتا ہے۔ تمام وابستگان سلسلہ حکیم صاحب کو بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ دو سال قبل غریب خانہ پر تشریف لائے تو ان سے حضور باباجیؒ کے ساتھ بیتے لمحات کی یادیں سننے کا شرف حاصل ہوا۔ جنہیں 23 / 24 جمادی الثانی کو حضور باباجیؒ کے عرس کی مناسبت سے شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

میری پہلی ملاقات حضور باباجیؒ سے ہندال ضلع قصور میں ہوئی۔ مولانا علی اشرف صاحب ہندال میں امام تھے، فارغ وقت سکول آ جایا کرتے۔ انہوں نے باباجیؒ کا تعارف کرایا۔ حضور باباجیؒ صوبیدار محمود خان کے گھر تشریف لائے تو پہلی ملاقات ہوئی یہ سرسری ملاقات تھی۔ باباجیؒ نے خواب پوچھا۔ میں نے بتایا کہ اکثر کتے بھونکتے ہیں۔ کاٹنے کے لیے دوڑتے ہیں۔ فرمایا: تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ ان کا منہ بند ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کی دعا سے ایسا وقت آیا کہ تمام تنازعات ختم ہو گئے اور پھر خواب بھی آنا بند ہو گئے۔

گولڑہ شریف میں کمرہ نمبر 16 میں ٹھہرے، آپ کا قیام ہمیشہ اسی کمرہ میں ہوتا تھا۔ محفل سماع میں حاضری دی۔ سماع کے بعد باباجیؒ باہر چلے گئے، میں بیٹھا رہا۔ حضرت شاہ عبدالحق صاحب کی داڑھی مختصر دیکھ کر دل میں وسوسہ پیدا ہوا۔ آپ باہر گاڑی

Marfat.com

کے پاس کھڑے تھے، مجھے بلوایا اور فرمایا: ایسے وسوسے نہیں لانے چاہیں۔ ظاہری شکل پر نہ جاؤ وہ پورے کامل ہیں۔

یہاں بیعت فرمایا۔ تلقین فرمائی اور وظائف دیئے۔ نماز کی پابندی کا حکم دیا۔ ہمشیرہ کو بیعت فرمایا۔ احکامات دیئے گیارھویں کا اہتمام کرنے کا حکم دیا۔ باباجی کے ساتھ ایک حج اور عمرہ کا موقع ملا۔ 1991ء کی بات ہے میں محفل میں بیٹھا تھا کچھ حج وعمرہ کے بارے بات ہو رہی تھی۔ اچانک میری طرف رخ کر کے فرمایا: تمہاری اگلے سال باری ہے۔ چنانچہ 1992ء میں تیاری ہوگئی۔ گروپ اور سفر ہمارے الگ ہوگئے تھے۔ باباجی نے فرمایا: وہاں ملاقات ضرور ہوگی۔

حج کے لیے اشیاء خوردنی ساتھ لے لیں۔ چیکنگ کے درمیان حضور کی طرف توجہ کی۔ ہمیں بغیر دیکھے گذار دیا گیا۔ باباجی ککعکیہ کیمپ میں انجینیئر ملک مظفر صاحب کے ہاں قیام پذیر تھے۔ میری رہائش محلّہ جیاد میں تھی۔ باباجی نے نشانی بتائی حجر اسود کے سامنے بڑے نڈی کے ساتھ اگر میری کھونڈی مل جائے تو سمجھو میں وہاں ہوں۔ عصر کے بعد سامان خورد ونوش خرید کر گھر رکھنے چلا گیا۔ باباجیؒ کی میرے گھر والوں سے ملاقات حرم سے باہر ہوئی۔ عشاء کے بعد حضور میرے کمرے میں تشریف لائے۔ مرغی چاول پکے تھے۔ بڑے خوش ہوئے۔ پھر آپ مدینہ شریف چلے گئے۔ 1995ء میں اکٹھا عمرہ کیا۔ پاکستان سے علیحدہ گئے تھے۔ مدینہ پاک اکٹھے ہوگئے۔ ایک دن باباجی کو بخار تھا۔ مولانا علی اشرف اور میں دبانے لگے۔ فرمایا: جاؤ حرم میں نماز کا وقت ہوگیا ہے، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہاں باباجی موجود تھے۔ حضور باباجی قدمین کی طرف بیٹھا کرتے تھے۔ حجرہ فاطمہ الزہراءؓ کے سامنے بڑی دیوار کے ساتھ بیٹھے رہے۔ نیاز مندی سے سلام کرتے ـــــ ریاض الجنتہ میں حجرہ شریف میں مسجد کی طرف کھلنے والی کھڑکی کے مقام پر بھی بیٹھتے تھے۔

Marfat.com

آپ میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں تھے،لیکن میری جب بھی ملاقات ہوئی ۔ چہرہ، آنکھیں اور لب مسکراتے دکھائی دیئے۔ آنکھوں میں چمک آ جاتی۔ایک دفعہ حاضر ہوا تو برآمدہ میں تشریف فرما تھے۔ایک خاتون 11,10 سال کا بچہ لائی بیمار تھا۔ بار بار پیش کرتی ۔ برآمدہ کے پردے لٹکا دیئے گئے ایک اٹھا دیا گیا۔فرمایا میں نے منع کیا تھا لیکن تم باز نہیں آئے ،اچھا بچے کو لاؤ۔ بچہ پیش کیا گیا۔ اتنے میں اٹھے ہوئے پردے کے نیچے ایک اور عورت کھڑی ہوئی جس کی گود میں بچہ تھا۔آپ نے بڑے جلال سے فرمایا: کیوں نقصان اٹھاتی ہے یہاں سے چلی جا۔ پھر اس بچہ آسیب زدہ سے مخاطب ہو کر کے فرمایا۔ چلی جا چلی جا۔اس وقت آپ کے لہجے میں جلال تھا اور آنکھیں اور چہرہ سرخ تھے۔ پھر بچے سے فرمایا۔ اٹھ کھڑا ہوا اور بچہ صحیح و تندرست ہو گیا۔ایک دفعہ خواب میں ملاقات ہوئی ہے۔سفید لباس میں حیات طیبہ ظہر کی نماز لیٹ ہو رہی تھی خواب میں آپ نے فرمایا: اٹھو نماز پڑھو۔

☆ جناب محمد صدیق میمن کراچی

جناب محمد صدیق میمن کراچی کی ایک متمول شخصیت بزرگان دین سے محبت آپ کے خون میں شامل ہے۔حضور باباجیؒ سے خصوصی محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ باباجی کی رفاقت میں کئی حج اور عمرے ادا کئے۔ زیارات مقدسہ کے لئے کئی ممالک میں باباجی کے رفیق رہے۔ باباجیؒ کے وصال کے دکھ کے حوالے سے صاحبزادہ محبوب حسین صاحب سے اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ابھی تک چین نہیں آیا طبیعت باباجیؒ کے بغیر اداس رہتی ہے۔آپ ہر سال عرس مبارک کے موقع پر کراچی سے جوہرآباد تشریف لاتے ہیں۔

☆ جناب محمد فاروق پراچہ صاحب

جناب محمد فاروق پراچہ صاحب خوشاب کی دینی اور سماجی شخصیت ہیں آپ باباجی

Marfat.com

سید طاہر حسین شاہؒ سے بہت محبت اور عقیدت رکھتے ہیں۔ جوہر آباد میں قیام سے قبل باباجیؒ نے کافی عرصہ محلہ پراچگان خوشاب میں جناب محمد فاروق پراچہ صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ حضرت باباجیؒ سے آپ کی قربت اور رفاقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے باباجیؒ کے ساتھ 40 سے زیادہ حج کیے۔

محترم جناب محمد فاروق پراچہ صاحب نے ایک ٹیلیفونک گفتگو میں فرمایا کہ میری حضور باباجیؒ سے پہلی ملاقات ۱۹۷۳ء میں ملک فیروز خان ٹوانہ کی معرفت حج کے دنوں میں ہوئی۔ پھر ایسا تعلق قلبی استوار ہوا کہ باباجیؒ کے آخری لمحہ تک اس میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ آپ بڑے روشن ضمیر تھے ماہر نباض کی طرح اندرونی کیفیات بیان کر دیتے تھے۔ میں حاضر ہوتا تو عرض مدعا سے پہلے ہی ضرورت پوری کر دیتے۔ آپ فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہوئے۔ میرے کزن عثمان پراچہ صاحب کے مکان پر آپ رہائش پذیر تھے۔ وہ کمرے میں گئے تو ان کے بقول باباجیؒ کے اعضاء بکھرے پڑے تھے۔ گھبرا گئے۔ جب ہوش سنبھلے تو دوبارہ گئے تو دیکھا کہ صحیح سالم تشریف فرما ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔

خوشاب میں ہماری حویلی میں چوبارہ پر قیام رہا۔ جس کمرے میں رہتے تھے اس کے مغرب و مشرق دونوں طرف سیڑھیاں تھیں۔ آپ نے آتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ درخت منگوا کر گھر کی طرف سیڑھیوں کے سامنے لگوا دیئے۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا تا کہ گھر کی بے پردگی نہ ہو۔

☆ **جناب ملک قادر یار ٹوانہ صاحب.......... چک مظفر آباد**

حضور باباجیؒ کے ساتھ بیربل شریف کی تقریب میں ایک باوقار اور عمر رسیدہ معزز شخصیت کو دیکھا کرتا تھا۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ چک مظفر آباد کے رئیس اور ٹوانہ

Marfat.com

فیملی کے ایک معزز فرد ملک قادر یار ٹوانہ ہیں۔ ملک قادر یار ٹوانہ کو باباجیؒ حضور سے قدیم ترین شناسا اور دیرینہ رفیق ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ملک صاحب دل کے بائی پاس آپریشن کے بعد موسم گرما مری گزار رہے تھے۔ 17 جولائی 2005ء کو مخدومی صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کی فرمائش پر انہوں نے چند باتیں مدیر مجلّہ کو ٹیلی فون پر تحریر کروائیں۔

ملک صاحب نے فرمایا کہ حضور باباجیؒ کے وصال سے جس قدر پریشانی غم اور اداسی ہے بیان نہیں کر سکتے ان کی ذات ہمارے لیے وجہ قرار اور باعث اطمینان تھی۔ آپ بڑے مخلص اور ہمدرد تھے۔ ہر تکلیف و آرام پر پہنچتے۔ آتے جاتے اکثر مل کر جاتے۔ آپ جانوروں سے بھی بڑی محبت کرتے۔ ہمارے ہاں تشریف لاتے تو اصطبل کے گھوڑے آپ کو دیکھ کر آپ کے گرد اکھٹے ہو جاتے۔

میرا بائی پاس آپریشن ہو رہا تھا۔ مائی سیداں کو خواب میں ملے کہ میرے دوست تکلیف میں ہیں لاکھ پڑھواؤ۔

نیکی اور خدا ترسی کی تلقین فرمایا کرتے۔ نماز کی پابندی کی بڑی تاکید فرماتے۔ میری موجودگی میں ایک مولوی صاحب آئے کہ مسجد کی تعمیر کے لیے تعاون فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب نمازیں پڑھتے ہو کہنے لگے الحمد للہ ساری پڑھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا فلاں وقت کی نمازیں کیوں چھوڑ دیتے ہو۔ مولوی صاحب نے غلطی کا اعتراف کیا فرمایا نماز پڑھنی نہیں تو مسجد بنانے کا کیا فائدہ؟

حضور باباجیؒ سے ہمارے خاندان کا تعارف 1937ء سے ہے۔ ان دنوں باباجیؒ پر جذب کا عالم طاری تھا۔ مجذوبی حالت میں شاہ پور کی سڑکوں پر پھرا کرتے تھے۔ میرے ماموں ملک محمد یعقوب صاحب انہیں ملتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ خواب میں ملے کپڑے مانگے۔ یہ کپڑے سلوا کر لے گئے تو ناراض ہوئے انہوں نے عرض کی خود ہی تو مانگتے تھے

Marfat.com

اوراب ناراض ہوتے ہیں۔آپ نے کپڑے پہن لئے لیکن تھوڑی دیر بعد پھاڑ دیئے۔ کچھ عرصہ غائب رہے پھر 1947ء میں گولڑہ شریف میں ملاقات ہوئی۔حالت بدل چکی تھی۔ پھر جب خوشاب محلّہ پراچگان میں تھے۔ حاضر ہوئے تو فرمایا روٹی کھاؤ فرمایا کھائیں گے فرمایا لنگر کا درویشی کھانا ہے ہم نے کہا ہم تو اچھا اور قیمتی کھانا کھائیں گے فرمایا بیٹھ جائیں قسمت ہوگی تو مل جائے گا۔اتنی دیر میں ایک آدمی بڑی ٹرے میں کھانا لایا اور حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔دیکھا تو ہماری مرضی کا پرتکلف کھانا تھا۔

☆ حضرت خواجہ نورالزماں اویسی صاحب

سجادہ نشین چینڈپور شریف

حضور باباجیؒ عظیم عطیہ خداوندی تھے ایسی ہستی تھے جن کو بار بار ملنے کو جی چاہتا تھا۔ ہر شخص کے لئے محبت،شفقت اور عنایت کا وافر خزانہ لٹاتے۔علماء اور مشائخ کو بڑی عزت وتوقیر عطا کرتے اور ان کو بھی محبت بھرے انداز میں نصیحتوں سے نوازتے۔آنے والوں کے لئے جہاں کہیں بھی ہوتے لنگر کا شاندار اہتمام فرماتے۔ملنے والے کو بڑی حکمت اور دانائی کے ساتھ یادالٰہی عبادات اور اعمال صالحہ کا حکم دیتے۔

باباجیؒ کا شدید بیماری کے عالم میں بھی چہرہ چمکتا دمکتا رہتا۔آپ سے ملنے کے لئے دور دراز سے آنے والے احباب سکون اور راحت کی دولت لے کر جاتے۔اگر چہ میرا باباجیؒ سے بہت مختصر مدت ملاقاتوں کا سلسلہ رہا مگر الحمدللہ یہ نہ صرف پاکستان میں بلکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی رابطہ رہا۔آپ کے وصال سے چند دن قبل مکہ مکرمہ حرم پاک سے نماز فجر سے قبل فون پر بات ہوئی تو بڑے خوش ہوئے اور دعائیں عطا کیں۔ آپ اس دور میں غیر معمولی ہستی تھے۔جنہیں کبھی بھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ایسی ہستیاں نادر ہیں۔آپ سے تمام شعبہ ہائے زندگی کے افراد فیضیاب ہوتے رہے اور یہ فیض کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

Marfat.com

☆ جناب سید اختر حسین شاہ صاحب 4 چک رسالہ ضلع شیخوپورہ

4 چک رسالہ ضلع شیخوپورہ حضرت باباجی کے پیاروں کا شہر ہے۔ خصوصاً یہاں کے سادات خاندان سے تو حضور باباجی کو خصوصی تعلق قلبی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب باباجی کی ان کے ہاں آمد و رفت شروع ہوئی تو لوگ آپکو سادات کے پیر کا نام سے یاد کرتے تھے۔ اسی معزز گھرانے کی ایک صاحب علم و فضل شخصیت سید اختر حسین شاہ صاحب پر حضور باباجی کی خصوصی نظر شفقت تھی۔ ان سے جب فون پر حضور باباجی کے متعلق اپنے تاثرات بیان کرنے کی درخواست کی گئی تو ان پر رقت طاری ہوگئی۔ ہچکیوں کے دوران کہنے لگے۔

ہر آدمی کی طرح میں بھی یہ سمجھتا تھا کہ حضور مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ اس وقت ہمیں اپنے پیار کا اندازہ نہیں تھا۔ آپ کی جدائی کے بعد اب پتہ چلا کہ ہمیں بھی حضور باباجی سے بے پناہ پیار ہے۔ اب ان کے بغیر تو دنیا سونی لگتی ہے۔

کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ میں نے گاؤں میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ فرمایا کہ وقت قریب آ گیا ہے اب ٹائم نہیں رہا۔ میں پاؤں دبانے اور اصرار کرنے لگا۔ کہ ایک مرتبہ ضرور گاؤں میں تشریف لائیں۔ مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا۔ اچھا اور پھر ایک دن اچانک تشریف لے آئے۔ عصر سے عشاء تک قیام فرمایا۔ حضور نے اس مرتبہ واضح طور پر فرما دیا تھا کہ یہ سب دوستوں سے آخری ملاقات ہے۔

☆ صاحبزادہ محمد مظہر قیوم صاحب بیربل شریف

صاحبزادہ محمد مظہر قیوم صاحب سلمہ اللہ بیربل شریف کے علمی و روحانی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے ادارہ معین الاسلام بیربل شریف سے فاضل

Marfat.com

عربی کیا اور جامعہ نعیمہ لاہور سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ آپ حضرت محبوب حسین صاحب مدظلہ سجادہ نشین بیربل شریف کے بھانجے اور داماد ہیں۔ جبکہ آپ کے والدگرامی حضرت سعید احمد صاحبؒ ترجمان حقیقت حضرت خواجہ محمد عمر بیربلویؒ کے پوتے ہیں۔

1992ء میں حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ سے صاحبزادہ محمد مظہر قیوم کو شرف بیعت حاصل ہوا۔ 2001ء میں آپ کے نانا سیدی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے عرس کی آخری تقریب محفل سماع میں حضرت باباجیؒ نے اپنا جبہ اور دستار انہیں پہنا کر اجازت عطا فرمائی۔ 11 جنوری 2005 کی صبح بیربل شریف سے جوہر آباد تک صاحبزادہ صاحب کے ساتھ رفاقت اور حضور باباجیؒ کے مزار اقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ سفر کے دوران حضرت باباجیؒ کے حوالے سے آپ نے جو کچھ عطا فرمایا اس کا ملخص پیش خدمت ہے۔

چار دوستوں کے ساتھ 1984ء میں حضور باباجیؒ کی خدمت میں حاضری نصیب ہوئی۔ آپ خوشاب کے محلّہ پراچگان میں قیام فرماتے تھے۔ محفل کے بعد بنگلہ پر ملاقات ہوئی۔ آپ دوسرے لوگوں سے مصروف گفتگو تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ آپ نے کوئی خیر خیریت نہیں پوچھی۔ ادھر خیال آیا ادھر باباجیؒ نے متوجہ ہو کر فرمایا۔ اوہ ہو! آپ سے پوچھا ہی نہیں۔ میرے برادر بزرگ عمر مرتضیٰ صاحب نے بتایا کہ یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ عمر مرتضیٰ صاحب پہلے سے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ حضور باباجیؒ انہیں اکثر نصیحتیں فرماتے رہتے۔ تعارف کے بعد حضور باباجیؒ نے بڑی شفقت فرمائی۔ دعا کے لیے عرض کی تو فرمایا: تم میرے بھتیجے ہو جب گھر سے چلے تھے اس وقت سے دعا کر رہا ہوں۔ پھر چند خیالات ذہن میں آئے اور آپ نے فوراً ان کے جواب دے دیے۔

خوشاب بادشاہوں کے مزار پر سلام کے بعد دوبارہ باباجیؒ کی خدمت میں حاضری کے لیے چلے تو ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ باباجی کی خدمت میں کچھ نذرانہ پیش

Marfat.com

کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا میں تو چھوٹا ہوں باباجیؒ کو چاہیئے کہ مجھے عطا فرمائیں۔ حاضر ہوئے تو آپ نے پچاس روپے مجھے عطا کیے اور فرمایا۔ بچوں سے لینا نہیں انہیں دینا ہوتا ہے۔ باباجیؒ کی اس عطا کے بعد میری جیب سے پیسہ کبھی ختم نہیں ہوا۔ اس دنوں میں سروس کر رہا تھا۔ میری جیب میں جتنے پہلی تاریخ کو پیسے ہوتے اتنے ہی آخری تاریخ کو۔

1984ء سے 1992ء تک حاضر ہوتا رہا۔ بیعت کے لیے عرض کرتا رہا آپ فرماتے اصل تمہاری بیعت تمہارے والد کے ساتھ ہے۔ پھر بار بار کے اصرار پر بیعت سے سرفراز فرمایا۔ پڑھنے کے لیے وظائف تلقین کیے۔ آخری سالوں میں دلائل الخیرات کی کتاب عطاء فرمائی اور اسے پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

میرے والد صاحبؒ نے اپنی زندگی میں بیٹوں کی دستار بندی کرانا چاہی۔ حضور باباجیؒ تشریف لائے۔ ادارہ معین الاسلام کمرہ نمبر ایک میں میری اور بھائی عمر مرتضیٰ کی دستار بندی کرائی۔ باباجیؒ نے فرمایا (صاحبزادہ ندیم الحسن) کو چھوڑنا نہیں، ساتھ رکھنا۔ قربانی اور ایثار کرنا۔ چنانچہ یہ آپ کی دعا کا فیضان ہے کہ ہم تین مختلف مزاج کے اکٹھے رہ رہے ہیں۔

مجھے کئی دفعہ فرمایا کہ تمہارے جد امجد حضرت محمد عمرؒ جب 1956ء میں حج پر روانہ ہوئے تو آپ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے دعا کے لیے درخواست کی تو فرمایا ہم نے آپ کا ڈیرہ تھل میں لگا دیا ہے۔

☆ جناب حاجی محمد شریف خان بلوچ سابق چیئرمین بلدیہ خوشاب

شیخ سعدیؒ کا قول ہے کہ "تواضع زگردن فرازاں نکوست" یعنی صاحب اقبال اور بلند مرتبہ لوگوں کو تواضع سجتی ہے۔ اس قول کی عملی تعبیر اس وقت سامنے آئی جب میں نے حضور باباجیؒ کے ہاں سابق چیئرمین بلدیہ خوشاب اور موجودہ ناظم سٹی جناب محمد شریف خاں بلوچ کو آتے جاتے دیکھا۔ حضور باباجیؒ ان پر بہت شفقت فرماتے۔ ان

Marfat.com

کا خلوص، سادگی، منکسر مزاجی اور لہجے کی مٹھاس اس مرد خدا کے دل کو بھا گئی تھی۔

میں حضور باباجیؒ کا حکم بجالانا اپنے لیے باعث فخر سمجھتا تھا۔ چنانچہ شاہ معروفؒ کے مزار مبارک تک سڑک کی تعمیر حضور کے حکم اور روحانی توجہ سے بہت قلیل عرصہ میں مکمل ہوئی۔ نیز آپ خلق خدا کی دلجوئی غمگساری اور حاجت براری کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اس سلسلے میں آپ کے حکم کے مطابق اپنی بساط بھر خدمت سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ حضور باباجیؒ کی سراسر کرم نوازی تھی۔ کہ مجھ پر شفقت رکھتے۔ آپ کے وصال سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوگیا ہے۔ جو شاید صدیوں تک پر نہ ہو سکے گا۔

☆ جناب ڈاکٹر غلام حسین فیضی سرگودھا

میری بیعت تو حضرت سخی لعل حسین شیرازیؒ بھرتھ شریف سے ہے لیکن ان کی کرم نوازی سے باباجی حضورؒ سے عقیدت ومحبت پیدا ہوگئی۔ پہلی دفعہ 1990ء میں حاجی ممتاز صاحب کے مکان پر ملاقات ہوئی۔ ذہن میں تھا کہ فلاں جگہ میری شادی ہو جائے۔ حضور باباجیؒ نے ملتے ہی فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب جہاں ارادہ ہے وہاں شادی نہیں ہوگی۔ ہم نے آپ کی شادی ایک لیڈی ڈاکٹر سے کردی ہے اور 1995ء میں ایک لیڈی ڈاکٹر سے ہی ہوئی۔ حاضر ہوا مسکرا کر فرمانے لگے۔ ڈاکٹر سنا! لیڈی ڈاکٹر آ گئی ہے نا۔

ایک دفعہ فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب' رزق اللہ نے دینا ہے۔ آپ اپنے مریضوں کی شفا کے لئے نماز تہجد پڑھا کریں۔ نسخہ میں بتاتا ہوں نماز قضا نہ ہوگی۔ الحمد للہ میں دن میں آپریشن کرتا ہوں اور رات کے پچھلے پہر اللہ تعالیٰ کے حضور مریض کے لئے دعا کرتا ہوں میں اپنے گھر قائد آباد جاتے یا آتے ہر جمعہ کو باقاعدگی سے حاضر خدمت ہوتا تھا۔ ایک دن حاضر ہوا تو دریائے رحمت جوش پر تھا۔ فرمایا آؤ ڈاکٹر میرے سینے سے لگ جاؤ پھر حکیم صاحب سے فرمانے لگے کہ لکھو۔

Marfat.com

تیرے فیض دی فیضیہ حد مک گئی
بڑی کشش ہے تیری ادا دے وچ
وگی والاں نوں تینیں سکون دتا
رب رکھی اے شفاء نگاہ دے وچ
ہور وی فیض کمال دی دھم ہوئی
رہی ہے رضا اسدی رضا دے وچ
اللہ والے دی دید تینیں تار دتا
آئی اوکھ نہ کن تیری راہ دے وچ

پروفیسر صاحب آپ نے تاثرات پوچھے ہیں۔ مجھ میں سکت نہیں کہ آپ کے وصال کے متعلق کچھ عرض کرسکوں۔ بس وہی حالت ہے جو مدینہ پاک میں جدائی کے وقت ہوتی ہے۔ مزار اقدس پر حاضری باقاعدگی سے دیتا ہوں۔ ایسے لگتا ہے جیسے باباجی سامنے بیٹھے ہیں۔

☆ سردار حاجی اصغر حیات میکن

اکابر صوفیاء کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بات جو تمام کے ہاں مشترک نظر آتی ہے وہ ہے ان کا ''فقر غیور'' وہ غنی النفس کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں دنیاوی غناء کی طرف انکی آنکھ تک نہیں اٹھتی۔ وہ بوریا نشینی کو امراء اور شاہان وقت کے قالینوں اور سنجاب وسمور کے بستروں پر ترجیح دیتے۔ نانِ جویں انہیں شاہی دسترخوانوں پر سجے مرغ و ماہی کے کھانوں سے زیادہ عزیز اور لذیذ ہوتی تھی۔ وہ اگر کسی امیر سے پیار اور میل ملاقات بھی رکھتے تو ان کی دولت یا جاہ منصب کی وجہ سے نہیں بلکہ انکی نظر ان کے دلوں پر ہوتی جس میں محبت الٰہی اور تواضع کی روشنی دکھائی دیتی تھی۔ تاہم در شاہ پر کھڑے ہونا

Marfat.com

ان کے لیے بت کدے میں جانے سے زیادہ مکروہ ہوتا تھا کہ ان کے مشائخ نے انہیں یہ بتا رکھا تھا کہ

بئس الفقیر علی باب الامیر

وہ درویش برا ہے جو امیر کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے۔

لیکن دوسری طرف امراء، اغنیاء اور شاہان وقت میں بھی چند لوگ ہمیشہ ایسے رکھتے ہیں جو اہل فقر کے در پہ جبیں رسائی کو باعث فخر اور ان کے لنگر کے سوکھے ٹکڑے اپنے لیے خوانِ نعمت سے زیادہ لذیذ سمجھتے تھے۔ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا۔

نعم الامیر علی باب الفقیر

لائق تحسین ہے وہ امیر جو کسی خدامست فقیر کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے۔

کوٹ پہلوان سرگودھا کے معروف زمیندار خاندان سے تعلق رکھنے والے سردار حاجی اصغر حیات خان میکن بھی ایسے لائق تحسین لوگوں میں شامل ہیں۔ بیربل شریف آنے والے زائرین اس وقت بڑے حیران ہوتے ہیں جب وہ عیش ونشاط اور ناز ونعم میں پلے اور ایچی سن کالج سے گریجوایشن کرنے والے اس ساٹھ سالہ جواں دل شخص کو دیکھتے ہیں کہ کبھی وہ چٹائی پر درویشوں کے ساتھ گھل مل کر بیٹھا لنگر تناول کر رہا ہے کبھی تقریبات میں آستینیں چڑھائے لنگر تقسیم کرا رہا ہے کبھی بیمار طلباء کو اپنی گاڑی میں ہسپتال پہنچا رہا ہے اور کبھی آستانے کی کوئی اور خدمت انجام دے رہا ہے۔ کسی نے اس فقیر منش، تواضع کے پیکر ایک بڑے زمیندار کو اپنے لیے مجلس میں کوئی نمایاں جگہ تلاش کرتے نہیں دیکھا۔

ادارہ معین الاسلام میں اس وقت 750 سے زائد طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حاجی صاحب ادارہ کی ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں حتی المقدور تعاون کرتے رہتے ہیں ایندھن کے لیے لکڑی، بچوں کی چائے کے لیے دودھ اور دیگر ضروریات مہیا کرنے

Marfat.com

میں کمربستہ رہتے ہیں۔

اکثر عصر سے رات گئے تک ادارہ معین الاسلام میں قیام اور ادارہ کے معاملات میں دلچسپی اور معاونت آپ کا معمول ہے۔ حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ صاحب سردار صاحب کی ان مومنانہ اور درویشانہ اداؤں پر بہت خوش ہوتے۔ حضرت باباجی کی تحریک پر سردار صاحب نے ادارہ معین الاسلام کے نئے تعلیمی مرکز کے لیے شاہ پور تھاوریاں روڈ پر کوٹ پہلوان کے قریب 38 کنال پر مشتمل قیمتی زمین وقف کر دی۔ 2004ء میں 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس لے کر بیربل شریف جاتے ہوئے حضور باباجی یہاں ٹھہرے اور اس مقام پر ایک عظیم الشان اور خوبصورت مسجد اور ایک بہت بڑی درسگاہ کا اعلان فرمایا اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ اس موقعہ پر باباجی کے معزز دوستوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔

ایک دفعہ راقم حضرت صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کی معیت میں سردار صاحب کے ساتھ حضور باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سردار صاحب کی خدمات دینیہ کو بہت سراہا اور فی البدیہہ پنجابی زبان میں ایک قطعہ سردار صاحب کی نذر فرمایا۔ یہ قطعہ حاجی صاحب کے لئے متاع عزیز سے کم نہیں۔

کیتی وقف زمین خدا دی ، رب کیڈا رنگ چڑھایا ہو
مال جان سو وقف جاکیتا ، قلندر بن کر آیا ہو
دودھ گھیو سب درس نوں دیندا ، بالن بھی سوایا ہو
اصغر حیات ہے نام اس دا ، اصغر مکین بھی سدایا ہو

☆ ایک درویش صفت خاتون کی باتیں

حضور باباجی کے متوسلین اور زائرین میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو باجی سیداں صاحبہ کے نام اور خدمت سے آگاہ نہ ہو۔ بندیال شریف کے زمیندار گھرانے کی سادہ اور دیسی

Marfat.com

لباس میں ملبوس یہ درویش صفت خاتون ہمہ وقت باباجیؒ کی خدمت اورزائرین کی مہمان نوازی میں مصروف نظر آتی ہے۔ ان کی نگرانی میں لنگر کا سارانظام اس خوش اسلوبی اورسلیقہ مندی سے چلتا رہا ہے کہ کئی مرتبہ بے وقت آنے والے مہمان تازہ اوروافر کھانا دیکھ کر دنگ رہ جاتے۔ باباجیؒ سے ان کی محبت اورعقیدت کا منظر راقم نے فیصل آباد ہسپتال میں دیکھا جہاں باباجیؒ زیر علاج تھے۔ باجی سیداں اس طرح زاروقطار رورہی تھیں کہ کوئی سگی بیٹی بھی شاید والدین کے بیمار ہونے پر اتنا نہ روئی ہوگی۔ محترمہ ڈاکٹر گلشن ناصر کی موجودگی میں اس نیک دل خاتون سے جو باتیں ہوئیں نذر قارئین ہیں۔

...... جب باباجیؒ یہاں جوہرآباد مقیم ہوئے تو میں اپنے والد محمد خان بھچر کے ساتھ حاضر خدمت ہوئی۔ دیکھا کہ آپ ایک چارپائی پر اکیلے بیٹھے تھے۔ یہ دیکھ کر ہم گھر چلے گئے صبح ٹرالی میں سامان رکھا اور یہاں آ گئے۔ مظفر خان موہلے والے بھی آ گئے لیکن وہ آتے جاتے رہے۔ میرے والد صاحب نے پلاٹ لے لیا۔ باباجیؒ نے فرمایا تم اپنے نام کروالو۔ ہم نے انکار کردیا اور باباجیؒ کے نام کرایا۔

...... جب آپ کے ساتھ رہنے لگے تو فرمایا تین شرطیں ہیں۔

ا۔ کسی کی شکایت نہ کرنا۔

۲۔ سفارش نہ کرنا۔ تمہیں کیا پتہ وہ کیسے ہوں شاید مجرم ہوں۔

۳۔ کسی آنے والے قبیلہ اوراقرباء کے بارے میں نہ پوچھنا بس مہمانوں کی خدمت کرنا ہے اورکھانا کھلانا ہے یہ کرتی رہوگی تو توڑ چڑھ جاؤ گی۔

...... ایک دفعہ میں والد صاحب کے ساتھ بندیال جانے لگی۔ باباجیؒ کی خدمت میں تین سو روپے پیش کئے۔ باباجیؒ نے اپنی واسکٹ منگوائی۔ تہہ کرکے مجھے دی اورفرمایا اندر لے جاؤ۔ دیکھا تو ایک جیب کے اندر ہزاروں اوردوسری جیب کے اندر سوسو کے نوٹ بھرے تھے۔ میں نے عرض کیا باباجیؒ آپ مجھے کیا دکھا رہے ہیں، مجھے یقین ہے۔

Marfat.com

اس سے پہلے کی بات ہے ایک دفعہ رات کے وقت چائے پتی ختم ہوئی۔ ہمیں سے ادھار لی اور بابا جی سے پیسے نہیں مانگے کہ شاید ان کے پاس پیسے نہ ہوں۔ صبح بابا یا پانچ لاکھ روپے دیئے فرمایا کہ سنبھال لو۔

رحمت علی کی پیدائش بڑی گیارھویں شریف کے موقع پر ہوئی۔ دو سال بعد بابا جی نے فرمایا بچے کو یہاں لے آؤ۔ میں نے دل میں سوچا اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر یہاں آئی ہوں۔ یہاں بھی بچوں کو سنبھالنے کا مسئلہ بن گیا۔ بابا جیؒ میرے دل کی کیفیت بھانپ کر فرمایا ''بغداد شریف سے حکم ہوا ہے بچہ لے آؤ''۔

ایک دفعہ رحمت علی چھت سے گر پڑا۔ میرے سامنے گرا تھا۔ میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے گئی۔ انہوں نے کہا اسے کچھ نہیں ہوا بابا جیؒ عمرہ پر گئے ہوئے تھے۔ فون آ گیا کہ بتاؤ رحمت علی کا کیا بنا۔ میں نے عرض کی وہی بنا جو آپ کو معلوم ہے۔

ایک دفعہ بابا جیؒ کی طبیعت خراب تھی۔ رات بارہ بجے اٹھ کر نفل شروع کر دیئے۔ پھر پانی رکھوایا۔ غسل کیا احرام کی چادریں منگوائیں، احرام باندھا۔ محمد خان کھچر بندیال اور محمد خان موہلے والوں کو ساتھ لے گئے۔ بتا کر نہیں گئے کہ کہاں جا رہے ہیں۔ ہم پریشان تھے ادھر ادھر فون کیے لیکن کچھ پتا نہ چلا۔ آپ تو شاہ والا شریف میں حضرت فقیر سلطان علیؒ کے مزار پر چلے گئے تھے۔ سات بجے واپس آئے ہشاش بشاش تھے۔

☆ جناب ملک منیر احمد صاحب بندیال

حضور بابا جیؒ نے ہمارے ہاں بندیال شریف میں کافی عرصہ قیام رکھا۔ سب سے پہلے آپ نے ہمارے گھر میں ہی قدم مبارک رکھا تھا۔ وہ گھر کے ایک فرد کی طرح رہتے تھے۔ والد گرامی ملک محمد امیر صاحب سے بہت پیار تھا ان کے بغیر کھانا نہ کھاتے۔ آپ نے ہمیں اتنا پیار دیا کہ کبھی بھلا نہیں سکتے۔ حضور بابا جیؒ کے وصال سے ہم ایک مشفق اور عظیم ہستی سے محروم ہو گئے۔

Marfat.com

☆ جناب حاجی ملک مظفر خاں صاحب اوکھلی موہلہ

میرے والد صاحب کے حضور باباجیؒ کے ساتھ دیرینہ مراسم تھے۔ باباجیؒ ان سے بہت محبت فرماتے۔ میں نے حضور باباجی کے ساتھ ایک عمرہ بھی کیا۔ بھائی اور گھر والوں نے بھی باباجی کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ میرے والد صاحب اور باباجی کئی مرتبہ اکٹھے گولڑہ شریف گئے۔

حضور باباجیؒ کی ہم پر بڑی نوازشات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات اعلیٰ سے اعلیٰ فرمائے۔ آمین

☆ جناب ملک محمد اشرف کوہلر شاہ والہ

جناب ملک محمد اشرف کوہلر صاحب ٹرانسپورٹر ہیں۔ دنیا میں مگن تھے کہ باباجیؒ سے محبت ہوگئی بیعت سے سرفراز ہوئے تو زندگی میں انقلاب آ گیا۔ حضور باباجیؒ اکثر انہیں اپنے ساتھ تقریبات میں لے جاتے۔ چنانچہ نماز، روزہ اور دیگر امور شریعت کی پابندی ہوگئی۔ حضور باباجیؒ ان پر بہت شفقت کی نگاہ فرمایا کرتے۔ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر بیربل شریف میں باباجی نے فرمایا کہ ان کی دستار بندی کی جائے۔ پگڑی دستیاب نہ ہوسکی تو صاحبزادہ محبوب حسین نے اپنی دستار پیش کردی۔ باباجی نے دستار پہنائی اور فرمایا تمہیں دو فیض ملیں گے۔ ہمارا بھی اور بیربل شریف کا بھی۔

ملک محمد اشرف کوہلر سے باباجیؒ کے قل شریف کی تقریب پر ملاقات ہوئی۔ حضرت باباجیؒ کے وصال پر بہت غمزدہ تھے۔ باباجی کی یادیں تازہ کرتے رہے۔ جنہیں کسی اور اشاعت میں شامل کیا جائے گا۔ فرمانے لگے کہ حضور باباجیؒ رحمتہ اللہ کی محبتیں اور کرم نوازیاں میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے روشنی کا پیغام تھا۔ وہ روشنی بجھی نہیں، اب بھی اس کی فیض رساں کرنیں اہل محبت کے دلوں کو منور کررہی ہیں۔

Marfat.com

☆ جناب اقبال احمد جنجوعہ   کروٹ ضلع خوشاب

1997ء میں جوہر آباد وارد ہوا۔ اپنی عادت اور ذوق کے مطابق جمعہ کے لیے مختلف مساجد میں جاتا رہا۔ لیکن تسلی اعوان ٹاؤن میں باباجیؒ کی مسجد میں ہوئی۔ پھر تو آپ کی خدمت میں بار بار حاضری ہوتی رہی۔ ایک دن آٹوگراف بک ساتھ لے گیا کہ آپ کی تحریر محفوظ کرلوں گا۔ گذارش کی تو فرمایا مجھے مدت ہوگئی میں نے لکھنا چھوڑ رکھا ہے۔ میں سراپا التجا بن گیا کہ حضور آپ کی نصیحت میرے پاس یادگار رہے گی اور اس سے رہنمائی حاصل ہوتی رہے گی۔ آپ نے متبسم ہو کر حکیم محمد صادق صاحب کو بلایا اور یہ تحریر لکھوائی۔

''ایہہ ساری دنیا فانی، ایہہ چار دن دا میلا چوتھا حصہ رہ گیا باقی مک گیا اس واسطے انسان اپنی قبرنوں یاد کرے، پھر ایہہ دنیا اسنوں پیاری نئیں اگر ایہہ اپنی اصلیت نوں یاد کرے کہ ایہہ فانی ہے۔''

اس عبارت کو اگر بغور دیکھیں اور سمجھیں تو مادہ پرستوں اور ہم جیسے ناکاروں کی زندگی بدل دے گا۔

☆ جناب ڈاکٹر اعجاز احمد چوہدری……… جناح ہسپتال لاہور

وزیر آباد سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر اعجاز احمد چوہدری اور ان کی اہلیہ ان خوش قسمت لوگوں میں شامل ہیں جن پر حضور باباجیؒ بڑی شفقت فرماتے۔ یہ جب بھی حاضر ہوتے باباجیؒ ان دونوں سے نعت ضرور سنتے۔ چپلاں شریف ضلع میانوالی سروس کے سلسلے میں قیام رہا تو ڈاکٹر صاحب جوہر آباد سے گزرتے ہوئے حضور باباجیؒ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتے ڈھیر ساری باتیں اور واقعات ان کی یادوں کے خزانے میں موجود ہیں۔ چنانچہ اس خزانے کا دروازہ کھلوانے کے لیے 18 جولائی 2005ء کو بیدیاں روڈ پر ڈاکٹر صاحب کی کوٹھی پر حاضر ہوا اس ملاقات میں حضرت صاحبزادہ محبوب حسین صاحب

Marfat.com

اور ڈاکٹر قاضی عبدالرؤف صاحب بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب کی چند باتیں اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں۔

فرمایا دوبئی میں رہنے والے ایک دوست محمد اکرم صاحب کے ذریعے باباجیؒ سے تعارف ہوا۔ ایک ہفتہ بعد جوہرآباد خدمت میں حاضر ہوا۔ تو دیکھتے ہی فرمایا۔ واہ بھئی ایک ہفتہ سے انتظار کر رہا ہوں اور پھر اتنا پیار دیا کہ دوبارہ حاضر ہونے پر مجبور ہو گئے۔

میری اہلیہ کو بیٹی بنا رکھا تھا اس پر بڑی شفقت فرماتے اکثر تحفہ تحائف عطا فرماتے۔ ہم دونوں کو فرماتے کہ مل کر نعت سناؤ۔ خادمائیں ہمارے آنے کی منتظر رہتی۔ جو بات باباجیؒ سے نہ منوا سکتی میری اہلیہ سے کہلوا دیتی اور باباجیؒ نے کبھی بات ٹالی نہیں۔ ایک دفعہ اہلیہ گیارھویں شریف کی تقریب میں خواتین کے مجمع میں بیٹھی تھیں۔ باباجیؒ تشریف لائے اور قریب سے گزر گئے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ دیکھیں آج باباجیؒ رش میں بھی یاد رکھتے ہیں یا نہیں اتنے میں باباجیؒ نے بلایا اور فرمایا بیٹا آزمایا نہیں کرتے۔

ایک دفعہ خیال آیا کہ باہر کھانا اور ہے اور اندر کھانا اور ہے۔ عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مخاطب کر کے فرمایا: عام لوگوں سے عام سلوک اور خاص لوگوں سے سلوک یہ تو انبیاء کا طریقہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض کے لیے تو اپنی چادر بھی بچھا دیتے تھے اور یہ ہر ایک کے لیے تو نہیں ہوتا۔

فرمایا: وضو کر کے آپریشن کیا کرو اس کے بعد جتنے آپریشن کئے باوضو کیے کبھی مشکل پیش نہیں آئی۔

میں نے باباجیؒ سے پپلاں شریف کے حضرت خواجہ مظہر قیوم صاحبؒ کا ذکر کیا تو فرمایا کہاں کے خلیفہ ہیں۔ دریا شریف کا ذکر کیا تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا انہیں ضرور ملواؤ۔ چنانچہ جب حضرت مظہر قیوم صاحبؒ باباجی سے ملنے آئے تو باباجیؒ دور سے دیکھتے ہی فرمانے لگے سبحان اللہ یہ تو باباجی حضرت عبدالغفورؒ آ گئے۔ فرمایا یہ تو ہو بہو ان کی

Marfat.com

کاپی ہیں۔ اس ملاقات پر باباجیؒ بڑے خوش تھے پھر ان سے فرمایا لو آپ کی ایک ڈیوٹی لگ گئی میرا جنازہ آپ نے پڑھانا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کی کچھ دیر ملاقات خلوت میں بھی ہوئی۔ پھر اگلی ایک ملاقات میں ان کے صاحبزادے بھی ساتھ تھے۔ انہیں فرمایا کہ میرا غسل بھی تمہارے ذمہ ہے۔۔۔

☆ شیخ محمد عابد فیروز ایڈووکیٹ، ننکانہ صاحب

ہمارے آباؤ اجداد کا تعلق شرقپور شریف سے ہے۔ قیام پاکستان سے پہلے میرے دادا جان حکیم نورالدین ننکانہ صاحب چلے گئے۔ نقل مکانی کرتے وقت میری دادی صاحبہ حضرت اعلیٰ شرقپوری کی خدمت میں حاضر ہوئیں آپ نے خیر و برکت کی دعا دی۔ میرے والد صاحب شیخ فیروز الدین احمد ایڈووکیٹ کو حضرت اعلیٰ شرقپوریؒ سے محبت ورثے میں ملی۔ والد صاحب اکثر شرقپور شریف اور گردونواح کے ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں جنہوں نے حضرت شرقپوریؒ کی زیارت کی ہو۔

مئی 2004ء میں ایک شخص محمد حسن سے لاہور میں ملاقات ہوئی۔ ان کے ذریعے حضرت باباجیؒ کا تعارف ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت میاں صاحبؒ کے ایک مرید جوہر آباد میں مقیم ہیں ان کا نام سید طاہر حسینؒ ہے۔ سو سال سے زائد عمر ہے۔ بڑے نورانی صورت و سیرت کے بزرگ ہیں۔ وہ روحانیت کی اعلیٰ منازل پر فائز ہیں۔ یہ سنتے ہی باباجیؒ کی ملاقات کا شوق پیدا ہو گیا۔ ایک دن ننکانہ صاحب کچہری میں رفاقت علی انجم سے باباجیؒ کا ذکر ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ ان پر ایک کتاب چھپ چکی ہے۔ میری درخواست پر وہ اسی دن اس کی فوٹو کاپی لے آئے۔ یہ کتاب شیخ دوست محمد نیشنل ہاؤس لاہور نے چھپوائی تھی۔ باباجیؒ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے حضرت باباجیؒ سے فون ملایا لیکن رابطہ نہ ہو سکا۔

والد صاحب کے دوست اور ننکانہ صاحب کے مشہور صحافی، قلم کار اور سیاستدان

Marfat.com

چوہدری برکت علی غیور بھی حضرت باباجیؒ سے ملنے کے متمنی تھے۔انہوں نے کہا اب گرمی ہے اکتوبر میں حاضری دیں گے۔لیکن باباجیؒ کی شدید علالت کی خبر ملتے ہی میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ برکت علی غیور، رفاقت علی انجم،محمد طارق اور بندہ پر مشتمل اہل محبت کا یہ قافلہ والد صاحب کی سربراہی میں 4 اگست 2004ء جوہرآباد شریف کی طرف روانہ ہوگیا۔ جوہرآباد پہنچ کر ایک ولی کامل کی زیارت سے پہلے سب نے وضو کیا۔محترم حاجی ثناءاللہ صاحب نے اطلاع دی تو آپ نے ہمیں شرف ملاقات بخشا آپ بستر پر محو استراحت تھے۔سب سے ہاتھ ملایا۔فالج کی وجہ سے آپ کے الفاظ بڑی توجہ کے بعد سمجھ آتے تھے۔

والد صاحب نے شرقپور شریف سے اپنے آبائی تعلق خاندانی چپقلش،نقل مکانی اور حضرت میاں صاحبؒ کی دعا کا ذکر کیا اور بتایا کہ میری والدہ کو حضرت میاں غلام احمدؒ اور حضرت میاں جمیل احمد صاحب پھوپھی کہا کرتے تھے۔اعلیٰ حضرت کے خاندان نے ہمیں بہت شفقت دی۔ والد صاحب سے اپنے پیرخانے کی باتیں سن کر حضرت باباجیؒ بڑے خوش ہوئے اور خود بھی بڑی وارفتگی کے عالم میں واقعات سنانے لگے پھر اچانک آپ بڑے جوش میں آ گئے۔میری طرف دیکھ کر فرمایا! مجھے اٹھاؤ۔پھر آپ نے سہارے پر بیٹھ کر بہت سارے واقعات سنائے۔ہم نے آپ کی علالت کے پیش نظر اجازت چاہی تو فرمایا مجھے تو مزہ آ رہا ہے میرے پیرخانے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ہم نے عرض کیا کہ حضور آپ کی ناسازی طبع کی وجہ سے اجازت مانگ رہے ہیں، ورنہ دل تو ہمارا ابھی جانے کو نہیں چاہتا۔اس کے باوجود باباجیؒ نے کھانا کھلائے بغیر اجازت نہ دی اور کھانا اس شفقت سے کھلایا کہ آپ کی مہمان نوازی کا اعلیٰ نقشہ ہمارے دلوں پر رقم ہوگیا۔آپ کی اجازت سے ہم نے کچھ تصاویر بھی بنائیں۔باتوں کے دوران اچانک باباجیؒ نے میری طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا۔یاحی یاقیوم پڑھا کرو اور گیارھویں شریف پر جوہرآباد

Marfat.com

حاضری دیا کرو۔ کچھ دیر بعد حاجی ثناء اللہ صاحب سے کچھ کتابیں اور اخبارات منگوائے جن میں آپ کے حالات، خدشات اور اشعار درج تھے ہمیں عطا فرمائیں۔ حضرت علامہ محمد اسماعیل الحسنی کی یہ نظم۔

اوں سید طاہر کے مقدر کی بلائیں
کھائی ہیں سدا شہ پیمبر کی ہوائیں

ہم سے سنی اور پھر دعا فرما کر ہمیں جانے کی اجازت دے دی ہم نے دیکھا کہ ہمیں رخصت کرتے وقت حضور باباجیؒ کے چہرے پر اداسی تھی۔

چند دنوں بعد آپ کے وصال کی خبر ملی تو چوہدری برکت علی غیور (مرحوم) نے کہا عابد شاباش۔ یہ تمہاری ہمت تھی کہ ہم کو اپنے شوق سے حضور باباجیؒ کی زیارت کروالائے ورنہ ہم تو اکتوبر میں جانے کا سوچ رہے تھے۔

میرے لیے یہ بڑی سعادت اور خوش بختی ہے کہ سوموار 12 مارچ 2006ء کی رات سحری تک مندرجہ بالا مضمون تحریر کر کے سو گیا۔ تو صبح کے وقت فخر سادات حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ نے خواب میں شرف زیارت عطا فرمایا۔ پھر فرمایا تو تمہیں پڑھا ہی دیتے ہیں۔ آپ نے سورۃ فاتحہ اول سے آخر تک پڑھاتے گئے اور میں ساتھ ساتھ پڑھتا گیا۔ آخری آیت پر میری آنکھ کھل گئی۔

☆ جناب مولانا محمد نصر اللہ صاحب خادم خاص حضور باباجیؒ

حضور قبلہ باباجی سرکار کی ہستی دنیا میں اللہ جل شانہ کا خاص انعام تھا۔ مجھے 1987ء سے مستقل طور پر حضور کی خدمت بابرکت میں رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ جو کچھ آپ کی شان اور آپ کے فضائل و کمالات اپنی آنکھوں سے دیکھے اس مختصر تحریر میں آپ کا مقام اس سے بھی بہت بلند تھا۔ آپ کے حقیقی مرتبے کو کوئی نہ جان سکا خود فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اس دنیا وچ کون اساڈا سانوں کون سیہانن والا
کہڑا ساڈی بولی سمجھے سانوں کون پچھانن والا
ویکھن نوں سب جانن والے پر کوئی نہ جانن والا
طاہرؔ ایسا یار نہ ملیا جہڑا دل دے جانن والا

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ کچھ حاصل کرلو پھر تلاش کروگے لیکن ہم نظر نہ آئیں گے اور یہ اشعار بار بار پڑھا کرتے۔

کئی واری مرمر کے ڈھٹا سو وار بچے طوفانوں
کوئی نہ سمجھیا دکھڑے دل دے نہ پچھیا کسے زبانوں
اودوں پیار کرے گی دنیا جدوں ٹر گئے اس جہانوں
طاہرؔ شاہ فیر واپس نہیں آوناں جیہڑا نکلیا تیر کمانوں

اگرچہ یہ حسرت ہے کہ ہم وہ کچھ نہ پاسکے جو باباجیؒ ہمیں دینا چاہتے تھے لیکن اس بات کی خوشی ہے کہ ایسی باکمال ہستی کی صحبت ہمیں میسر رہی۔

☆ ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ...... جھاوریاں (سرگودھا)

مجھے بچپن سے اہل اللہ کی زیارت کا شوق رہا ہے۔ میری نسبت سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ اور حضرت خواجہ محمد عمر بیر بلویؒ کے خلیفہ حضرت حاجی فضل احمد رحمۃ اللہ علیہ مدیر ماہنامہ سلسبیل لاہور سے ہے۔ باباجیؒ حضور بھی سلسلہ نقشبند کے نادر موتی تھے۔ ریاض شاہد صاحب سے آپ کے متعلق سنا تو ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ سخت سردی اور دھند کے دن موٹر سائیکل پر خواجہ مشتاق احمد کے ساتھ زیارت کے لیے روانہ ہوگیا۔ اعوان ٹاؤن جوہر آباد میں داخل ہوتے ہی سامنے سے آتی ایک گاڑی میں ایک نورانی چہرہ نظر آیا۔ دل نے گواہی دی کہ یہ وہی ہیں جن کی تڑپ مجھے اتنی سردی میں کھینچ لائی ہے۔ میں نے اشارے سے گاڑی روکی۔ دست بوسی کی اور بتایا کہ جھاوریاں سے آرہا ہوں۔ آپ نے

Marfat.com

ڈرائیور کو فوراً گاڑی واپس آستانہ لے جانے کا فرمایا۔ وہاں حضور نے مجھے اپنے ساتھ رضائی میں بٹھالیا گرم چائے اور مٹھائی منگوائی اور بڑی محبت اور شفقت بھری باتیں فرمائیں۔ میں آپ کے اخلاق عالیہ سے بے حد متاثر ہوا پھر تو آنا جانا شروع ہو گیا۔ پیر بل شریف میں پروفیسر محبوب حسین صاحب کے ہاں تمام محفلوں اور عرسوں میں بابا جی تشریف لاتے۔ پیر بل شریف ایک نورانی شہر کو آپ کا آنا چار چاند لگا دیتا ہے۔

ایک دفعہ حاضر ہوا تو فرمایا بخاروں کے لیے یہ نسخہ تیر بہدف ہے اسے ضرور بنائیں نسخہ یہ ہے۔ **ھوالشافی** (گل بنفشہ، گل نیلوفر، اجوائن خراسانی) ہم وزن پیس کر سفوف بنالیں۔ چنانچہ میں نے ہر قسم کے بخاروں میں اسے مجرب پایا۔

حضرت بابا جیؒ نے شفقت فرماتے ہوئے بعض وظائف بھی عطا فرمائے۔ آپ کے وصال کی خبر سنی تو گویا بجلی گری۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ کی آخری زیارت اور جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

☆ حاجی مہر محمد ممتاز صاحب سرگودھا

حاجی مہر محمد ممتاز صاحب پر حضور بابا جیؒ کی بڑی نگاہ کرم تھی۔ انہوں نے حضور بابا جی کے ساتھ بے شمار سفر کئے۔ حضور بابا جی نے انہیں تین مرتبہ دستار بندھائی۔ حاجی صاحب نے اپنے ایک مکتوب کے ذریعے ان تاثرات کا اظہار فرمایا۔

حضور بابا جیؒ سے پہلی ملاقات 1975ء میں سول ہسپتال سرگودھا میں ہوئی جہاں آپ زیر علاج تھے۔ 1977ء میں خوشاب میں دوبارہ ملاقات ہوئی۔ کچھ کاروباری پریشانیاں تھیں۔ آپ نے مجھے حوصلہ دیا اور فرمایا کاروبار اور تجارت تیری منزل نہیں۔ آپ کے اس فرمان سے ہی کاروبار میں دلچسپی نہ رہی۔ ہر وقت آپ کی زیارت کا خیال ذہن پر سوار رہتا۔ وقت بے وقت گاڑی نکالتا۔ اور زیارت کر کے چین حاصل کرتا۔

ایک دفعہ پوچھا حضور آپ بسم اللہ پڑھتے جاتے ہیں اور نوٹ جیبوں سے نکال

Marfat.com

نکال کر تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں بھی کچھ اس بارے بتائیں۔ فرمایا انشاء اللہ بتاؤں گا۔ ایک دن خود ہی فرمانے لگے۔ میں گولڑہ شریف مجلس میں بیٹھا تھا۔ حضرت بابو جی سرکار قوالوں کو روپیہ دینے اٹھتے۔ میں بھی آپ کے پیچھے روپیہ قوالوں کے کو دینے کے لئے جاتا۔

غرضیکہ میری جیب میں ایک روپیہ باقی رہ گیا۔ اب حضور بابو جی سرکار اٹھے تو میں بھی آخری روپیہ دے کر بیٹھ گیا۔ حضرت باؤ جی میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور میں نے سر جھکا لیا۔ فوراً ہی حضرت باؤ جی پھر اٹھے۔ میں نے بھی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ میری ساری جیبیں نوٹوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اس دن سے آج تک جیبیں بھری رہتی ہیں۔

آپ کے ارشادات عالیہ

ستمبر 2001ء میں گیارہویں کے موقعہ پر ارشاد فرمایا۔ دین و دنیا کے مسائل کا حل نبی کریم ﷺ کی محبت اور اطاعت میں مضمر ہے۔ رحمت کے دروازے حضور کی امت کے ہر فرد کے لئے ہر وقت کھلے ہیں۔ خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ یہ وقت سستی اور کاہلی کا نہیں۔ اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو اور گھروں میں بھی ذکر خدا کی محفلیں قائم کیا کرو۔ تم جب دنیاوی غلامی کی زنجیر توڑ دو گے اور روحانی قلادہ گلے میں سجالو گے تو اللہ کریم وانتم الاعلون کا تاج تمہارے سر کی زینت بنا دے گا اور آپ لوگ آسمان دنیا پر مہر و ماہ کی طرح چمکو گے۔ وقت کے فرعونوں کو منانے کے لئے اپنی سطح سے نیچے مت گرو۔ جنہوں نے عارضی اقتدار کی چوکھٹ پر فریادیں کیں۔ اور وقت کے فرعونوں کو منانے کے لئے اپنی سطح سے نیچے اترے۔ انہیں نامرادیوں اور ٹھوکروں کے سوا کچھ نہ ملا۔

☆ شیخ دوست محمدؒ اور ان کے فرزندان گرامی...... نیشنل ہاؤس لاہور

حضور باباجیؒ کے عرس مبارک پر مئی کی آگ برساتی گرمی میں حاضرین محفل

Marfat.com

کے لئے ٹھنڈے اور میٹھے مشروب کا اہتمام کرنے والے شیخ صاحبان حضور باباجیؒ کے مخلص عقیدت مند جناب شیخ دوست محمد مرحوم اور ان کے صاحبزادگان کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

جناب شیخ دوست محمد صاحب اہل اللہ سے بڑی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ ان کا گھر نیشنل ہاؤس ملتان روڈ لاہور اولیاء اللہ اور علمائے ربانیین کا مہمان خانہ رہا ہے۔ حضور باباجیؒ لاہور جاتے تو نیشنل ہاؤس کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے ضرور نوازتے۔ جناب شیخ دوست محمد مرحوم نے دنیاوی وراثت کے ساتھ اپنی تمام خوبیاں بھی اپنی اولاد کو ورثہ میں منتقل کیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صاحبزدگان جناب شیخ محمد طاہر انجم، شیخ محمد اقبال تبسم، شیخ عابد انجم، شیخ حامد انجم، جناب محمد گلزار اور جناب طیب انجم، تمام اپنے شفیق والد کی سیرت کا پرتو ہیں اور دینی اور ملی خدمات میں شیخ صاحب کے مشن کو احسن طریقے سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ تمام بھائی ویلفیر کے کاموں میں بھر پور حصہ لیتے ہیں۔

جناب شیخ دوست محمد مرحوم ومغفور کا ایک مضمون کتاب ہذا میں شامل ہے جس سے حضور باباجیؒ کی ان کے دلوں میں قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے۔

☆ حاجی محمد علی انصاری صاحب لاہور

حاجی محمد علی انصاری کا خاندان بیربل شریف سے گہری محبت اور عقیدت رکھتا ہے۔ حضور باباجیؒ کی بیربل شریف میں سالانہ عرس مبارک پر زیارت ہوئی اور ایسی محبت پیدا ہوئی کہ حضور باباجیؒ کے وصال تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ باباجیؒ کی نورانی اور روحانی شخصیت نے حاجی صاحب کو بہت متاثر کیا۔

☆ مولانا محمد ضیاء الاسلام قمر فیصل آباد

سیاح حرمین حضرت پیر سید طاہر حسین شاہؒ پہلی مرتبہ زیارت ادارہ معین الاسلام

Marfat.com

بیربل شریف میں دوران تعلیم نصیب ہوئی اور میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ جس ہستی کا احترام صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب مدظلہٗ العالی فرما رہے ہیں۔ وہ کتنی عظیم ہستی ہوگی۔ فراغتِ تعلیم کے بعد ایک موقع پر گیارہویں شریف کی محفل میں جوہر آباد باباجیؒ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ جونہی محفل پاک کا آغاز ہوا تو کچھ دیر بعد میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھے تقریر کا موقع مل جائے۔ تو اسی لمحے آپ نے کرم نوازی فرمائی اور مجھے تقریر کرنے کا حکم فرمایا۔ تقریر کے فوراً بعد آپ نے میرے حق میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو دین کو سمجھ عطا فرمائے۔ اسی وقت میری دل کی دنیا بدل گئی۔

میری زندگی میں ایک واقعہ رونما ہوا۔ محفل گیارہویں شریف میں مجھ سے قبل دو افراد حاضری لگوانے کیلئے سٹیج پر آنے لگے۔ جن کی داڑھیاں شریعت کے مطابق نہ تھیں۔ آپ انہیں دیکھ کر جلال میں آئے اور داڑھیاں مکمل کرنے کا حکم فرمایا۔ اسی دوران میں نے اپنے دل ہی دل میں آپ سے معافی مانگی اور یہ وعدہ کیا کہ اگر آج مجھے حضرت باباجیؒ مجھے معاف فرمادیں تو میں زندگی میں کبھی بھی داڑھی چھوٹی نہیں کراؤں گا۔

ادھر میں نے اپنے دل میں یہ عہد کیا ادھر آپ نے مجھے تقریر کرنے کا حکم فرمایا۔ اس کے بعد میں نے داڑھی مکمل کر لی۔ یہ تو تھا آپ کا کشف اور بصیرت جس کے ذریعے آپ نے میرے دل کی بات معلوم فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی شخصیت ہمہ جہت تھی۔ آپ کی زندگی کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ کی زندگی عشق رسول ﷺ سے عبارت تھی۔ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے ساتھ آپ کی خصوصی شفقت تھی اور اس ادارہ کو اپنا ہی ادارہ کہتے تھے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ادارہ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھیں۔ یہی آپ کی خواہش تھی۔ اسی کے ساتھ ہی آپ کے عظیم مشن کی تکمیل ہوگی۔

Marfat.com

☆ ملک سمیع اللہ صاحب بندیال

وصال پر دلی کیفیت کا اظہار ممکن نہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ایک رحمت کے سائے سے ہم محروم ہو گئے۔ میرے نانا ملک امیر خاں سے حضور باباجیؒ بہت محبت فرماتے اور انہیں اپنا بھائی کہتے۔ تقریباً 18 سال آپ ہمارے ہاں قیام فرمار ہے۔ بچپن ہی سے آپ کی صحبت نصیب رہی۔ اس لئے آپ کی محبت اور عقیدت اوائل عمر سے ہی پیدا ہو گئی۔ آپ بھی نہایت شفقت فرماتے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک کئی مرتبہ آپ کی رفاقت نصیب رہی۔ 9 عمرے حضور باباجیؒ کیساتھ ادا کیے۔ میرے لئے یہ بڑا اعزاز ہے اور حضور باباجیؒ کی مجھ پر یہ کرم نوازی ہے کہ آپ کو لحد میں اتارنے کا شرف بھی مجھے نصیب ہو گیا۔

☆ حکیم ریاض احمد طور...... کراچی

جن دنوں شاہ پور میں تھا۔ جوہر آباد میں طبی کیمپ کا ارادہ ہوا۔ باباجیؒ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خیال تھا کہ آپ کے تعاون سے آپ کے حلقہ احباب سے تعارف ہو جائیگا۔ ملتے ہی فرمایا بھئی کوئی کام ہے تو بتاؤ اور ہاں میں سفارش نہیں کروں گا۔ پھر فرمایا کہ تمہیں پیر بل شریف جانا چاہیے تھا۔ اپنے مرشد سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا تم بزرگوں کی اولاد ہو۔ بزرگوں اور صوفیاء کی اولاد کو پکڑ بھی زیادہ ہوتی ہے۔ بزرگوں کے طفیل ان کی کوتاہیوں سے درگزر ہوتا ہے۔ ہر گھڑی استغفار پڑھو۔ برائی سے بچو، نماز کی پابندی کرو اللہ خیر کرے گا۔ فرمایا ہجرت کر کے کہیں دور نکل جاؤ۔ ہر مہینے 11 روپے گیارھویں شریف کے نکال دینا۔ تمہیں کمی نہیں آئے گی۔ الحمدللہ آپ کی دعا سے لینا نہیں اور امیر سے چھوڑنا نہیں۔ آپ کی محبت اور شفقت کبھی نہیں بھول سکتا حضور باباجیؒ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ تھے۔

☆ ملک محمد ثاقب تتیال ٹوانہ...... جوہر آباد

حضور باباجیؒ کی کوٹھی کے برآمدہ میں ایک تصویر لگی ہے۔ جس میں باباجیؒ ایک

Marfat.com

گھوڑے پر سوار ہیں۔ دائیں جانب سفید پگڑی اور سفید لباس میں میرے دادا جان حاجی احمد خان متیال گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑے ہیں۔ بائیں جانب جیلانی بلوچ ہے۔

1955ء سے حضرت باباجیؒ کی ہمارے دادا حاجی احمد خان سے دوستی اور بھائی چارہ تھا۔ حج بھی اکٹھا کیا۔ شوگر مل جوہرآباد کے قریب ان کے ڈیرے پر اور کبھی ہڈالی آپ کے گھر میں تشریف فرما ہوتے رہے۔ میرے والد خان محمد عرف لہراسب متیال کو 1963ء میں ٹریکٹر کا شوق ہوا تو حضور باباجیؒ انہیں اور دادا جان کو ساتھ لیکر فیصل آباد گئے اور خود ٹریکٹر خرید کر لائے۔ وہ ٹریکٹر آج بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ کے حکم پر ہی میں نے جوہرآباد میں اپنا نیا گھر تعمیر کیا۔ جس میں آپ چند بار تشریف بھی لے گئے۔ ہمارے دادا جان اور والد صاحب کے وصال کے بعد بھی آپ کی شفقتیں جاری رہیں۔ ہم ہر جمعہ اور عید آپ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ان کی شفقتیں اور محبتیں ہم کبھی بھلا نہیں سکتے۔

☆ جناب مہر محمد اعظم صاحب ماڑی سرگودھا

حضرت باباجیؒ کی محبت، عنایت اور سخاوت کی کوئی حد نہ تھی۔ زندگی بھر ان جیسا کامل بزرگ دیکھا نہ ان جیسا مہمان نواز اور اہل نظر دیکھا۔

میں اپنی فیملی کے ساتھ مہینے میں ایک دو بار حاضری دیتا رہا۔ میرے چار سالہ نواسے امیر حمزہ پر بہت نوازش فرماتے اور فرماتے کہ یہ ہمیں رحمت علی کی طرح ہے۔ آپ کے وصال سے 20 دن قبل حاضر ہوئے۔ امیر حمزہ کو ہزار کا نوٹ دے کر گلے لگایا۔

میری عادت تھی کہ ہر وقت سفید ٹوپی پہنے رکھتا تھا۔ باباجیؒ نے فرمایا داڑھی نہ ہو تو ٹوپی پہننے کا کیا فائدہ۔ دل کی کیفیت بدل گئی اور اسی دن سے داڑھی رکھ لی۔

باباجیؒ کی یادیں باباجیؒ کی محبتیں اور باباجی کا کرم ہر ایک کو یاد آ رہا ہے۔

☆ حافظ محمد شیر ڈھاک ضلع خوشاب

نوجوان نعت خوان ہیں۔ حافظ صاحب حضرت باباجیؒ کے منظور نظر نعت خوان

Marfat.com

رہے۔ ایک نعت

شہر یارا مدینے دی شاہی دیا
تیرے بدلے دو عالم شنگھارے گئے

بڑے خوش ہو کر سنتے اور حافظ صاحب سے بڑا پیار کرتے۔ ڈھاک میں دو تین قتل ہوئے لوگ کافی پریشان تھے۔ صاحبزادہ محبوب حسین نے حافظ صاحب کے والد صاحب صوفی اللہ بخش صاحب کو تجویز پیش کی کہ حضور بابا جی کو دعوت دی جائے تاکہ ڈھاک میں بھڑکتی ہوئی دشمنی ختم ہو جائے۔ محفل میلاد پروگرام بنا۔ حافظ صاحب اور صاحبزادہ محبوب حسین نے حضور بابا جی کو دعوت دی آپ نے قبول فرمائی۔ الحمدللہ بابا جیؒ کے قدموں کے صدقے دشمنیاں ختم ہوگئیں۔ سب مخالفین نے صلح کر لی۔ سات آٹھ سال مسلسل آپ محفل میلاد میں بمعہ اپنے مخلصین احباب شامل ہوتے رہے۔

☆ حاجی مہر محمد نواز چک نمبر 204 ج ب ضلع جھنگ

حاجی مہر محمد نواز ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ان خوش نصیب لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جنہیں فخر سادات سیاح حرمین حضرت سید طاہر حسین شاہؒ کیساتھ کئی حج اکٹھے ادا کرنے کی سعادت اور بے شمار سفروں میں رفاقت نصیب ہوئی۔ لاہور میں بوعلی دواخانہ کے حکیم حافظ محمد اسلم مرحوم و مغفور کے ذریعے ان کا غائبانہ تعارف تو ایک عرصہ پہلے ہو چکا تھا تاہم ان سے رابطہ نہ ہو سکا۔ 10 جون 2006ء کی شام فیصل آباد میں ان سے ایک ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات کا اہتمام حضرت صاحبزادہ محبوب حسین صاحب سجادہ نشین بیربل شریف نے فرمایا۔ اس نشست میں حضور بابا جیؒ کے ساتھ بیتے دنوں کی یادوں سے وہ ہمیں محظوظ کرتے رہے۔ ان کی خوبصورت اور سبق آموز یادوں کا ملخص اہل محبت کی نذر ہے۔

مہر صاحب نے بتایا کہ 82-1981ء کی بات ہے شاہ پور میں ڈپٹی محمد نواز

Marfat.com

کے گھر حضور باباجیؒ سے پہلی ملاقات ہوئی میں مجلس میں پیچھے بیٹھا تھا۔آپ نے مجھے آگے بلوایا اور پھر ہمیشہ آگے ہی بٹھایا۔اس ملاقات کے بعد میرا آنا جانا شروع ہوگیا۔باباجیؒ بھی ازراہ شفقت میرے ہاں گاؤں اور شہر کی رہائش گاہ پر کئی مرتبہ تشریف لائے۔ہر مرتبہ ان کی مہربانیوں کا ایک نیا انداز ہوتا۔

ایک مرتبہ گاؤں میں زمین پر جھگڑا ہوگیا ہم نے لڑائی کے لیے اسلحہ وغیرہ جمع کرلیا کہ اچانک حضور باباجیؒ تشریف لے آئے۔آتے ہی فرمایا کتنا اسلحہ اکٹھا کیا ہے؟ میں نے بتایا تو فرمایا: لڑائی ملتوی کردو اور کیس کو لمبا کردو اللہ خیر کرے گا۔چنانچہ یہ مقدمہ چند سال چلتا رہا آخر فیصلہ ہمارے حق میں ہوگیا۔

فیصل آباد میں اپنے پڑوسی کے ساتھ مکان کی تعمیر پر میرا جھگڑا ہوگیا میں پسٹل لے کر اس کے پیچھے بھاگا۔حضور باباجیؒ فیصل آباد میں مرغوب شاہ صاحب کے ہاں تشریف لائے میں ملنے کے لیے حاضر ہوا تو جلالیت کے ساتھ فرمایا باہر چلے جاؤ کچھ دیر بعد پھر کمرے میں داخل ہونا چاہا تو فرمایا دفع ہوجاؤ۔جب تیسری مرتبہ بھی اسی طرح فرمایا تو میں نے مرغوب شاہ سے کہا کہ مجھے ناراضگی کی وجہ تو پوچھ دیں۔شاہ صاحب نے پوچھا تو فرمایا۔کافر پڑوسی بھی ہو تو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔میں بات سمجھ گیا عرض کی حضور معاف کردیں۔فرمایا جس کے پیچھے پستول لے کر بھاگے تھے اس سے معافی مانگو۔میں گھر آیا پڑوسی سے رابطہ کیا تو اس سے معذرت کی لیکن اس معذرت میں بھی زمیندارانہ انداز تھا۔پھر حاضر ہوا تو فرمایا اچھا معافی بھی رعب کے ساتھ مانگتے ہو۔

دراصل جلالیت میں بھی حضور کی شفقت پوشیدہ ہوتی اور یہ سب تربیت کے لیے ہوتا۔مجھے کئی دفعہ فرمایا کہ رب نے شکل بھی اچھی دی ہے باتیں بھی اچھی کرلیتے ہو پھر دوزخ کے راستے پر کیوں چلتے ہو۔اس زبانی تلقین کے ساتھ ساتھ کئی دفعہ غائبانہ بھی تنبیہ فرمائی۔جب کبھی کسی حرام کام کا ارادہ کیا تو تھپڑ پڑے۔کئی ایسے واقعات ہوئے جن سے محسوس ہوتا کہ میں ہر وقت باباجیؒ کی نگاہوں میں تھا۔

Marfat.com

ایک دفعہ زیارت کے لیے خوشاب حاضر ہوا۔ دیکھا کہ سامان گاڑی پر لدا ہے آپ کہیں جانے والے تھے۔ لیکن حیرانی ہوئی کہ گاڑی کے قریب ہی ایک چارپائی منگوا کر بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی خوشی سے فرمایا ہم جا رہے تھے دیکھا کہ تم آنے والے ہو اس لیے تمہارے انتظار میں رک گئے کہ کہیں تمہیں پریشانی نہ ہو۔

ایک دفعہ آپ نے مجھے ایک امانت دے کر ٹوانہ خاتون کے ہاں لاہور بھیجا۔ راستہ تو آپ نے سمجھا دیا تھا لیکن لاہور پہنچ کر بھول گیا۔ حضور باباجیؒ نے ٹوانہ خاتون کو فون کیا کہ ہمارا آدمی راستہ بھول گیا ہے فلاں چوک میں کھڑا ہے کوئی آدمی بھیجو کہ اسے لے جائے۔

آپ کراچی گئے ہوئے تھے کہ بیمار ہو گئے مجھے خبر ملی تو ملنے کراچی روانہ ہو گیا۔ ٹوانہ خاتون نے دو لاکھ کی خطیر رقم مجھے دی کہ حضور باباجیؒ تک پہنچا دوں۔ رقم میں نے بیگ میں رکھی اور بیگ بغل میں۔ راستے میں ایک سپاہی نے کہا کہ بیگ کی تلاشی دو میں نے بہت ٹالنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانا آخر مجبور ہو کر بیگ اس کے سامنے رکھ کر کھول دیا۔ بیگ کا کھلنا تھا کہ سپاہی گھبرا کر تیزی سے پیچھے ہٹ گیا اور فوراً وہاں سے چلا گیا۔ باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسکرا کر فرمایا سپاہی نے کیا دیکھا تھا؟ عرض کیا آپ جانیں یا سپاہی۔

جب گھر سے کراچی کے لیے عازم سفر ہوا تو میرا ایک دوست بھی ساتھ ہو گیا تھا۔ وہ ان دنوں سخت مشکلات کا شکار تھا۔ باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کرانا چاہتا تھا۔ ایک دن موقعہ پا کر میں نے اس کی سفارش کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔ حضور اس وقت ساحل سمندر کی سیر سے واپس آ رہے تھے۔ رخ ہماری طرف موڑ کر بڑے جلال میں فرمایا یہ ماں کا گستاخ ہے میری دعا کیا کرے گی۔ جائے ماں کو راضی کرے اس کی خدمت کرے اور اسی سے دعا کرائے۔

ایک دن ملاقات کر کے باہر نکلا تو ایک آدمی نے میرے بارے میں فرمایا۔ اس

Marfat.com

شخص نے اس سال حج پر جانا ہے۔ میرا پروگرام تو نہیں تھا لیکن اچانک ایسے اسباب بنتے گئے کہ مجھے اسی سال حج کی سعادت نصیب ہوگئی۔ یہ حجِ اکبر تھا وہاں حضور باباجیؒ سے ملاقات ہوئی۔ فرمایا کوئی رقم کی ضرورت ہے تو لے لو یہ کہا اور اپنا تھیلا کھول کر میرے سامنے رکھ دیا۔ دیکھا تو اس میں مختلف خانوں میں کئی ملکوں کی کرنسی موجود تھی۔ فرمایا جو چاہو لے لو۔ میں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور مجھے تو بس آپ کی دعا چاہیے۔

مناسک حج سے جب فارغ ہوئے۔ اخراجات کے حساب کتاب پر میرا اپنے ساتھیوں سے خاصا جھگڑا ہو گیا۔ میرے بٹوے میں تھوڑی سی رقم تھی لیکن پھر جو ضرورت پڑنے پر بٹوا کھولا تو خاصی رقم موجود تھی بڑا حیران ہوا۔ باباجیؒ سے ملاقات ہوئی تو مسکرا کر فرمایا سناؤ رقم کا گھاٹا پورا ہوا یا نہیں۔ میں نے ہنس کر کہا حضور اب تو بٹوے بھی رقم سونے لگ گئے ہیں یعنی رقم پیدا کرنے لگے ہیں۔

☆ جناب صوفی محمد عظیم صاحب ، جناب محمد نعیم اقبال صاحب...... پتوکی

28 جون 2006ء کی صبح حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب بابو صابو لاہور تشریف فرما تھے۔ فرمایا پتوکی میں حضور باباجیؒ کے مخلصین رہتے ہیں اور ان کا فون آیا ہے۔ چلو ان سے حضور باباجیؒ کی کچھ باتیں ہی سن آئیں۔ کچھ ہی دیر بعد حضرت کی قیادت میں خالد سیف اللہ محمد افضال اور مدیر مجلّہ پر مشتمل اہل شوق کا یہ قافلہ بتائے ہوئے پتہ پر نواب سویٹ ہاؤس پتوکی پہنچ گیا۔ ہمارے میزبان صوفی محمد عظیم صاحب گھر گئے ہوئے تھے۔ ان کے بھائی محمد ندیم نے بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ سویٹ ہاؤس میں داخل ہونے والے مہمان لذت کام و دہن کے بغیر برآمد ہوں ممکن نہ تھا۔ سو اس مرحلہ سے ہمیں بھی گزرنا پڑا۔

صوفی محمد عظیم صاحب نے اپنے گھر کے باہر گلی کے کنارے پر بڑے پرتپاک انداز سے ہمیں خوش آمدید کہا۔ حضرت میاں غلام احمد شرقپوریؒ سے روحانی نسبت رکھنے

Marfat.com

والے نواب سویٹ ہاؤس کے یہ مالک تواضع اور اخلاق عالیہ کا ایک مثالی پیکر ہیں۔ تمام اہل طریقت سے بلا امتیاز محبت کرنا ان کا شیوہ اور خدمت ان کا معمول ہے۔

گفتگو شروع ہوئی تو پتہ چلا کہ ہمارے یہ میزبان حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہ کی ظاہری ملاقات تو نہ کر سکے لیکن خواب میں ان کی زیارت سے سرفراز ہوتے رہے۔ جب اس کی تفصیلات معلوم کرنا چاہیں تو وہ ٹال دے گئے اور یوں اہل معرفت کی ''مہر خاموشی'' کی ریت نبھا ڈالی۔

اس موقع پر صوفی محمد عظیم صاحب کے مخلص دوست محمد نعیم اقبال صاحب اور الطاف حسین صاحب بھی موجود تھے۔ محمد نعیم اقبال گریجوایٹ ہیں۔ اہل اللہ سے محبت انہیں اپنے والد صوفی لال دین مرحوم سے ورثہ میں ملی ہے۔ یوں اہل طریقت کی مجلس کے آداب سے بھی خوب آشنا ہیں۔

محمد نعیم اقبال نے بتایا کہ حضور بابا جیؒ سے ان کا تعارف چوکی میں ان کے ایک درویش شرافت علی کے ذریعہ ہوا۔ یہ لکڑی کا کاروبار کرتے ہیں۔ بابا جیؒ ان پر بہت مہربانی فرماتے۔ ان کے ساتھ جب پہلی مرتبہ حاضر ہوا تو آپ جوہر آباد ہسپتال میں زیر علاج تھے۔ آپ نے بڑی محبت سے مصافحہ فرمایا۔ ایسا لگتا تھا جیسے مقناطیس کھینچ رہا ہے۔ فرمایا اپنے نام مع ولدیت لکھ دو پھر فرمایا ڈیرے پہ چلے جاؤ۔ کھانا کھاؤ اور ظہر کے بعد دوبارہ ملنا۔

میں اپنے دل میں تین سوال لے کر گیا تھا۔ خیال تھا پیش کروں گا۔ لیکن ہمت نہ ہوئی۔ گھر واپس آیا تو رات کو خواب میں تشریف لے آئے۔ فرمایا: سوال کیوں نہیں کیے۔ عرض کیا حوصلہ نہیں ہوا۔ آپ نے تینوں سوالوں کے جواب عطا فرما دیئے۔ دوسری مرتبہ حاضر ہوا۔ آپ نے نیکی کی تلقین فرمائی اور فرمایا: جھوٹ فریب نہ کرنا اور غریبوں کی مدد کرنا۔

میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کاش حضور بابا جیؒ میرے گھر تشریف لاتے۔

Marfat.com

میرے والدین زندہ ہوتے، میں دعوت کرتا، کیا پیارا منظر ہوتا۔ گھر واپس آیا اسی رات خواب میں دیکھا کہ میں سفر سے واپس آیا ہوں گھر کے باہر بہت رونق ہے۔ چار دیگیں پک رہی ہیں۔لوگوں نے بتایا کہ تمہارے گھر بزرگ تشریف لائے ہیں۔ گھر پہنچا تو والدہ صاحبہ مرحومہ سرخ لباس میں جبکہ والد صاحب مرحوم سبز لباس میں ملے۔ دروازہ کھولا تو حضور باباجیؒ تشریف فرما تھے۔ مجھے بلا لیا فرمایا تمہاری تمنا تھی کہ میں پتوکی آتا۔ میں آ گیا اور دیکھ تیرے والدین کو بھی جنت سے لیے کر آیا ہوں۔ تیری خواہش تھی کہ چار دیگیں پکاؤں گا۔لو چار دیگیں بھی پک گئیں۔

پتوکی کے یارانِ طریقت کے پاس باباجیؒ کی محبت اورعقیدت کے پھول بے شمار تھے لیکن دامن گلِ چیں تنگ تھا۔ چنانچہ صوفی محمد عظیم صاحب اوران کے دوستوں کے حسن واخلاق اور مہمان نوازی کے گہرے نقوش دل پر لیے یہ قافلہ شام کے وقت لاہور واپس آ گیا۔

☆ حاجی میاں محمد اشرف صاحب 4 چک رسالہ ضلع شیخوپورہ

حاجی میاں محمد اشرف صاحب 4 چک رسالہ کی آرائیں فیملی کے ایک صالح، خیر کاموں میں مستعد اورتواضع کے زیور سے آراستہ نوجوان ہیں۔ حضور باباجیؒ سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ چند دن قبل شیخوپورہ میں ان کی رہائش گاہ پر حضرت صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کی موجودگی میں حضور باباجیؒ کے بارے میں ہونے والی گفتگو کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

جناب ملک میاں محمد اشرف صاحب نے بتایا کہ ملک سے باہر رہنے کی وجہ سے مجھے حضور باباجیؒ کی خدمت میں زیادہ موقع نہ مل سکا۔ میرے والد حاجی بشیر احمد مرحوم ومغفور حضور باباجیؒ کے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔ باباجیؒ بھی ان پر بڑی محبت اورشفقت کی نظر رکھتے۔ والد صاحب کو باباجیؒ کے ساتھ حج کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ وصال سے کچھ عرصہ قبل خواب میں انہوں نے ایک باغ دیکھا جس میں

Marfat.com

ہرطرف ہریالی اورخوبصورت پھولوں کی بہار ہے۔ اس باغ میں ایک عمارت میں دوقالین بچھے ہیں ایک پرحضور باباجیؒ تشریف فرما ہیں اوردوسرے قالین پرانہوں نے والد صاحب کو بیٹھنے کوکہا۔ پھر بڑی محبت سے فرمایا۔ بشیر احمد تم نے بڑی تکلیف اورمشقت اٹھائی اور بڑا حوصلہ اورصبر کیا۔ اب تمہاری تکلیفیں ختم ہوگئیں۔

انہوں نے بتایا کہ یہاں شیخوپورہ کے ایک شخص کا بیٹا اغواء ہوگیا۔ وہ دعا کرانے حضور باباجیؒ کی خدمت میں جوہرآباد حاضر ہوا۔ باباجیؒ انہیں دیکھتے ہی خادم سے فرمایا کہ انہیں پہلے لنگر کھلا کر رخصت کردیا جائے۔ پھران سے فرمایا: کہ جب تم جوہرآباد پہنچے تمہارا بیٹا گھر پہنچ گیا تھا۔ درویش بات کہہ بیٹھا ہے تشہیر کی ضرورت نہیں خاموشی سے گھر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ جب گھر پہنچے تو بیٹا موجود تھا۔

حاجی اشرف صاحب نے بتایا کہ میں کئی ملکوں میں گھوما پھرا کاروبار کیا۔ جب وطن واپس آیا تو یہاں دھوکے بازوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ میری کمائی ساری برباد ہوگئی۔ حضور باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی اور تھپکی دی۔ واپس آتے ہی معاملات سدھرنے شروع ہوگئے۔ اوررب العزت نے اپنی مہربانیوں سے نواز دیا۔ الحمدللہ

☆ **جناب ملک مظفراحمد صاحب۔۔۔ مدینہ منورہ**

محترم ملک مظفراحمد گجرات شہر کے رہنے والے ہیں۔ عرصہ 30 سال سے مدینہ شریف میں مقیم ہیں۔ زائرین کے لیے ایک بلڈنگ دارالاحمدی (عرب قبیلہ کا نام) لے رکھی ہے۔ 17 سال قبل یہیں باباجیؒ سے پہلی ملاقات ہوئی۔ یہ کاروباری ملاقات محبت اور پھر روحانی نسبت میں بدل گئی۔ تب سے حضور باباجیؒ مدینہ منورہ میں اکثر ان کے ہاں ہی قیام فرماتے رہے۔ اتوار 26 جون کو جوہرآباد میں حضرت کے آستانہ پرملک صاحب سے ایک مختصر ملاقات ہوئی۔ ان سے دیار حبیب ﷺ میں حضور باباجیؒ کے شب وروز

Marfat.com

کے بارے میں حاصل کردہ چند معلومات ہدیہ قارئین ہیں۔

سترہ سال پہلے کی بات ہے، مدینہ منورہ میں میرے پاس ایک دن باباجیؒ مکان کے لیے تشریف لائے۔ چہرے کو دیکھتے ہی دل نے کہا یہ خداوالے ہیں، آپ کو جگہ پسند آئی، فرمایا کتنا کرایہ، میں نے عرض کیا جتنا مرضی دے دیں، فرمایا آٹھ دن کا دو ہزار منظور ہے، میں نے کہا منظور ہے، شام تک ملنے والوں کا ہجوم ہوگیا، کوئی پھل لا رہا ہے، کوئی مٹھائی، تحائف کے ڈھیر لگ گئے، پتہ چلا کہ سید بادشاہ ہیں، اللہ والے ہیں، میں نے کرایہ کی رقم واپس کرنا چاہی فرمایا نہیں ہم دے کر واپس نہیں لیتے۔ دو سال تک بیعت کے لیے گزارش کرتا رہا، بیعت نہ فرمایا، فرماتے پہلے اپنا وضو درست کرو، آخر حاجی غلام محمد کاہنہ کا چھا والوں کی سفارش سے بیعت فرمالیا۔

بیعت کے وقت نصیحت فرمائی کہ نماز نہیں چھوڑنی۔ حضور کی بارگاہ میں روزانہ سلام عرض کرنا غریبوں کو کھانا کھلانا، دسترخوان بچھا رہے، زکوٰۃ دیا کرنا، کبھی یہ نہیں کہا کہ ہمارے درس میں دینا۔ فرماتے جہاں جی چاہتا ہے دو، کسی کا حق نہیں کھانا، جھوٹ نہیں بولنا۔

ڈاکٹر گلشن صاحبہ حج پر گئیں۔ تین ہزار انہوں نے دیا، میں نے رقم واپس کر کے کہا حضور یہ آپ کی بیٹی ہیں، میں نہیں لوں گا۔ آپ نے ایک ہزار ڈاکٹر صاحبہ کو واپس کر دیا دو ہزار مجھے دے دیا۔

عید کا دن تھا، فرمایا پانچ چھ مرغ لاؤ۔ میں نے سوچا عید کا دن ہے زیادہ مہمان ہوں گے دس مرغ لے آیا۔ روٹیاں لینے گیا فرمایا دس روٹیاں لانا، میں نے عرض کیا دس مرغیاں اور دس روٹیاں؟ فرمایا مرغ اپنی مرضی سے لائے ہو۔ روٹیاں دس لانا۔ چھری سے آپ نے ہر روٹی کے چار چار پیس کر کے اوپر گولڑہ شریف والی چادر ڈال دی، دسترخوان بچھ گیا، آدمی آتے گئے، روٹی نکال کر دیتے گئے۔ بے شمار لوگ آئے، آخر میں جب اٹھے تو تین روٹیاں باقی تھیں ایک مجھے دو بچوں کو دے دیں، روٹی ضائع نہ ہونے دیتے، ذرہ بچ جاتا تو اسے بھی ضائع نہ جانے دیتے۔

Marfat.com

حضور کبھی دل لگی کی باتیں فرما لیتے۔ کمرے سے باہر جاتا تو میری چائے میں شہد ڈلوا دیتے۔ میں بھی آنکھ بچا کر پیالی میں شہد کا چمچ ڈال دیتا تو فرماتے میٹھا تو نہیں ہوا۔ کبھی احباب سے فرماتے مظفر ناراض ہے، ہمارا راضی نامہ کراؤ۔ بڑے پیار اور شفقت کی باتیں فرماتے۔

حرم میں حاضری کے سوال پر ملک مظفر صاحب کہنے لگے، آپ کی اور ہماری حاضری میں بڑا فرق ہے، آپ گھر سے وضو کر کے باب مجیدی کی طرف سے جاتے۔ مسجد نبوی شریف میں کبھی ایک جگہ کبھی دوسری جگہ نفل پڑھتے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوتے۔ یوں دو دو گھنٹے حاضری دیتے۔

تین سال کے بعد ایک نظارہ دلایا، فرمایا چپ ہو جاؤ جو دیکھا تھا کسی کو نہ بتانا دل میں رکھنا۔

☆ ڈاکٹر قاضی عبدالرؤف معینی لاہور

حضور باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کی شخصیت کے بے شمار پہلو تھے جس کسی نے جس پہلو سے نظارہ کیا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ مجھے حضور باباجیؒ کی جس بات نے بڑا متاثر کیا وہ ان کی اخلاص وللہیت اور دنیا سے بے نیازی و بے غرضی تھی۔ وہ جس سے محبت کرتے کسی دنیاوی غرض کی بنا پر نہ کرتے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نسبت کو مقدم رکھتے۔ ادارہ معین الاسلام اور اس کے ناظم جناب صاحبزادہ محبوب حسین سے خصوصی تعلق خاطر بھی اسی نسبت سے تھا۔

دنیا سے بے نیازی و بے غرضی کمال کی تھی۔ کسی سے کوئی لالچ نہ رکھتے نہ مال و دولت کا کہ ان کے ہاتھ تو ہمیشہ دینے والے دیکھے، لینے والے نہیں۔ نہ انہیں مرید بنانے کا لالچ تھا۔ بلکہ کئی مرتبہ دیکھا گیا کہ لوگ مرید ہونے کے لئے آتے تو گولڑہ شریف، بیربل شریف یا کسی اور خانقاہ کی طرف بھیج دیتے۔

☆ چوہدری عبدالرحمٰن گوندل ماڑی سرگودھا

Marfat.com

چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ماڑی کے ایک معروف زمیندار ہیں بزرگوں سے بڑی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ بیربل شریف میں حضور باباجی کی زیارت ہوئی تو آپ کی محبت پیدا ہوگئی۔ اس کے بعد حضرت باباجیؒ کے ساتھ کئی مرتبہ ملاقات ہوئی اور چوہدری صاحب نے بمع اہل وعیال باباجیؒ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

وہ کہتے ہیں کہ حضور باباجیؒ کی محبتیں اور کرم نوازیاں میری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ہمارے لئے روشنی کا پیغام ہے۔

☆ جناب محمد انصر عباس ایم اے، ایل ایل بی...... ماڑی سرگودھا

جناب انصر عباس منکسرالمزاج شخصیت کے مالک ہیں۔ ایم اے، ایل ایل بی کرنے کے بعد سرگودھا میں اپنے کاروبار سے منسلک ہیں۔صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔ بزرگان بیربل شریف سے محبت کا یہ عالم ہے کہ کئی برسوں سے نماز جمعہ بیربل شریف ادا کرتے ہیں۔ادارہ معین الاسلام کے متحرک کارکن ہیں۔ باباجیؒ سے اپنی ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا۔

حضرت باباجیؒ صاحبِ کشف بزرگ تھے۔ جب میں پہلی مرتبہ اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حضور باباجیؒ کے پاس حاضری کے لئے گیا تو باباجی نے دیکھتے ہی فرمایا کہ آج ماڑی کے زرگر آ گئے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے باباجیؒ سے کوئی تعارف نہ تھا۔

ایک دفعہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ حضور باباجیؒ کی زیارت کے لئے آستانہ عالیہ جوہر آباد میں حاضر ہوا۔ اس دن میری والدہ ماجدہ کسی گھریلو معاملے پر مجھ سے ناراض تھی۔ جب میں حضور باباجیؒ کی دست بوسی کے لئے آگے بڑھا تو آپ نے فرمایا کہ جو والدہ کو ناراض کرے ہم اس سے نہیں ملتے۔ پہلے والدہ صاحبہ کو راضی کرو۔ میں نے اسی وقت والدہ سے معافی مانگی پھر آپ نے دست بوسی کی اجازت عنایت فرمائی۔

☆ جناب شیخ ارشاد احمد............ داتا پلاسٹک انڈسٹری گوجرانوالہ

Marfat.com

خواب دیکھا کہ جنگ کا سماں ہے افراتفری مچی ہے۔ جماعت کھڑی ہے لوگ بھاگ بھاگ کر شامل ہو رہے ہیں۔ ایک بزرگ حجرے میں آگ تاپ رہے ہیں، مجھے بلایا میں نے عرض کی جماعت کھڑی ہے فرمایا ادھر آ جاؤ، جماعت ہم نے کرانی ہے۔ یہ لوگ وضو کے لیے بھاگ رہے ہیں۔ بزرگ نے نام نہیں بتایا، بیدار ہو گیا۔

1996ء میں حاجی غلام علی کوٹ محمود والوں سے داتا صاحب لاہور ملاقات ہوئی انہوں نے باباجیؒ کا تعارف کرایا دل میں شوق پیدا ہوا ٹیکسی لے کر جوہر آباد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نظر پڑتے ہی خواب والے بزرگ سامنے آ گئے۔ قدموں پر گر پڑا بڑی مہربانی فرمائی۔

پہلی ملاقات میں ہی فرمایا، درود شریف کثرت سے پڑھا کرو، اس میں بڑی برکت ہے، نماز کی پابندی کی تلقین کی اور پیسے کو جیب تک رکھنا، دل تک نہیں لے جانا کہ اس سے نقصان ہوتا ہے۔

ایک دفعہ گولڑہ شریف عرس پر حاضر ہوا دیکھا کہ باباجیؒ تشریف فرما ہیں اور قوالوں پر رقم لٹا رہے ہیں، میرے دل میں خیال آیا کہ اس طرح تو پیسے ختم ہو جائیں گے۔ آپ کی خدمت میں کچھ نذرانہ جمع کرانا چاہیے۔ دس ہزار روپے میری جیب میں تھے دینے کے لیے اٹھا تھا کہ آپ بھی مجلس سے اٹھ بیٹھے۔ آپ وضو کا ارادہ کر رہے تھے۔ کمرے میں ملاقات ہوگئی آپ نے شیروانی اتاری اس کی جیبیں خالی کیں، پانچ سو اور ایک سو روپے والی نوٹوں کی اتنی گڈیاں نکالتے چلے گئے کہ میں دنگ رہ گیا اور اپنے ارادے اور خیال سے توبہ کی۔

فون پر بات ہوئی میں نے کہا حضور بہت گناہ گار ہوں فرمایا میں نے تم سے کوئی گناہوں کا حساب مانگا ہے ایسی بات نہ کیا کرو یہ بات اپنے رب سے کیا کرو۔

☆ حافظ محمد ذاکر وٹو کی زبانی حضرت پیر نصیر الدین نصیرؒ کی روایت

بچیکی ضلع ننکانہ کے حافظ محمد ذاکر وٹو اور ان کے چاروں بھائی جناب محمد طفیل، محمد انوار، محمد شہباز اور محمد نواز حضور باباجیؒ سے محبت اور عقیدت رکھتے ہیں حافظ محمد ذاکر

Marfat.com

ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طالب علم رہے یہیں سے حفظ قرآن کی دولت پائی اور سکول کی تعلیم حاصل کی۔ وٹو صاحب نے بیان کیا کہ حضور باباجیؒ کی زیارت ہوئی تو دیکھتے ہی محبت دل میں اتر آئی اور یہ محبت اور عقیدت آخر کار بیعت میں بدل گئی۔ بیعت کے بعد حضور باباجیؒ اکثر حضرت صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کا نام لے کر فرماتے وہ میرے محبوب ہیں ان سے محبت رکھو گے تو ہمارے ساتھ محبت ہے۔

ایک دفعہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ باباجیؒ کی خدمت میں حاضری کے ارادے سے روانہ ہوا سرگودھا پہنچ کر پہلے ماڑی میں مہر اعظم صاحب کے پاس رات گزاری۔ دوسرے دن حاضر ہوئے تو فرمایا دوستو آپ لوگ تو کل کے روانہ ہوئے تھے آج پہنچے ہیں؟

ایک دفعہ قاری نعمت رشید اور مولانا ضیاء الاسلام کے ہمراہ گولڑہ شریف میں حضرت پیر سید نصیر الدین نصیرؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے میری نسبت بیعت کے بارے میں پوچھا تو میں نے حضور باباجیؒ سے اپنی بیعت کا ذکر کیا۔ یہ سن کر حضرت پیر نصیر الدین نصیرؒ نے فرمایا کہ عصر حاضر میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ فرمایا میں مسجد نبوی میں جا رہا تھا۔ باباجیؒ وہاں وہیل چیئر پر بیٹھے تھے۔ میں پاس سے گزرا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر انہوں نے خادم کو ہٹا کر مجھے فرمایا شاہ جی میں بوڑھا اور بیمار ہوں چل کر بارگاہِ نبوی میں حاضر نہیں ہو سکتا آپ مہربانی فرمائیں اور مجھے حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے جائیں۔ میں نے وہیل چیئر پکڑی اور انہیں مواجہہ شریف کے سامنے لے گیا۔ اچانک وہاں کا منظر ہی بدل گیا۔ باباجی سمیت ہم سب پر رقت طاری ہوگئی۔ آنسو جاری ہو گئے اور عجب کیف آور منظر بن گیا۔

حضرت باباجیؒ نے فرمایا شاہ جی یہاں میرے ساتھ دو وعدے کرو پہلا یہ کہ محشر میں بھی اسی طرح حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے جانا اور دوسرا یہ کہ ہمارے پاس جوہرآباد آنا۔

☆ جناب مولانا قاری محمد لیاقت علی چشتی صاحب خطیب جامع مسجد خیر الوریٰ سول لائن فیصل آباد

جناب قاری صاحب آستانہ عالیہ بیربل شریف کے متوسلین اور مخلصین میں

Marfat.com

خاص مقام رکھتے ہیں۔ ادارہ معین الاسلام کے لئے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے فخر سادات حضور باباجی کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

سیاح حرمین حضرت سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ کی پہلی دفعہ زیارت آستانہ عالیہ بیربل شریف کے سالانہ عرس پاک کی محفل میں ہوئی اور آپ کے چہرہ مبارک دیکھتے ہی سلف صالحین کی یاد تازہ ہوگئی اور نبی کریم ﷺ کی اس حدیث پاک کی تصدیق ہوئی اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی نشانی ہے کہ جب ان کے چہرے کی زیارت کی جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آ جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب فیض بندہ ناچیز پر قبلہ پروفیسر محبوب حسین چشتی دامت برکاتہم العالیہ کا ہے کہ ایسی نیک پاک ہستی کی زیارت نصیب ہوئی پھر کئی بار جوہرآباد شریف محفل گیارہویں شریف میں شرکت اور ایک دو دفعہ تقریر کا موقع بھی عطا ہوا اور قبلہ باباجی صاحب بڑی ہی شفقت اور مہربانی اور دعاؤں سے نوازتے۔ الحمد للہ کے مجھے حضور باباجی کے جنازہ اور شرکت کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔

☆ قارئین کرام توجہ فرمائیں

قلتِ وقت کے باعث حضور باباجیؒ کے سینکڑوں عقیدت مندوں کے تاثرات و مشاہدات کو قلمبند نہیں کیا جاسکا۔

آپ سے گزارش ہے کہ خود باباجیؒ کے حوالے سے اپنے مشاہدات اور تاثرات کو ادارہ معین الاسلام بیربل شریف تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کو ارسال فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں شامل اشاعت کیا جاسکے۔

ڈاکٹر عبدالرؤف معینی

قاری محمد ندیم عابد

Marfat.com

عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق

ایک جدید ترین ادارہ جو آپ کے بچوں کو اعلیٰ دینی و عصری تعلیم اور بہترین تربیت فراہم کرتا ہے۔

ادارہ معین الاسلام

الحمد للہ ادارہ ہذا میں حفظ قرآن، تجوید و قرأت، درس نظامی (تنظیم المدارس) اور فاضل عربی کے ساتھ ساتھ مڈل تا ایم۔ اے کی تدریس ہوتی ہے گذشتہ کئی سالوں سے ادارہ کے طلباء بورڈ اور یونیورسٹی کی امتحانات میں شاندار پوزیشنیں حاصل کر رہے ہیں۔ الحمد للہ یہاں سے فراغت حاصل کرنے والے بے شمار طلباء پاکستان کی یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کر رہے ہیں

خصوصیات ادارہ

بہترین تعلیمی ماحول	دینی تعلیمات کے مطابق سیرت و کردار کی تعمیر	معروف ماہرین تعلیم کی نگرانی	تمام شعبہ جات میں تعلیم اور رہائش مفت	
اعلیٰ تعلیم یافتہ، تجربہ کار اور مخلص اساتذہ	مسلک اہلسنت کے مطابق تعلیم	تصوف اسلامی کا ترجمان	صوم و صلوٰۃ کی پابندی	فل ڈے ایجوکیشن
90 فیصد حاضری لازمی	پرسکون ماحول	انفرادی توجہ	مستحق اور یتیم طلباء کے لئے خصوصی امداد	ہر سال شاندار نتائج
سالانہ جشن اور ماہانہ محافل کا باقاعدہ انعقاد	حفظ، تجوید اور درس نظامی کے ساتھ ساتھ مڈل تا ایم اے تک جدید تعلیم کی سہولت	تمام شعبہ جات میں جدید تعلیم لازمی		
دینی ذوق رکھنے والے طلباء کی خدمت کرنے والا منفرد ادارہ	ادبی مقابلہ جات	کمپیوٹر لیب	قرآن پاک کی تعلیم لازمی	

شعبہ حفظ اور تجوید کے طلباء کو جدید تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لیے منفرد اقدام

شعبہ حفظ کے مدارس میں عام طور پر جدید علوم کی تعلیم کا رواج نہیں۔ ایسے مدارس کے فارغ التحصیل حفاظ کرام کے لئے اعلیٰ مذہبی اور جدید تعلیم کے حصول کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ جن مدارس میں درس نظامی کے ساتھ ساتھ جدید علوم کی تعلیم دی جاتی ہے وہاں پر داخلے کی شرط مڈل اور میٹرک ہے۔ اس طرح ایسے مدارس کے فارغ التحصیل حفاظ کرام مڈل اور میٹرک تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے مستند دینی مدارس، سکولز اور کالجز میں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ادارہ ہذا وہ واحد ادارہ ہے جہاں پر حفاظ طلباء کے لئے جدید و قدیم علوم کا خوبصورت امتزاج پیدا کیا گیا ہے۔ تاکہ حفاظ طلباء Overage ہونے سے بچ جائیں۔ اور انہیں اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے اور اعلیٰ ملازمتوں کے حصول میں پریشانی نہ ہو۔ اس لئے جدید تعلیم کا حصول شعبہ حفظ، تجوید و قرأت اور درس نظامی کے طلباء کے لیے لازمی ہے۔

Marfat.com

سفرِ آخرت

سفرِ آخرت	قاری محمد ندیم عابد
تعزیتی تقریبات	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
الٰہی قبر ہو ان کی معنبر	محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری
(قطعہ تاریخ وصال)	
مادہ ہائے تاریخ ولادت و وصال	محمد عبد القیوم طارق سلطانپوری
تاثرات وصل و فراق	ملک ظفر اقبال ظفر
رہبرِ دیدہ وراں	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

بکھرا ہوا ہے نظم گلستان تیرے بغیر
دورِ خزاں ہے فصلِ بہاراں تیرے بغیر
اک شاخِ گل نہیں کہ چمن میں اداس ہے
ہر طائر ِ چمن ہے پریشان تیرے بغیر

(صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی)

Marfat.com

Marfat.com

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہ کے سفرِ آخرت کی روداد

قاری محمد ندیم عابد: سکالر ایم فل سرگودھا یونیورسٹی

سیاح حرمین شریفین قطب زماں حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ یادگار اسلاف تھے۔ بلاشبہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار اوصاف حمیدہ اور محاسن جمیلہ سے نوازا تھا۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ دین اسلام اور خلق خدا کی خدمت میں بسر کیا۔ آپ ایک سچے عاشق رسول اور فخر سادات تھے۔ ساری ساری رات محفل نعت میں بیٹھنا آپ کا معمول تھا۔ میں نے خود کئی محافل میں اندر دیکھا کہ ثناخوان مصطفیٰ ﷺ نعت شریف پڑھ رہے ہوتے اور آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوتی تھی۔

آپ کی ذات گرامی سے لاکھوں انسانوں نے روحانی و باطنی فیض حاصل کیا۔ سینکڑوں علماء و مشائخ عظام آپ کو اپنا روحانی پیشوا اور رہبر تسلیم کرتے ہیں۔ ہزاروں کی زندگیاں آپ کی صحبت بابرکت سے بدل گئیں۔ آپ نے کئی مساجد تعمیر کروائیں اور سینکڑوں دینی مدارس کی آپ سرپرستی فرماتے تھے۔ آپ کو بڑی الفت و محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے ہر عقیدت مند کو اس ادارے کا تعارف کراتے۔ حضور باباجیؒ وصال سے پہلے سات دنوں میں دو مرتبہ بیربل شریف تشریف لے گئے۔ بڑی شفقت فرمائی اور خصوصی دعا فرمائی۔

افسوس کہ ایسی مشفق و مہربان ہستی ہم سے جدا ہوگئی۔ 11 اگست 2004ء بروز بدھ کو بندۂ ناچیز نے شاہ پور صدر میں حضور باباجیؒ کے وصال پر ملال کی خبر سنی تو شدت غم سے فوراً بیربل شریف ٹیلی فون کیا اور خود سیدھا جوہر آباد شریف چلا گیا۔ تمام شہر کی فضا سوگوار تھی۔ جدھر دیکھتا تھا حضور باباجیؒ کے دیوانے غم سے نڈھال نظر آتے تھے۔ ہر شخص کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ کسی کو اپنا ہوش نہیں تھا۔ ہر شخص یہی کہہ رہا تھا کہ ہم یتیم

Marfat.com

ہو گئے۔ ہمارے پیارے، مشفق، مہربان اور مربی ہم سے جدا ہو گئے۔ تمام لوگ جوق در جوق آپ کے وصال کی خبر سن کر آستانہ عالیہ پر پہنچ رہے تھے۔ حاضر ہوتے ہی حضور باباجیؒ کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے۔ میں نے بھی حضور باباجیؒ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ بلا مبالغہ عرض کر رہا ہوں ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ چند گھڑیوں کے لئے آرام فرما رہے ہیں۔ زیارت کرنے کے بعد تمام لوگ درود شریف اور کلمہ شریف کا ورد کر رہے تھے۔ تمام آنے والے عقیدت مند دھاڑیں مار مار کر اور ایک دوسرے سے گلے مل کر رو رہے تھے۔

اسی اثنا میں حضور باباجیؒ کے منظور نظر میاں رحمت علی چشتی گولڑوی جو کہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں زیر تعلیم ہیں، کو مولانا مدثر حسین معینی صاحب لیکر پہنچ گئے۔ ان کے آتے ہی تمام لوگ کھڑے ہو گئے اور میاں رحمت کو اٹھا لیا۔ سب زار و قطار رو رہے تھے اور ساتھ کہہ رہے تھے کہ حضور باباجیؒ کی نشانی آ گئی۔ میاں رحمت علی بھی غم سے نڈھال تھے کیونکہ ان سے پیار کرنے والے آج ان سے رخصت ہو رہے تھے۔ پھر تمام لوگ بیٹھ گئے اور کلمہ شریف کا ورد کرتے رہے، اس دوران حضرت پیر محمد مظہر قیوم صاحبؒ آف پپلاں شریف اور حضرت علامہ عبدالرحمٰن الحسنی صاحب بھی پہنچ گئے۔ ان سے کچھ دیر بعد گنجیال شریف کے سجادہ نشین سید عنایت اللہ شاہ صاحب، حضرت علامہ پیر محمد اسماعیل الحسنی صاحب اور پروفیسر قاری محمد مشتاق انور صاحب بھی آستانہ عالیہ پر پہنچ گئے۔ سب حضرات حضور باباجیؒ کا سایہ عاطفت اٹھ جانے کی وجہ سے دکھ اور پریشانی میں مبتلا تھے۔

اسی اثنا میں حضور باباجیؒ کے منظور نظر بیربل شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین صاحب بھی غم واندوہ کی مجسم تصویر بنے پہنچ گئے۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو برس رہے تھے۔ تمام حضرات آپ سے ملتے اور حضور باباجیؒ کے بارے میں افسوس کا اظہار کرتے تھے۔ آپ کی آنکھوں پر بدستور آنسو رواں تھے اور غم کی شدت کی وجہ سے آپ سے کوئی بات نہیں ہو رہی تھی۔ پھر باباجیؒ کی زیارت کے لیے

Marfat.com

اندر تشریف لے گئے۔ باباجیؒ کی چارپائی کو بوسہ دیا۔ لوگوں کا ہجوم بڑھتا چلا گیا۔ کچھ دیر بعد شرقپور شریف سے صاحبزادہ پیر میاں محمد ابوبکر صاحب، صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب اور وادی عزیز شریف سے صاحبزادہ پیر محبوب الٰہی نسیم صاحب بھی تشریف لے آئے۔ تمام غم سے نڈھال تھے۔ ملک کے طول و عرض سے لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہو چکی تھی۔

نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے عشاء کے بعد ساڑھے نو بجے کا وقت مقرر کیا گیا۔ جنازے سے کچھ دیر پہلے آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کے چشم و چراغ حضرت صاحبزادہ پیر سید غلام معین الحق شاہ صاحب بھی تشریف لے آئے۔

جب نماز جنازہ کے لیے آپ کا جسد خاکی آستانہ فخر سادات سے اٹھایا گیا تو ہر شخص اشک بار تھا اور کلمہ شریف کا ورد کر رہا تھا۔ جنازہ کے عظیم اجتماع عظیم مذہبی سکالر حضرت علامہ عبدالرحمن الحسنی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج عظیم روحانی پیشوا دینی محفلوں اور اداروں کی سرپرستی فرمانے والے رہبر و رہنما، سیاح حرمین شریفین فخر سادات کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو کہ ولی کامل کی نماز جنازہ ادا کرنے والے ہر شخص کی اللہ تعالیٰ بخشش فرما دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا حضور باباجی سید طاہر حسین شاہؒ ایک سچے اور کامل ولی اللہ تھے۔ اس لیے آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کو جنازے میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور باباجیؒ کی وصیت کے مطابق حضرت پیر محمد مظہر قیوم صاحبؒ آف پپلاں شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پچاس ہزار سے زائد افراد نے جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ جنازہ میں امراء، انتظامیہ، عہدیدار، علماء و مشائخ، اساتذہ و طلباء اور تقریباً تمام مکاتب فکر کی جلیل القدر شخصیات نے شمولیت فرمائی۔

آپ کے وصال سے طریقت کی دنیا میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ صدیوں پر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہم آپ کے علمی و روحانی فیض سے فیض یاب ہوتے رہیں۔ (آمین)

Marfat.com

تقریب قل خوانی حضور باباجیؒ

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

جمعۃ المبارک 13 اگست 2004ء کی صبح جوہر آباد میں حضور باباجیؒ کی تقریب قل خوانی منعقد ہوئی۔ گرمی کی شدت اور حبس کے باوجود عشاق کا ایک ہجوم تھا۔ شیر ربانی مسجد کے ہال اور صحن میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ مسجد کے باہر جگہ پر زائرین کیلئے ٹینٹ لگا کر سایہ کا وسیع انتظام کر دیا گیا تھا۔ حضور باباجیؒ کی عقیدت مندوں اور متوسلین کے علاوہ مشائخ کرام کی ایک خاصی تعداد محفل میں تشریف فرما تھی جن میں مندرجہ ذیل کے اسماء گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت میاں فیض عالم صاحب سجادہ نشین کوٹلہ شریف، صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپور شریف، صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین بیربل شریف، پیر سید قلندر حسین شاہ جوہر آباد، پیر سید عنایت اللہ شاہ گنجیال شریف، صاحبزادہ خالد سیف اللہ بیربل شریف، صاحبزادہ مظہر قیوم بیربل شریف، پیر سید مبارک شاہ گنجیال شریف، صاحبزادہ عبدالرحمٰن حسنی شاہ والا شریف، صاحبزادہ علامہ محمد اسماعیل الحسنی شاہ والا شریف، پیر سید عطاء اللہ شاہ گنجیال شریف، پیر سید امجد عزیز بدلی والا شریف، پیر سید اصغر علی شاہ صاحب گنجیال شریف، پیر مشتاق احمد الازہری سرگودھا، علامہ قاضی منظور احمد سرگودھا۔ مشائخ عظام کے علاوہ چوہدری عمر دراز، جناب فاروق احمد پراچہ، ملک قادر یار ٹوانہ، شیخ دوست محمد، مہر محمد ممتاز، شیخ محمد اقبال، جناب شریف خاں بلوچ، جناب صدیق میمن، ملک لعل خاں، حاجی سردار اصغر حیات میکن، ملک محمد اشرف کوہلر، حکیم محمد صادق، سید اختر حسین شاہ چوہدری عبدالغفور صوفی عبداللطیف، حکیم محمد اسلم، ملک منیر احمد بندیال، ملک مظفر حسین اور حضور بابا

Marfat.com

کے دیگر مقربین اور دوستوں کی خاصی تعداد بھی محفل میں موجود تھی۔

حضور باباجیؒ کے خادم خاص جناب محمد نصر اللہ صاحب نے جب علامہ اسماعیل الحسنی صاحب کی یہ نظم سنائی تو مجلس سے ایک نالہ آہ و بکا بلند ہوا اور ہر آنکھ حضور باباجیؒ کی محبت اور فراق میں اشکبار ہوگئی نظم کے دو اشعار نمونہ کے طور پر پیش خدمت ہیں۔

بکھرا ہوا ہے نظم گلستاں تیرے بغیر
دور خزاں ہے فصل بہاراں تیرے بغیر
اک شاخ گل نہیں کے چمن میں اداس ہے
ہر طائر چمن ہے پریشان تیرے بغیر

قاضی منظور احمد صاحب نے قرآنی آیت فلنحيينه حيوٰة طيبة اور علامہ عبدالرحمن الحسنی نے سيجعل الرحمن ودا کی روشنی میں حضور باباجیؒ کو خراج تحسین پیش کیا۔

فقیر محمد نصر اللہ معینی کی مختصر گفتگو کے بعد جب باباجی حضور کے منظور نظر صاحبزادہ محبوب حسین صاحب اظہار خیال کیلئے مائیک پر تشریف لائے تو گریہ اور رقت کی وجہ سے الفاظ آپ کے گلے میں رندھ گئے اور شدت غم کی وجہ سے آپ کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ چنانچہ وہ صرف چند جملے ہی ادا کر سکے۔ آپ کے بعد آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب نے حضور باباجیؒ کی دینی وملی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا نیز فرمایا کہ صاحبزادہ محبوب حسین صاحب حضور باباجیؒ کے محبوب ہیں آپ سب لوگوں کے محبوب ہیں اور میرے بھی محبوب ہیں اور میں آپ سب کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ زندگی کے آخری لمحے تک یہ میرے محبوب رہیں گے۔

اس تقریب کا ایک بڑا اہم، روح پرور اور معلومات افزا خطاب علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی کا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور باباجیؒ پوری صدی کے اولیاء کے فیضان کا خلاصہ تھے۔ علامہ حسنی صاحب نے بتایا کہ ایک دن مسجد کی سیڑھیوں سے اترے ہوئے

Marfat.com

مجھے فرمایا: فقیر صاحب ایک مسئلہ بتائیں، دل چاہتا ہے کہ میری قبر مدینہ شریف میں بنے اور موت کہتی ہے میں نے جوہرآباد میں آنا ہے، اب اس کا کیا حل ہے؟ میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ یہ معاملہ مدینے والی سرکار پر چھوڑ دیں۔ وہ اگر جوہرآباد کے علاقے کو آپ کی ذات کے ذریعے فیضان پہنچانا چاہتے ہیں اور اس خطے کی تقدیر بدلنا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی پر چھوڑ دیں وہ آپ کی قبر کو ہی مدینہ بنائیں گے۔ آپ کو یہ جواب بہت پسند آیا۔

حسنی صاحب نے کہا کہ لوگو! اپنی آنکھوں سے حضور کا تصور غائب نہ ہونے دو ورنہ فیض کم ہو جائے گا اور اپنا ایک مراقبہ بیان کیا جس میں حضور باباجی نے فرمایا کہ شیخ کے ساتھ رابطہ منقطع نہ ہو، فیض پہلے سے زیادہ ملے گا۔

محفل کا آخری اور مرکزی خطاب حضور باباجیؒ کے دادا پیر شیخ المشائخ حضرت بابا امیر الدینؒ کوٹلہ شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں فیض عالم صاحب دامت برکاتھم کا تھا۔ آپ نے حضور باباجیؒ کے جنازہ میں جلدی کرنے اور شامل نہ ہو سکنے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا: میرے والد گرامی فرمایا کرتے تھے ''جو مرتے نہیں خراب ہوتے نہیں اور جو مر جاتے ہیں خراب ہو جاتے ہیں۔ فرمایا باباجی سرکارؒ کو لوگوں نے دیکھا کہ جب آپ پر پھول نچھاور ہوتے اور چہرے پر پڑتے تو تھوڑی سی آنکھیں میچ لیتے۔ فرمایا سرکار باباجیؒ زندہ ہیں۔ قلبی رابطہ رکھو فیض جاری رہے گا۔ یہ تصور لے کر آؤ گے کہ زندہ ہیں تو زندہ ملیں گے۔ بات کرو گے تو سنیں گے۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ نے عوام اہل سنت کو بعض غلط رسوم کی بیخ کنی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اولاد کی اخلاقی تربیت کی طرف خصوصاً توجہ دینے پر زور دیا..........

Marfat.com

☆ پیر بل شریف میں تعزیتی جلسہ

حضور باباجیؒ کے ہاں صاحبزادہ محبوب حسین صاحب سجادہ نشین پیر بل شریف کو جو خصوصی قدر و منزلت نصیب رہی ہے اس کے پیش نظر ان سے اظہار تعزیت کیلئے راقم شیخ دوست محمد صاحب کی رفاقت میں ۱۲ اگست ۲۰۰۴ء کو پیر بل شریف حاضر ہوا۔ ہم نے دیکھا کہ حضور کے اس فرزند روحانی کے آنکھیں مسلسل اشک بار تھیں اور لوگ اظہار تعزیت کیلئے چلے آرہے تھے۔ یوں لگتا تھا کہ باباجی کا وصال جوہرآباد میں نہیں بلکہ پیر بل شریف میں ہوا ہے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب آپ کو اپنے والد کا درجہ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور باباجی کے وصال پر آپ پر غم کی وہی کیفیت تھی جو ۱۹۸۰ء میں اپنے والد گرامی حضرت سیدی خواجہ معین الدین چشتی کے وصال پر تھی۔

حضرت باباجی سرکارؒ سے اسی خصوصی تعلق کے بناء پر صاحبزادہ صاحب نے ۱۲ ستمبر ۲۰۰۴ء کو پیر بل شریف میں ایک تعزیتی تقریب کا اہتمام فرمایا۔

لاہور سے جناب ڈاکٹر عابد نظامی، جناب شیخ دوست محمد اور شیخ محمد اقبال تبسم کی رفاقت میں اس عظیم الشان تقریب میں شرکت کا موقع نصیب ہوا۔ یہ تقریب حضرت خواجہ مظہر قیوم صاحب دامت برکاتہم پپلاں شریف کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ یاد رہے حضرت وہ مبارک ہستی ہیں جنہوں نے حضور باباجیؒ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ پڑھایا۔ اس تاریخی تقریب میں صاحبزدہ علامہ محمد اسماعیل الحسنی شاہ والا شریف، حضرت پیر عنایت اللہ شاہ گنجیال شریف، حضرت پیر قلندر شاہ صاحب، پیر سید اختر حسین صاحب، حضرت صاحبزادہ خالد سیف اللہ صاحب، صاحبزادہ محمد مظہر قیوم صاحب، جلیل القدر علمائے کرام اور حضور باباجیؒ کے بے شمار دوستوں اور مقربین نے شرکت فرمائی۔ حضور باباجی کی سنت ادا کرتے ہوئے جوہرآباد سے حضرت پیر قلندر شاہ صاحب کی زیر قیادت کاروں کا قافلہ پیر بل شریف پہنچا یہ ایک شاندار تاریخی تقریب تھی جس کی تفصیلات انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں پیش کی جائیں گی۔

Marfat.com

الٰہی قبر ہو ان کی معنبر

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ

قطعہ تاریخ سال وصال

وقار و افتخارِ بزمِ دوراں ۔ بڑا بندہ ، جلیل القدر انساں
وہ ماہِ نور پاشِ مشرق عرفاں ۔ وہ اوجِ فقر کا خورشید تاباں
چمن زار طہارت کا گل خوب ۔ حسیں باغِ سیادت کا وہ ریحاں
یہ اخلاص عابد و عارف خدا کا ۔ محبّ و والہٗ محبوبِ یزداں
ولادار آل و اصحاب نبی کا ۔ وہ ناموس محمد کا نگہباں
مدینے کا وہ بیت اللہ کا زائر ۔ ہوا اس پر مسلسل فضلِ رحماں
وہ اوصاف اکابر کا نمونہ ۔ وہ عکسِ عظمت اسلافِ ذی شاں
فلاح و خیر کے کاموں میں سابق ۔ سعادت کی مساعی میں نمایاں
مساجد کا مدارس کا وہ بانی ۔ رہا نیکی کے پھیلاؤ میں کوشاں
وہ دین حق کا اک پر جوش خادم ۔ علم بردار حفظ شانِ قرآں
وفات اس مرد حق آگاہ کی ہے ۔ جنودِ حق کا نے اندازہ نقصاں
الٰہی ، قبر ہو اس کی معنبر ۔ خدایا اس کی تربت ہو درخشاں

وصال بندۂ حق کیش کا سال
کہا ، ''راہ ریاض فقر و عرفاں''

۲۰۰۴

(محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری)

Marfat.com

مادہ ہائے تاریخ

در مدح حضرت سید طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری مدظلہٗ اہل سنت کے مایہ ناز بدیہہ گو شاعر ہیں۔ حسن ابدال میں رہائش پذیر ہیں۔ مادہ ہائے تاریخ نکالنے میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ کے اعلیٰ شاعرانہ اوصاف، حسن اخلاق اور تواضع ملنے والے کا دل مو لیتے ہیں۔ علمائے ربانیین اور صلحائے امت کی مدح آپ کا معمول اور مسلکِ حق کی ترجمانی آپ کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور فیوضات میں اضافہ فرمائے۔ آمین

مادہ تاریخ سالِ ولادت

۱۹۰۱ء خورشیدِ طریقت نبی ـــــــــ جلوۂ شانِ غوث

مادہ ہائے تاریخ سال وصال

۱۴۲۵ھ کے مطابق	۲۰۰۴ء کے مطابق
نبراس فیض حیدر	چراغ حشمت احمد
محب ومداح شیر بغداد	جلوۂ شانِ غوثِ زمانہ
جلوۂ چراغ محفل ہدیٰ	جوہر عظمت فقر
مرکزِ تجلیات اکابر دیں	عظمت کردار کا مجسمہ
تصویر طریقت	باادب فرد، باوقار شخصیت
آئینہ ہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ	دفاع شانِ ختم نبوت
شمع منہاج فیض طیبہ	یگانہ مؤید تحریکِ نظامِ مصطفیٰ

Marfat.com

تاثراتِ وصل وفراق

ملک ظفر اقبال ظفؔر

خاکی شاہ موڑ کھنڈا کے ملک ظفر اقبال ظفؔر ایم اے، ایم ایڈ آسمانِ علم وادب کا ایک روشن ستارہ ہیں۔ تعلیم وتدریس کے شعبے میں عمر اس شان سے گزاری کہ ان کے تلامذہ آج بھی ان کے علم اور طریقہ تدریس کے مدّاح ہیں۔ ملک صاحب ایک اعلیٰ پائے کے شاعر اور ادیب ہیں۔ مقامی سطح پر ''سفر'' کے نام سے ایک ادبی رسالہ کے ایڈیٹر رہے۔ نعت، مدحت اور غزل میں ان کا کلام جذبے، دانش اور اثر آفرینی میں ایک قابلِ رشک حیثیت کا حامل ہے۔ مجلّہ معین الاسلام میں شائع ہونے والے ان کے کلام کو بڑی پزیرائی ملی۔ لاہور میں حضور باباجیؒ سے پہلی اور آخری ملاقات اور پھر وصال کے حوالے سے ان کے دو فارسی قطعات ہدیہ قارئین ہیں۔

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کی 2003ء میں پہلی دفعہ لاہور میں زیارت نصیب ہوئی۔ تو قلبی کیفیات نے شعروں کی زبان میں یوں اظہار کیا۔

بنظر شوقِ وارفتہ چہ خوش دیدم چہ خوش دیدم
رخِ رعنائے طاہر راچہ خوش دیدم چہ خوش دیدم

Marfat.com

تو آں شا ہے کہ از مہرت دلم آسودہ شد شاہا
بغارت کردی غم بارا چہ خوش دیدم چہ خوش دیدم

ترجمہ: شوق وارفتہ کے ساتھ میں حضرت سید طاہر حسین شاہ کے حسین روئے انور پر نظر ڈالی۔ واہ وہ کیا خوب زیارت تھی۔ آپ ایسے بادشاہ ہیں کہ آپ کی محبت سے میرا دل آسودہ ہو گیا میرے غموں کو آپ نے ختم فرما دیا۔ واہ کیا ہی خوب زیارت نصیب ہوئی۔

11 اگست 2004ء کو آپ کے وصال کی خبر سنی تو سانس کی تکلیف سے بے دم تھا۔ کانپتے ہاتھوں سے قلم نے لکھا۔

سکون دل زمن بردی و رفتی
مرا دل بے سکوں کردی و رفتی
نگاہت کم نگاہاں را تجلّی
تجلّی را بہ خوں کردی و رفتی

ترجمہ: آپ نے مجھ سے سکون دل چھین لیا اور چلے گئے۔ آپ نے میرے دل کو بے سکونی میں مبتلا کر دیا اور چلے گئے۔ آپ کی نگاہ کرم کم نگاہوں کے لیے ایک تجلّی تھی۔ اس تجلّی کا خون کر کے آپ روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

رہبرِ دیدہ وراں

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

دین کا کوہِ گراں تھے سیدِ طاہر حسین
عشقِ احمد ﷺ کا جہاں تھے سیدِ طاہر حسین

غیرتِ فقرِ علیؑ کا اِک حسیں پیکر تھے وہ
عشق کا سِرِ عیاں تھے سیدِ طاہر حسین

شیر ربانی ؒ سے لے کر تابہ شاہ گولڑاؒ
اولیاء کے ترجماں تھے سیدِ طاہر حسین

جن کے ہر اک لفظ میں تھا قلزم آب حیات
وہ مسیحائے دلاں تھے سیدِ طاہر حسین

جلوہ دیدار ان کا باعث تسکین جاں تھا
مرہمِ دلخستگاں تھے سیدِ طاہر حسین

سب عیاں تھے آپ پر، اسرار دل اسرارِ دیں
رہبر دیدہ وراں تھے سیدِ طاہر حسین

کر کے سونی محفلیں وہ سوئے عقبیٰ چل دیے
رونق ہر قلب و جاں تھے سیدِ طاہر حسین

اک معینی ہی نہیں ان کی نگاہوں کا اسیر
وہ حبیب این و آں تھے سید طاہر حسین

Marfat.com

اہم تقریبات

☆ ایک یادگار تقریب

☆ تقریب جشن صد سالہ

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

Marfat.com

Marfat.com

ایک یادگار تقریب

جامع مسجد گنج شکر کا سنگِ بنیاد

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

15 جنوری 2003ء موسم سرما کی ایک ٹھٹھرتی صبح ہے۔ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے طلباء کسی مہمان ذیشان کے استقبال کی تیاریوں میں لگے ہیں۔ ہر طرف گہما گہمی ہے۔ ناظم ادارہ انتظامات کا جائزہ لے کر ہدایات دے رہے ہیں۔ ادارہ کے اجمیری بلاک کے سامنے غربی پلاٹ میں مہمان مکرم کے لئے ایک بلند اور خوبصورت نشست گاہ بن چکی ہے۔ جس کے سامنے صفوں پر مہمان اور طلباء منتظر بیٹھے ہیں۔ عالمی ایوارڈ یافتہ قراء جناب کرامت علی نعیمی اور جناب قاری محمد مشتاق انور بھی تشریف لا چکے ہیں۔ چند ہی لمحوں بعد فخر سادات زائرِ حرمین بابا جی حضرت سید طاہر حسین شاہؒ ادارہ میں عظیم الشان سہ منزلہ جامع مسجد گنج شکر کے سنگ بنیاد کی نقاب کشائی فرمائیں گے۔ آخر دوپہر کے وقت یہ آفتاب طریقت طلوع ہوا تو ادارہ کے در و دیوار جگمگا اٹھے اور دل خوشی سے لبریز ہو گئے۔

طریقت کے بادشاہ جب تخت پر جلوہ گر ہوئے تو دونوں قراء نے اپنی وجد آفریں تلاوت کے ساتھ ساتھ ہدیہ نعت بھی پیش کیا۔ حضور بابا جیؒ اور تمام حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ یاد رہے کہ بابا جیؒ کو ڈاکٹروں نے ان کی شدید علالت کے پیش نظر سفر اور گفتگو سے منع کر رکھا تھا لیکن ادارہ معین الاسلام کی دینی خدمات کو آپ ہمیشہ سے

Marfat.com

بنظرِ تحسین دیکھتے تھے چنانچہ اس کی حوصلہ افزائی کی خاطر اپنی علالت طبع کو کبھی خاطر میں نہیں لائے۔ بیماری اور تکلیف کے باوجود ہمیشہ ادارہ کی تقریبات میں شرکت فرماتے رہے۔ آج بھی فالجی کیفیت کے باوجود نہ صرف تشریف لائے بلکہ طلباء اور حاضرین سے خطاب بھی فرمایا اور زبان کی لکنت کی وجہ سے بولنے میں دشواری کے باوجود بیس منٹ گفتگو فرماتے رہے۔

فرمایا: دین ہمیں بڑی مشکل سے ملا ہے۔ اسکی خاطر مسلمانوں نے پتھر کھائے۔ تکالیف برداشت کیں لیکن حضور ﷺ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ دین کو نہیں چھوڑا۔ اب تو درویشی اور تعلیمی آسان ہوگئی ہے۔ پہلے بہت مجاہدے کرنے پڑتے تھے۔ اس وقت چیدہ چیدہ تعلیمی مرکز تھے۔ اس زمانے میں بھی بیربل شریف کا درس مشہور ہوا۔ اس کا فیض کلکتہ اور دلی تک گیا۔ موجودہ دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے دین کے لئے پھر دوبارہ تعلیم کا یہ گہوارہ بنا دیا ہے۔ انشاء اللہ یہ کامیاب ہوگا۔ جنگل میں اتنی مخلوق اکٹھی کرنا تمہارے اختیار سے باہر ہے۔ یہ بزرگوں کی نظر ہے۔ مقام پہلے ہی بلند تھا اللہ نے اس کو اجاگر کرنا تھا۔ میں کنارے پر ہوں کسی غرض کے لئے تعاون نہیں کیا۔ صرف اللہ کی رضا پیش نظر ہے۔ میں کچھ بھی نہیں۔ مرشد کی نظر ہے۔ جہاں گیا مسجد بنوائی اور مدارس کے ساتھ حسبِ استطاعت تعاون کیا۔ میرے سائیں کی مہربانی ہے۔ اب گدیوں پر بے عملی اور لڑائی ہے۔ بعض بزرگوں کے نام پر گائیں پلتی پھرتی دیکھیں لیکن ان کی اولاد میں کوئی ایسا نہیں جو خانقاہ نظام سنبھال سکے وہ لوگ کہاں سے چلے تھے کہاں کہاں اسلام پھیلایا۔ اب ان کی اولاد یں دین چھوڑ رہی ہیں۔ جس کو اللہ توفیق دے اسی سے کام لیتا ہے ہر ایک کو یہ اعزاز نہیں ملتا۔ بزرگ بنا جاتے ہیں پیچھے والے سنبھال لیتے ہیں۔

پناہ ہے تو دین کے اندر ہے۔ یہاں عزت بھی ہے گزارا بھی ہے سب کچھ ہے ان لوگوں نے پندرھویں صدی کے لئے بڑی قربانیاں دیں۔ جب کوئی قاری قرآن پڑھتا ہے تو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ اللہ اس پنیری کو توڑ چڑھائے۔ سب کامیاب ہوں اللہ پاک

Marfat.com

عمل کی توفیق دے دنیا میں آباد ہوں پیار سے رہیں۔ اللہ کرے یہ باغ قیامت تک پھلتا پھولتا جائے اس کے بوٹے پھلتے جائیں۔ یہ دنیا تک دین پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ گاؤں والوں کو بھی تعاون کی توفیق دے۔

اہل نسبت علماء حضور ﷺ کے غلام ہوتے ہیں۔ دین ادب سکھاتا ہے۔ فرعون نے عمر گزار دی اللہ سے باغی بن کر۔ کچھ نہیں کہا لیکن جب موسیٰ کو چھیڑو گے تو نہیں چھوڑوں گا۔

دل اندر سے صاف کرو۔ قاریوں کو اللہ تعالیٰ دین کو سمجھنے کی اور عمل کی بھی توفیق دے حضور کی غلامی اختیار کرو۔ دین دنیا سنور جائیں گے ......

مختصر اور پر اثر خطاب کے بعد سنگ بنیاد کی نقاب کشائی فرمانے لگے تو اپنا گرانقدر حصہ ڈالنے کے بعد تمام طلباء کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم بھی حصہ ڈالو۔ خواہ ایک روپیہ ہی ہو۔ اس سے مسجد نہیں بن جانی لیکن اس کے دو مقصد ہیں ایک تو یہ کہ تم دین کے طالب علم ہو۔ تمہارے پیسے برکت والے ہیں اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ تمہیں بھی اللہ کی راہ میں دینے اور خرچ کرنے کی عادت پڑے۔

پروفیسر قاری مشتاق انور صاحب کو فرمایا کہ میرے پاس جھولی کر کے کھڑے ہو جاؤ اور طلباء کے پیسے جمع کرتے جاؤ۔ چنانچہ اس کتاب میں وہ تصویر موجود ہے جس میں حضور باباجیؒ سنگ بنیاد کے پاس کرسی پر بیٹھے دعا فرما رہے ہیں۔

اس موقعہ پر آپ نے اپنے ہمراہ آنے والوں کو بھی مسجد کی تعمیر میں تعاون کے طرف توجہ دلائی۔ تقریب سے فارغ ہو کر حضور جوہر آباد تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں ملک محمد منیر بندیال شریف ملے انہیں حکم دیا کہ جا کر مسجد گنج شکر کے لئے عطیے کا اعلان کر کے جوہر آباد آجائیں۔ چنانچہ ملک صاحب نے ادارہ معین الاسلام بیربل شریف میں آکر ایک لاکھ روپے کے عطیہ کا اعلان کیا اور بعد ازاں یہ رقم اس کار خیر میں شامل بھی کر دی۔

Marfat.com

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ کے جشن صد سالہ کے موقع پر ایک یادگار محفل نعت

پروفیسر محمد نصر اللہ معینی

میلاد النبی ﷺ کی یاد میں منائی جانے والی محافل نعت اہل محبت کے لئے حیات نو کا پیغام لاتی ہیں۔ ان مجالس میں نیرّ تاباں، مہرِ درخشاں مونسِ دل خستگان اور راحتِ قلوب عاشقاں ﷺ کی محبت کا آب حیات تقسیم ہوتا ہے۔ والئی کون و مکاں، فخرِ انس و جاں کے عشق کے ترانے سن کر دل قوی اور روحیں سرشار ہو جاتی ہیں چنانچہ اطاعت و اتباع رسول ﷺ کے فصل لہلہانے لگتی ہے۔ اور باطل محبتوں کی خاردار جھاڑیوں سے دلوں کی سرزمین پاک ہو جاتی ہے۔

بقول ریاض حسین چودھری

دل کے بنجر کھیت میں کرنیں اُگا دیتی ہے نعت
نقش باطل کے جبینوں سے مٹا دیتی ہے نعت

لائق صد تحسین ہیں، وہ لوگ جو زبان وقلم سے محبوب خدا کے حسنِ دلنواز کو الفاظ کے نگینوں میں پروتے رہتے ہیں ان لوگوں کی زبان وقلم کی نوک پر لفظ نہیں جنت کے پھول اُگتے ہیں۔ جنکی خوشبو سے مشامِ جاں معطر ہو جاتے ہیں۔

عشاق رسول ﷺ کے دلوں پر کیف وسرور کے پھول بکھیرتی ایسی ہی ایک روح پرور محفل کا انعقاد ہفتہ 13 جولائی 2002ء کو نیشنل ہاؤس ملتان روڈ لاہور کے وسیع ہال میں ہوا۔ ہال کو خوبصورت بینروں اور رنگارنگ روشنیوں سے سے سجایا گیا تھا۔ محفل کی تزئین و آرائش اور اس کا کا حسنِ انتظام تقریب کے میزبان جناب شیخ دوست محمد اور ان کے فرزندان گرامی

Marfat.com

کے حسن ذوق اوران کی سرکار دو عالم ﷺ سے محبت وعقیدت کا مظہر تھا۔
اس مبارک تقریب کی اہمیت اس حوالے سے دو چند ہوگئی تھی کہ ایک ولی کامل حضرت سید خادم حسین شاہ صاحبؒ کے ایصال ثواب کیلئے منعقد ہونے والی اس روحانی محفل کی صدارت بھی دور حاضر کی عظیم روحانی شخصیت زبدۃ العارفین شیخ المشائخ سیاح حرمین حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرما رہے تھے۔ حضرت بابا جی مدظلہ مظہر فیوضاتِ حضرت مجدد الف ثانیؒ و حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پروردۂ نگاہ ہیں اور اس دور میں ان کے فیوضات کے امین ہیں۔ آپ زندگی کی 100 سو بہاریں دیکھ چکے ہیں اور عشقِ رسول ﷺ کی بہاروں سے ان گنت ویران دِلوں کو رشکِ گلستاں بنا چکے ہیں۔
آج اس محفل پاک میں اس مرد کامل کی قومی وملی اور دینی وروحانی خدمات کے اعتراف اور اس پر خراج تحسین پیش کرنے کے لئے آپ کی دستار بندی بھی ہونے والی تھی۔ دیگر علماء وصلحا کے علاوہ روحانی خانوادوں کے چشم و چراغ یعنی حضرت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف اور جناب صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین سجادہ نشین بیربل شریف اور حضرت پیر سید خادم حسین شاہ صاحبؒ کے سجادہ نشین جناب صاحبزادہ سید امجد حسین شاہ صاحب اور صاحبزادہ خواجہ نورالزماں اویسی چینڈ پور شریف ضلع شیخوپورہ بطور مہمان خصوصی شرکت فرما رہے تھے۔ آسمان روحانیت کے ان ستاروں کے جھرمٹ میں بعد نماز مغرب محفل پاک کا آغاز جناب قاری وسیم ظفر صاحب کی مسحور کن تلاوت سے ہوا۔ بعد ازاں سرکار دو عالم رسول محتشم فخر نبی آدم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں محبتوں اور عقیدتوں کے گلدستے پیش کرنے کا مرحلہ شروع ہوا۔ اس مرحلے کی خوبصورت نقابت کے فرائض جناب ریاض مصطفٰے ادا کر رہے تھے۔ سب سے پہلے شیخ وسیم اکرم چاند نے اپنی خوبصورت آواز میں یہ نعتیہ پھول پیش کیے۔

Marfat.com

سب رسولِ خدا بن کے آئے
وہ حبیب خدا بن کے آیا

جناب کامران قریشی وجہ رونق کائنات ﷺ کی آمد کی نوید سناتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

تیرے اے دن بہار پھرتے ہیں
وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

جبکہ پروفیسر محمد ارشد حسنِ مجسم ﷺ کی بارگاہ میں حیرت زدہ کھڑے عرض کر رہے تھے۔

تو کائناتِ حسن ہے یا حسن کائنات

عزیزم عبدالمقیت نے پورے فنی محاسن کے ساتھ یہ نعت پڑھی۔

مجھ خطا کار سا انسان مدینے میں رہے
بن کے سرکار کا مہمان مدینے میں رہے

صوفی اللہ دتہ صاحب نے آغاز میں گلے کی تکلیف کا اظہار کیا۔لیکن جونہی انہوں نے پنجابی میں عقیدت کے پھول بارگاہ رسالت پناہ میں پیش کرنے شروع کیے تو عشقِ رسول کے پھولوں کا رس کشید ہو کر ان کے گلے کا مسیحا بن گیا۔

ثنائے حبیب کبریا ﷺ کا دوسرا مرحلہ اہل سنت کے عظیم سکالر جناب پروفیسر راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی صدر شعبہ اسلامیہ ایف سی کالج لاہور کی نقابت میں شروع ہوا۔انہوں نے آغاز نقابت میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ کا قول بیان کر کے حاضرین محفل کے علم میں یقیناً ایک خوبصورت اضافہ کیا۔انہوں نے بتایا کہ خواجہ حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ میلادِ مصطفےٰ ﷺ پر کس قدر خرچ کیا جائے تو آپ نے فرمایا۔

لَو کَانَ لِی جَبَلُ اُحُدٍ مِن ذَھَبٍ لَاَ نفَقتُ عَلیٰ مِیلَادِ النَّبِی ﷺ۔

Marfat.com

یعنی اگر میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو تو وہ بھی حضور پاک ﷺ کے میلاد شریف پر خرچ کر دوں۔

خوبصورت تمہیدی کلمات کے بعد پروفیسر ارتضٰی حسین اشرفی نے اہلسنت کے مایہ ناز دینی سکالر علامہ احمد علی قصوری کو دعوت خطاب دی۔ علامہ قصوری نے مخدوم اہل سنت سیدنا حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہ صاحب کو خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد

لَوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا

بڑی عشق افروز اور ایمان پرور تفسیر بیان کی جسے حاضرین نے بہت پسند کیا۔ وہ فرما رہے تھے کہ حقیقت کو پانے کے لئے صدیق اکبرؓ کی آنکھ درکار ہے جو اگر میسر آ جائے تو علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں۔۔

قُوت قلب و جگر گردد نبی
از خدا محبوب تر گردد نبی

طیبہ کا چاند جب تمام تر زیبائیوں کے ساتھ اپنی تجلیات بکھیرتا جناب آمنہ کے آنگن میں اتر رہا تھا تو کائنات کا ذرہ ذرہ خوشی میں سرمست ہو کر یوں نغمہ زن تھا۔

اَللّٰہ اَللّٰہ ھُو لَا اِلٰہَ اِلاّ ھُوْ

آج کی اس محفل پاک ایک ننھے ثناخوان محب وسیع نے اپنی معصوم زبان میں یہ نغمہ پڑھا تو ساری محفل جھوم اٹھی۔ پروفیسر اشرفی صاحب نے بتایا کہ عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی یہ لوری فخر اہل سنت علامہ شفیع اوکاڑویؒ نے محبت رسول ﷺ میں ڈوب کر لکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ہر میلاد کی محفل میں لوری کا یہ دلنواز نغمہ سنائی دیتا ہے۔

آمنہ بی بی کے گلشن میں آئی ہے تازہ بہار
پڑھتے ہیں ﷺ آج در و دیوار ، نبی جی
اَللّٰہ اَللّٰہ ھُو لَا اِلٰہَ اِلاّ ھُوْ

Marfat.com

شیخ محمد زبیر نے جناب مظفر وارثی کا یہ کلام بڑے پرسوز اور دلکش انداز میں سنایا۔

میری جاں کو صحنِ حرم کہو
میرے دل کو غارِ حرا کہو
میں شہید عشق رسول ہوں
میری موت کو بھی بقا کہو

یاد رہے کہ شیخ محمد زبیر صاحب اپنے حسن کارکردگی کی بنا پر لاہور بھر کے سکولوں میں ٹرافی حاصل کرنے والے پہلے کم سن نعت خواں ہیں۔

استاذ الشعراء جناب نذیر حسین نظامی ایک صاحب حال شاعر ہیں اپنا کلام سناتے ہوئے ان پر ایک بے خودی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ وہ آنکھوں کو بند کر کے دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مزے لیتے محسوس ہوتے ہیں۔ ان کے یہ اشعار بہت پسند کیے گئے اور بار بار سنے

کوئی کہتا ہے کہ کعبے میں خدا رہتا ہے
کوئی کہتا ہے کہ سرِ عرش عُلا رہتا ہے
ہم فقیروں کا یہ عقیدہ ہے کہ معبود عظیم
اپنے محبوب کے جلوؤں میں چھپا رہتا ہے

آخر میں نقیب محفل نے مقرر شیریں بیاں حافظ علامہ نعیم الرحمان کو دعوت خطاب دی جنہوں نے بڑے ہی دلنشیں انداز میں شانِ ولایت پر گفتگو کرتے ہوئے صدر مجلس حضرت باباجی مدظلہ العالی کا تعارف اور آپ کی سیرت بیان کی۔ علامہ نعیم الرحمان کے خطاب کے بعد نقیب محفل پروفیسر راؤ ارتضٰی اشرفی نے حضرت باباجی حضور کی دستار بندی کا اعلان کیا میزبان محفل شیخ دوست محمد صاحب نے ایک خوبصورت جبّہ پیش کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ میاں ابوبکر صاحب سجادہ نشین شرقپور شریف سے درخواست کی کہ وہ

Marfat.com

صدر مجلس کے زیب بدن کریں اور آپ کے سر مبارک پر دستار باندھیں۔ جنہیں نے اس خوشگوار فریضے کی انجام دہی میں اپنے ساتھ صاحبزادہ محبوب حسین صاحب کو بھی شامل کر لیا۔ تمام حاضرین محفل اس تقریب دستار بندی کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ اور تحسین و مرحبا کے نعروں سے حضور باباجی کو خراج عقیدت پیش کیا۔

دستار بندی کی رسم سے فراغت کے بعد جناب سرور حسین نقشبندی نے حضور باباجی کے لئے لکھا گیا ملک کے نامور نعت گو شاعر جناب حفیظ تائب کا منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا جس کا مطلع تھا۔

کی ہے بزم شوق رنگین بابا طاہر شاہ نے
شیر ربانی کے شاہین بابا طاہر شاہ نے

بعد ازاں باباجی نے بڑے انکسار کے ساتھ تقریب دستار بندی پر شکریہ ادا کرتے ہوئے حاضرین محفل کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی جبکہ حضرت صاحبزادہ ابوبکر مدظلہ العالی نے حضرت باباجی دامت برکاتہم کی صحت، درازی عمر اور فیوضات میں اضافے کے لئے دعا فرمائی۔ آخر میں والی کون و مکاں ﷺ کی خدمت اقدس میں ہدیہ صلوۃ سلام کے ساتھ یہ تاریخی اور یادگار محفل اختتام پذیر ہوئی۔

جزاھم اللہ احسن الجزاء

Marfat.com

شجرہ شریف سلسلہ نقشبندیہ

فضل کر یا رب میرے حال زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودۂ عصیاں پر رحمت کی نظر
تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم اے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر درِ افضال باز
تجھ کو دیتا ہوں تیرے جود و سخا کا واسطہ
فضل کا، رحمت کا، بخشش کا، عطا کا واسطہ
تیری رحمت کے خزانے میں کمی کوئی نہیں
کیوں ہوں شاکی جانتا ہوں مستحق میں ہی نہیں
میں کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کے لئے
کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کے لئے
کرم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
فخرِ موجودات شاہِ دوسرا کے واسطے
اس رسول ﷺ بے نظیر و بے بدل کا واسطہ
راز دارِ خلوتِ بزمِ ازل کا واسطہ
بخش دے یارب تجھے اپنی سخا کا واسطہ
رحم فرما شافعِ روزِ جزا کا واسطہ
صدق دے یارب مجھے صدیقِ اکبرؓ کے لئے
فقر دے سلمانؓ، محبوبِ پیمبر کے لئے

Marfat.com

حضرت قاسم کا صدقہ میری بگڑی کو بنا
حضرت جعفرؒ کا صدقہ دے میرے دل کو ضیاء
رکھ مجھے باعافیت بہر جناب بایزید
ابوالحسن کا واسطہ دے مجھ کو نصرت کی نوید
بوعلیؒ کا واسطہ کر دے میری مشکل کو حل
دے مجھے علم طریقت اور توفیق عمل
بہر یوسفؒ قید غم سے دہر میں آزاد کر
عبد خالق کے لئے عقبیٰ میں مجھ کو شاد کر
حضرت عارفؒ کے صدقے میں مجھے عرفان دے
حضرت محمود کا صدقہ مجھے ایمان دے
واسطہ خواجہ علی کا فقرِ درویشانہ دے
واسطہ بابا سماسیؒ کا دل دیوانہ دے
اے خدا بہرِ جنابِ شیرِ حق میرِ کلال
حرصِ دنیا کو میرے بتخانہ دل سے نکال
دے مجھے صبر و رضا صدقہ بہاؤالدین کا
کر مجھے صحت عطا صدقہ علاؤالدینؒ کا
دے میرے دل کو سکون یعقوب چرخی کے طفیل
حضرتِ احرار کے صدقہ میں دھو دے دل کا میل
حضرتِ زاہدؒ کے صدقے میں مجھے زاہد بنا
حضرتِ درویشؒ کے صدقہ میں دے فقروغنا

Marfat.com

خواجہ امکنگیؒ کا صدقہ داغ عصیاں کو ہٹا
حضرت باقیؒ کے صدقہ دے بقا بعد الفنا
شیخ احمدؒ کے لئے غیروں کی منت سے بچا
صرف اپنا ہی محتاج رکھ اے کبریا
حضرت معصومؒ کا صدقہ دکھا کوئے رسول ﷺ
بس رہی ہے جس میں ابتک بوئے گیسوئے رسول ﷺ
واسطہ عبدالاحدؒ کا مالک ارض و سما
کر مجھے ایمان اور توحید کی دولت عطا
کھول دے دل کی گلی بہر سعید نامدار
تاکہ میرے گلشن امید میں آئے بہار
اے خدا بہر جناب خواجہ حنفیؒ پارسا
وقت آخر نزع کی تکلیف سے مجھ کو بچا
بخش دے شیخ محمدؒ کے لئے میری خطا
واسطہ خواجہ زکیؒ کی اپنی الفت کر عطا
واسطہ خواجہ زمانؒ کا دے مجھے ذوق فنا
بہر احمدؒ قبر میں ہو نور احمد کی ضیاء
اے خدا بہر جناب خواجہ حاجی شاہ حسینؒ
دے میرے دل کو دین و دنیا میں چین
حشر میں جب ہو تیرے دربار میں میرا قیام
ہاتھ میں ہو میرے دامان نبی ﷺ بہر امام

Marfat.com

بہر حضرت میر صادق صاحب صدق و صفا
سرخرو رکھ دوجہاں میں مجھ کو اے میرے خدا
واسطہ یارب تجھے خواجہ امیرالدینؒ کا
دے مجھے علم و حیاء رزق و شفا صبر و غنا
واسطہ دیتا ہوں یارب میں تجھے اس نام کا
جو ہمیشہ تیری محبوبی کے گن گاتا رہا
عشق میں جس کے دل حسرت زدہ دیوانہ ہے
شرقپور جس کے باعث نور کا کاشانہ ہے
اے خدا کیا نام پیارا ہے تیرے محبوب کا
حضرتِ شیر محمدؒ صاحبِ جود و سخا
اے خدا بہرِ جناب خواجہ طاہر پیا
ظاہر و باطن کو تو میرے پاک فرما
ایں فقیرِ دل پذیر آں صاحب روشن ضمیر
گمراہاں را رہنما و ہمراہاں را دستگیر
جانِ ایمان وروح و عرفان ایں ''طاہر'' خوش خصال
جلوہ روئے جمالش بے نیاز قیل و قال
یا الٰہ العالمین ایں نسبت مارا پذیر
رحم فرما برغلاماں در مقام دار و گیر
اے خدا صدقے میں ان ناموں کے، دل کو شاد کر
کفر کو برباد کر اسلام کو آباد کر

Marfat.com

فہرست ابواب

○ آغازِ سخن 5

○ منظوم خراجِ عقیدت 13

○ حسنِ احوال 21

○ مشائخ طریقت اور ہم عصر مشائخ 75

○ حسنِ سیرت 123

○ روحانی احوال و کمالات 155

○ یادیں اور ملاقاتیں 175

○ انٹرویوز 215

○ مشاہدات و تاثرات 223

○ سفرِ آخرت 291

○ اہم تقریبات 305

Marfat.com

Marfat.com

حضرت بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ کی حیات طیبہ کا ایک ایک نقش ہماری آنکھوں کے سامنے مہر تاباں کی طرح منور اور درخشاں ہے، جود وسخا، صدق وفا، اصلاح احوال، تعمیر مساجد و مدارس، اصلاح بین المسلمین، غربا پروری، انسان دوستی، امراء کی اصلاح، دختران اسلام کی تربیت ۔۔۔ ان تمام امور پر استقامت اس مرد قلندر کی سوسالہ زندگی کا خلاصہ ہے۔ (علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی)

حضرت بابا جیؒ ایک عہد کی زندہ تاریخ تھے۔ ان سے ہماری جتنی ملاقاتیں ہوئیں ہم نے انہیں سچا درویش، عاشق رسول ﷺ اور امت کا خیر خواہ پایا۔ آپ فرقہ پرستی کے سخت مخالف تھے اور امت مسلمہ کی پستی پر بڑے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے کہ یہ دراصل اپنے پیغمبر نبی اکرم ﷺ سے رشتہ محبت اطاعت کمزور ہونے کی بنا پر ہے۔ (ڈاکٹر علی اکبر الازہری)

بابا جی سید طاہر حسین شاہؒ ایک صاحب نظر بزرگ تھے آپ میں انسانیت کا درد تھا ہر انسان کو بڑی تکریم سے پیش آتے، محاسن محفل کا خاص خیال رکھتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شخصیت میں وجاہت اور کلام میں تاثیر رکھی تھی۔ آپ کی باتیں حکمت و بصیرت سے لبریز ہوتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی علوم سے مالا مال کر رکھا تھا۔ (ڈاکٹر نور محمد اعوان)

آپ انتہائی منکسر المزاج مگر باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ وہ دل کے غنی اور ہاتھ کے سخی تھے۔ علم اور اہل علم کے قدردان تھے۔ (ملک محبوب الرسول قادری)

نو بہارِ گلشنِ ایمان ہیں طاہر حسین
تاجدار کشور عرفان ہیں طاہر حسین
دیکھ کر ان کا حسیں چہرہ ، خدا آتا ہے یاد
نقش خوب جلوۂ سبحان ہیں طاہر حسین

(طارق سلطان پوری)

0321/0300-9665326

Marfat.com